ماشاءالله لا قوة الا بالله

بتصدیق نسخہ کتاب ہذا مصنفہ عالیجناب معلی القاب حضرت مصباح الاسلام صاحب

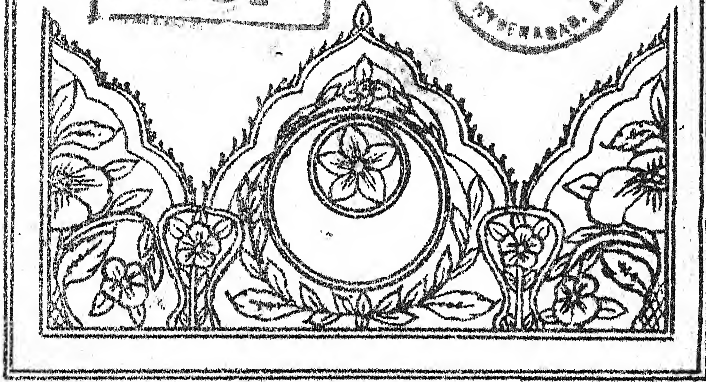
١٣٠٩

مصباح الاسلام

باہتمام اصغر محمود [illegible] در بلدہ حیدرآباد دکن طبع گردید

در مطبع بشیر دکن طبع گردید





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستت معبود حقیقی جو انسان بنایا۔ اور کل انسان کے لئے بنایا حق و باطل کے تمیز کے لئے رہبر بھجوایا۔ جب اپنے حبیب درست دیکھا اپنا ہمسر بنایا۔ چرند پرند درندگزند سب پر غالب۔ حور و غلمان سب اسکے لئے اشرف المخلوق کیون نہ ہو کہ فرشتے نوری بحکم اس خاکی کے رو برو سر جھکائے۔ کچھہ بہی نہین اور سب کچھہ ہون دیکھو چشم حقیقت سے مین ہون مظہر مسجود ملایک گرچہ خاک کا پتلہ ہون۔

حیرت کا تو یہہ مقام ہے کہ اپنے سوا غیر کو سجدہ حرام اور فرشتے نوری ہین اس خاکی کو سجدہ کرنیکا حکم دیا معلوم نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس پتلہ خاکی مین کیا خصوصیت رکھا ہے چشم عبرت سے دیکھو کہ آدم کے سجدہ کا منکر وہ فرشتہ معزز و مقرب درگاہ جو ابلیس مردود و ملعون کے نام سے ملقب نامزد ہوا ہے خطا اسقدر زیادہ نہین کہ آدم خاکی مین ناری آدم کو کم درجہ کا اپنے سے جانکر سجدہ سے انکار کیا آدم کو کم درجہ کا سمجھنا معبود کو اسقدر ناپسند ہوا کہ

طوق لعنت گلوگیر ہو کر مردود درگاہ ہو گیا اللہ اللہ یہ وہ آدم ہے جسکی الفت کے مقابلہ
مین اللہ تعالی قرب و اتباع و فرمانبرداری کا ابلیس کی کچھ بھی لحاظ نہ کیا اور یون ماخوذ
ہوا کہ آجتک اوسپر لعنت و ملامت ہو رہی ہے اور تا قیامت ہوتے رہیگی اور سزائے
آخرت تو مزید بران ہے اونسے احسان معبود ہر اب بندہ شکریہ معبود ادا کرنی چاہے تو
کیا کر سکتا ہے -

اغنیاء کا مقام ہے کہ جو کوئی اس پتلہ آدم کے ایذا و تکلیف کا خواہ جسمی ہو یا روحی باعث
ہو گا پس معبود ابلیس کے ٹہیک کس درجہ مین شمار ہوگا اوسے خدا جانے **شعر**
پی خمر و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن ٭ ساکن بت خانہ باش و مردم آزاری مکن
ثانی تو در مسجد بیا مصحف کر زنا اور پی شراب ٭ تو جو کرتا ہے سو کر پر مردم آزاری نکر ٭
انی اعلم ما لا تعلمون کے رمز اور الانسان سری و انا سرہ کے بہید کو کوئی آجتک پایا ہے
کہ اللہ جل شانہ نے آدمی کو کیا بنایا ہے جو نشانیان بوثیقہ ستریہم آیاتنا عطا فرمایا ہے -

مثال مجازی جب شاہان مجازی کسیکو سرفرازی دیتے ہین خلعت و خطاب کیے
سوا نشانیان امارت کے عماری ہاتہی فوج نوبت نشان نقارہ عطا کرتے ہین تا خلق
خلق اللہ مدارج فلان اور عزت اوسکی ظاہر ہو کہ نشانیان شاہی رکہتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے
آدمی کو اشرف المخلوقات کی خلعت اور خطاب خلیفہ سے سرفراز فرمایا اپنے نشانیان
۶ اے نسیم جسنے پتلہ آدم کو خاک سمجہا وہ خاک سمجہا بلکہ خاک ہی نہ سمجہا - اس کریم اکرم
کے شکریہ مین بارہ زبان کا گیا بارہ جو قصد اوسکی ادائی کا کرے جسمی **نعمات**
حیات کیسی نعمت اور مایہ حیات پانی اوسکی کسقدر ارزانی اور خرچ جس بیقدری اور
بیدردی سے ہو وہ ظاہر جیسا کہ پانی ادنی اور ارزانی مین جان انسان کہ بے بہا ہے

قایم کیا اسیطرح اس تپلہ خاکی مین کہ اس سے کم درجہ کی کوئی شئے نہین انچہ راز کو کہا ہو کہ جسکے اثبات کے لئے نشانیان معبود ہین پس ہر بشر کو لازم ہو کہ انسانکو ادنی خیال نکرے بلکہ ہر ادنی کو اعلی سمجھنا اور اوسکے ساتھہ جانسے جیسا عہدہ دار کے ہمراہ سپاہی یا خدمتگار و بندہ و غلام وغیرہ کہ حسن اعلی و فخر ادنے ہے۔

آمدم بر سر مطلب یہہ پانی پیداوار غلہ ہے جسپر دار و مدار زندگی و آسایش ہے آدمی کو نکتہ بین ہے دیکھتا سمجھتا چلا جاے۔

ایک سر ہین ناک کان آنکھہ زبان وغیرہ کیسے نعمتین کہ جسکا حظ ہر بشر کو ہے غرضکہ خالق ارض و سما کے احسانات لاانتہا ہین کہ جسکا شمار نہین اظہار خارج از امکان ہے اب شکر نعمت کس کس کا ادا ہوسکے غرضکہ عالم مین ہر درد کو دوا ہے ہر مرض کو شفا ہے ہر بشر کو قصہ مختصر خالق کی رضا ہے پس بہر حال شکر و بہر قال ذکر شیوہ عبدیت ہے شعر ہم ہین حق پر ہے یہہ اعتقاد و دولت کا خیال ؎ عالم ہستی مین اپنے سے نہین گاتا ہے کون ؎۔ وہ تال وہ سر سے گاتے ہونگے کہ جو آخرت مین روزہ نماز کی اجرت ملنے کے نادان ہون گے اور جو کوئی حج زکواۃ کے توشہ پر جنت و حوض کوثر کے خواہان ہون گے ہون کوئی فعل بد و مغالطہ دہی ابلیس سے ترسان و لرزان گریزان اور یہہ سبھے تال و سر کار اگ کہ جب سے سننے والے گھبراتے ہین ہوش بے پر اوڑ جاتے ہین لوگ سیر ہی شاہین طرح طرح کے سلامتیان اوڑاتے ہین مگر بطفیل آپ کی استغنا و لاپرواہی الیسی کہ نہ بیکاری نہ نہیں سے فرصت مجھے تو اپنے کام سے کام ہے کہ مین قطرہ ہون اور بحیرہ مین جو دریای عظیم خلاف کا لہرا رہا ہے کہ جسے دیکھہ خود گھبرا رہا ہون کہ اس بیڑا کیا پار ہوتا ہو اوسکی تلاطم مین پڑا ہون کہ تنہا ہون کسے کا

یارانہ اور شیون کہنا گوارا ہوا کہ سامعین کے کان کھڑے ہو جاتے ہین اور جب مین
بمقابلہ افضال الٰہی و کرم نا متناہی اپنی خلاف کو دیکھتا ہون تو شرم سے منھ چھپانیکو
جا نہین ملتی تب بحیلہ سجدہ منھ کے بل سرنگون و شرمسار سجدہ مین منھ چھپاتا
ہون مشتی نمونہ از خروارے بمیدان اقرار و اظہار لاتا ہون تا صاحب لوگ مجرہ
ولہین جہانک بری العین دیکھ پس از عین الیقین انصاف سے نہ گذر مقابلہ کریں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرکو نہ بخشونگا اور مین بظاہر وحدہ لا شریک
سے اقرار کیا اشہد ان لا الہ الا اللہ پر ایمان لایا امنت باللہ و اسلامی پہ خیرہ وشرہ
من اللہ تعالیٰ کا اعتقاد کیا مگر نظر کی تجماعی کہ دل خانہ خدا مین وسوسات
شیطانی موجود و مداخلت ابلیس ہے کہ جو یہہ مشارکت و مصالحت ہو رہی ہے کہ
خدا کا قصد انا فانا مبدل بشر اور اسیطرح شر بہ خیر ہو رہا ہے۔ اور یہہ نکالے
نہین نکلتا ابلیس خانہ خدا مین نہ صرف ترغیب و تحریص پر اکتفا کرتا ہے بلکہ مانع
و مزاحم تعمیل احکام خدا اور رسول ہے بنا بران بندہ گاہ پابندی حکم خدا گاہ اطاعت
ابلیس کرتا ہے کبھی خطا پر نادم کبھی دلیر ہرچند چاہا کہ یہہ شرک میرے دل سے دور ہو
بہت سر مارا مدافعت کو اوسکی مفید نہ آیا اب فرمایئے کہ وحدہ لا شریک کسطرح
قیام ہو خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ کا کیونکر اثبات ہو یہہ اقرار لسانی تو تقلیدی ہے
اور دلی داستان کا طومار اور ہے۔ کیا خوب میرے ظاہر و باطن کا حال ہے
باریک بینان باطن اسکا اندفاع کرتے ہونگے مجھ ایسے ظاہر بین تو اس غوطہ
خوار سے اپنا بیڑا پار نہین لیجا سکتے اس پریشانی مین جو حیرانی ہے اوسکو
مین ہی جانتا تھا ایسی حالت مین امداد غیبی نے دریا دلی جھیٹنے پر بہو بچایا اور

بہ دستگیری مرشد وہ بناء شرک جو سینہ مین منقش ہونیسے طبع منغص و مکدر رہتے
اور دل جو زر خالص پر زنگ مغایرت کے اجماع نے اصل کو چھپا ما تہا خدا و
تلقین اسماء و اشکال ایسی کی گئی کہ جس سے وہ نقش قلبی صاف ہو کر نقش اصلی
جو وحدہ لاشریک تہا نمود ہوا اور یون اوس شرک باطنی کا دفعیہ کیا گیا
سبحان اللہ یہہ قدرت کے کارخانہ ہین کہ جو اولیا اللہ و انبیا اللہ کو کارخانہ
الٰہی مین شمہ یک نسمجھے وہ شرک قایم رہا اور بعض خاطی نے خانہ خدا مین اہلیس کو
شریک کیا تہا یہہ شرک کسقدر سنگین و سترگ تہا سطرح ہدایت دلوایا اس
گنہہ گاری اور خطا داری پر ایسی رہنمائی اس کرم اکرم کے شکریہ مین تمام
عمر سجدہ سے سر نہ اوٹہا تون تب بہی سزاوار شکر احسان ادا نہو یہہ رحم و کرم
اوسیکو سزاوار ہے۔
ناامیدی اپنے مذہب مین دلیل کفر ہے۔ غافلو لا تقنطو قرآن مین فرماتا ہی
کون بندگان عاصی کے عفو تقصیر منظور رہتی اسلئے شفیع پیدا فرمایا جب رحیم
معبود کا یہہ حال ہو تو اب اوس بندہ پر جو اپنے کل ابواب تفویض مالک
نکرے افسوس ہو کہ خود ہین خود ذمہ دار نبو اسے بار الہ مجکو اور میرے بہائیون
اور رفیقون اور عزیزون اور متعلقین اور متوسلین اور سرپرستون کو
اوسپر قایم کردے کہ بطفیل حضرت و اہل بیت طیبات و احباء کبار و جملہ
بزرگان دین وہ اپنے تمامی ابواب خواہ دنیا کے ہون یا آخرت کے سبکو
تفویض اپنے مالک کے کردین اور اپنے تین اون افکار بیہودہ سے کہ بے سود
اور منجر بہ خطا ہین بری الذمہ کرلین اور راضی برضا ہون بلکہ یہہ التجا کہ جو دعا

بدرگاہ رب العلی کرین وہ بھی اس سے زیادہ نہو   اپنی اپنی غرض کرو عرض
کریے سبکوی۔ مین غرضی عرضی کرتون کہ جو کچھہ مرضی ہوئی۔ اور نہ یہہ کہ صرف
اپنے ہی ابواب متعلق و محول اوسکے کرنون بلکہ خود اپنے تئین سپرد اوسیکے کرون
اور اپنے ذمہ بار خطار کہہ رضا جوئی کے خواہش کو سب پر مقدم جانون اور اسکا
کرنون کہ مین بندہ تو معبود تو غفور مین عاجز تو رحیم مین محتاج تو غنی مین حقیر تو
رازق و خالق و قادر ہے اور مین مجبور و معذور ہون تو حاکم مین حیّ کہ ہی
سو تو نہین سو مین بحکم کل شئی ہالک الا وجہہ وبس۔

نعت حضرت سرور کائناتہہ

حامی و مددگار عاصیان بحر رموز عارفان پشت و پناہ اولیا سرور جملہ انبیا آئینہ
خدا نما جلوہ حق بر ملا عین تجلّی خدا صد بار بلکہ صد ہزار بار صل علی۔ وہ است کے
شفیع حضرت سرور کائناتہہ مفخر موجودات رحمت عالمیان حضرت احمد مجتبیٰ
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ نعت حضرت مین جو کوئی جو کچھہ کہے
بجا ہی۔ بتولو خدا ہے خدا ہی محمدؐ بتولو خدا سی خدا ہی محمدؐ بظاہر ہے انسان بباطن
ہے رحمان ؎ کہ خود مظہر کبریا ہی محمدؐ ؎ سچ اور بجا ہے۔ یا صاحب الجمال و یا سید
البشر ؎ من وجہہ کلمنیر لقد نور القمر ؎ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ؎ بعد از خدا بزرگ توی
قصہ مختصر اسپر دین و ایمان کہ پہلے تجلّی ذات کی نور محمدی کہ جسکا نام روح اعظم
ہوا اور سبکو اقرار کہ سب کے اوّل نور محمدی ہو۔ بغیر آن خدا مین آخر وہ برزخ
محمدی مین ظاہر وہ اور راز واحد انکا کل جو روح اعظم تو باطن وہی ہے۔
جب کچھہ نہ تھا حکم کن ہوا اور نور محمدی سبکا اوّل ظہور لایا او علم پ

روح کو کہا ہے تو اب نعت حضرت مین بجز اس کے کیا کہا جائے کہ شریعت مین تو
بندہ ہے حقیقت مین خدا جانے ظاہر تو ظاہر ہے باطن کا حال خدا جانے یا صاحبان
باطن سمجھین اسپر اپنے سمجھ رحمت اللعالمین نے تو ثابت کیا کہ بدولت حضرت
قیام دو جہان ہے دو جہان پہلے تجلّی ذاتی نور محمدی ہے کہ جسکو روح اعظم
کہتے ہین اور وہ ارواح کا کل ہے اور برزخ محمدی عالم اجسام یہہ دو عالم ہین –
دو عالم مین رحمت حضرت عالم اجسام کے لئے شریعت رحمت حضرت اور یہہ
عام ہے اور عالم باطن جو متعلق بعالم ارواح ہے پیروی طریقت جو خصوصیت رکھتی
ہے ساتھہ خاصون کے اور عام اوسکے متحمل نہونے کی وجہ سے بہرہ مند نہین
طریقت علم باطن کو کہتے ہین جو حضرت کو اللہ تعالی عطا فرمایا ہے کہ داخلہ جسکا شریعت
مین موجود ہے اور وہ علم سینہ بسینہ حضرت سے صاحبان امت کو پہونچا ہے
بعضے طریقت پر معترض ہین جب اللہ تعالی علم سینہ حضرت کو عطا
فرمایا اوسکے قابل رہنا اور اوسکے حاصل کرنے مین انکار کرنا گویا اوس سے محروم رہنا ہے
ظاہر دیکھہ لو کہ آدمی کو راحت و تکلیف جسمی و روحی ہر دو موجود اور برابر
حادث ہوتے ہین اور رہنمای حضرت رسایل حفظ میسر ہین تو مقتضای فہم و
فراست کہ آسایش جسمی کے خواہش کرین اور صدمات روحی کے حفظ نچاہین
اور نہ قابل ہون یہہ سمجھہ اونکی اونہین کو مبارک ہو کہ اپنے تئین بکار حفظ جسمانی رکھتین
اور صدمات روحی کی حفظ نچاہین اور جو حضرات صدمات روحی سے تکالیف
جسم کو معدوم ہونے والہ جانتے ہین وہ اوسکا بھلا چاہین ہم تو بہت ہمت
کے ہر دو کے ایذا کے متحمل نہین لہذا ہر دو کی آسایش کے خواہان ہین غرضکہ اللہ تعالے

ہر انسان کو منعقد فرمایا ہے ساتھہ اجسام و ارواح کے اور دنیا و آخرت اور ظاہر
و باطن کے اور روانہ فرمایا پس ایک کے طلب مین دوسرے کو ترک کرنا دست
سے بعید خرد سے دور کیونکہ آرام و تکلیف جسمی کو تعلق روح کے ساتھہ لگا ہوا ہے
اسیطرح آخرت کو دنیا سے دنیا نہ ہوتی خطا آخرت نہ ہوتا کونسے عقلمند ہین
جنہون نے یہہ پسند کیا کہ ظاہر درست اور باطن کی اصلاح نکرنا یا ضرور نہین ضرور
اور اس پابندیکا طریقہ کونسی دیندار یہین ہے مرد بلکہ جوانمرد وہی جسنے
ہر دو کو نباہ دیا اور عقلمند وہ جسنے جسم و جانکی حفظ کا انتظام کیا اور
مسلمان ایماندار وہ جو انکے ظاہر و باطن کو دنیا سے ایک نباہ کرے گیا
ایکصاحب بولے دنیا مین ایسے ہی جوانمرد ہین جو دونون کو نباہ دیتے
ہین اور مجہہ ایسے ہی نامرد کہ جو دونون کو طلاق دیکر بیٹھے ہین تفہیم۔
دنیادار وہ ہے جو ہر دو کے ساتھہ حسب مذکور الصدر گذارا اور فقیر وہ جسنے پیش
معبود اپنے تئین مجبور قرار دیا اور جملہ ابواب رضا جوئی خالق چہوڑ دیا اور جسنے
کل ابواب متعلق بخالق کیا ہوگا اوسکو سوای خالق ہر دو سے واسطہ نہین جو
رضای معبود مین یون مشغول و محول ہوا ہوگا کہ اوسے نہ اپنا کوئی خوف رہا ہوگا
اور نہ امید بلکہ جب وہ خود ہی نرہا ہوگا تو یہہ ہر دو نہ ہے ہون گے اور وہ
بندہ خاص ہوگا اوسپر جو معترض ہین تو اون کے اوقات کی اضاعت ہے
اعتراضو نہین اور محققین کو مبدء تحقیق و تصدیق مین مبارک غرضکہ حضرت
تشریف فرمای دنیا نہ ہونے ہر دو صدمات بالا سے نجات کار استہ نہ ملتا
اسیطرح رحمت حضرت کے دو عالم پہ ہوئی اور بندونکو انکی رستگاری وایاس

کے وسیلہ حاصل ہوئی اب نعت حضرت اسپر ختم کیا ہون اللہ اور محمد کی نسبت
و تمیز اللہ کے ساتھہ محمد الرسول اللہ سو جبو لا الہ اللہ کہنے سی تکمیل ایمان نہ ہوگی
جب محمد الرسول اللہ کہیگا تب ایمان تکمیل پائیگا۔ اور ظاہر کہ حکم رسول ماننا
اتباع حکم خدا اتباع حکم رسول ہے حتی کہ جنے رسول کو نہ مانا اوسنے خدا کو نہ مانا
اب زیادہ اس سے کیا کہا جاے یا اللہ بطفیل حضرت مجکو اور میرے احباب اور متعلقین
اور متوسلین کو مطیع و فرمانبردار حضرت اور اونکی آل و اولاد و اصحاب کا
رکہہ اور سب تا الف لیت انہیں بزرگونکی اتباع مین رہین اور مدارج بزرگی پوری
طور پر بجا لاوین۔

سبب تالیف

کوئی کثر نفسی سے اپنے تئین خاک ربتا یا ہے تو کیسے اپنے تئین ہمدان فرمایا ہی تو کوئی اپنے
تئین کمتر حباب سے منسوب کیا ہی ذرہ بیمقدار اپنے تئین بنایا اور بندہ صاف گو کچہہ نہ کہکر
سیدھی دو باتین بول اپنی حقیقت کھولدیتا ہے میری بظاہر لوگ بشر اور باطن کو
منسوب بہ قلب کرتے ہین پس جبکا ظاہر بشر باطن قلب ہو کثر نفسی ایسے کی سبب
نام مصباح اور وہ منسوب بہ روشنی ہی اور روشنی کا باطن سیاہی لہذا روشنی کو
ساتہہ کاغذ سفید کے قرار دیکر باطن کی سیاہی سے یہہ چند اوراق سپید سیاہ
کیا ہون اور اسلام کو یون تمام دیا ہون اب شناسی مرشد کہ مجھہ وہ بہی
یاد نہین لیکن سونا جانے کے لیے آدمی جالی ہے کے مشک آنست خود بہ بوید نہ کہ عطار
گوید سے مین منتظر اسی پر ہونگا انتظار ہے مریدیہان دولت پانیکے متوقع
آتے ہین اور جو کچہہ مایہ باطن مین لاتے ہین نہ صرف اوسکو گما جاتے ہین بلکہ



سبب تالیف مصباح الاسلام از مصباح الاسلام

خود گم جاتے ہیں سخاوت تو ہو بندی نہیں پاتے ہیں پس اس ورپہ آجو کچہہ کہا یا
دکہایا ہون اس پرچہ قرطاس پریشان تقریر لایا ہون اور نام مصباح الاسلام
رکہہ بملاحظہ حضرت گذرانکر دست التجا بدرگاہ باری بہ نیت خالص اس ترتیح
پراوٹہایا ہون کہ ناظرین جہان خطا دیکہیں در گذر فرمادین کہ آدمی بہول
چوک سے بنا ہے جو کہ مین اہل مقدرت سے نہین کہ خلق اللہ
مجہسے منتفع ہوتا مین بوسیلہ اُسکو اپنے تین خیر الناس مین شمار کرون اور
نہ لیاقت ایسی کہ جس سے رضای خلق اللہ رضائی خالق ہو جائے لہذا یہہ
باتین بنا التجا لایا ہون کہ الہی بار الہ اس تحریر و تقریر مین اپنا اثر محبت موثر
فرمایا یہہ تحریر خواطر ناظرین و سامعین مین دلچسپ و مرغوب ایسی ہو جائے کہ
جسکی وجہہ سے وہ مجہسے راضی و خوش ہو جاوین اور یہہ وسیلہ میرے حق مین
رضای خلق اللہ رضائے خالق ہو جائے کہ سوا اسکے کیسہ بساط میرا رقم کے مایہ سے
خالی ہے چنانچہ یہہ رسالہ پانچ باب چوبیس فصل پر ختم ہے۔ ۲۹۷۶۵

مصباح اول ذکر ذات

فصل پہلی وجود صفات مظہر ذات اور ذات مین صفات فصل دوسری
ذات حلول و اتحاد سے منزہ فصل تیسری حکم کن کا بیان۔

مصباح دوم آدم کا بیان

فصل پہلی بیان خاک و تبلہ اربع عناصر فصل دوسری تعریف بندہ و علم
شناخت بندہ فصل تیسری تمیز پاک و ناپاک فصل چوتھی دفع شبہات
فی ذکر ایمان فصل پانچوین ابلیس کا آدمی کے ساتھہ ہونا فصل چھٹی

پہوٹ اور اوسکے نتایج فصل ساتوین دنیا مردار کے بیان مین فصل
اٹھوین تلاش خدا بہ خاکسار فصل نوین داد ستد پیر و مرید ۔

مصباح سیوم مدارج دنیا

فصل اول مناسبت دنیا فصل دوسری رقعہ مرشد و ہدایات فصل
تیسری بخویش روند فصل چوتھی بخویش رسند و بخویش بیابند
فصل پانچوین تمیز دوست و دشمن ۔

مصباح چہارم ابواب متفرق

فصل اول مباحثہ تدبیر و تقریر فصل دوسری جواب اعتراض
شائقین کے رونیکا فصل تیسری روزہ خارج ذکواہ کا بیان ۔

مصباح پنجم خاتمہ بخیر

فصل اول مجبور کے سوال جواب اپنے بخیر فصل دوسری قیر ابتداران جسم کی رخصت
فصل تیسری رخصت دنیا مع ابلیس فصل چوتھی موت و حیات کا ذکر ۔

مصباح اوّل ذکر ذات

فصل پہلی وجود صفات مظہر ذات مین صفاتکا بیان ۔

قبل ازانکہ وجود عنصری کا ظہور نہ تھا کیا اور کہان اور کسطرح تھا اہل دنیا خبر دیگی
کہ شکم مادر مین معدوم تہا کسی نے کہا پشت پدر مین مخفی مفہوم تہا کوئی بولا پتیلہ
خاک ہی خاک مین معدوم تہا ایک صاحب بولے یہان تھا نہ وہان سچ تو یہ ہے
کہ ید قدرت مین حق تعالے کے موسوم اور بقدرت ذات مین مرقوم تہے وہا نسے آیا ہے

اتبک تو یون نہ تفہیم تہی نہ یہہ بات معلوم تہی ملاحظہ کیجئے پتھر مین اگ اور
اگ مین خاک درخت مین پھول اور پھول مین پہل اور پہل مین فیض و لذت
عام ذات مین صفت اور صفت مین آدم آدم مین زبان زبان مین کلام مین
اثر خواہ خبر ہو یا شر وغیرہ و شرہ سن اللہ تعالی تخم و شجر ہر دو بخاک و تخم مین
درخت اور درخت مین تخم جسم مین دل اور دل مین خیال جیسے ڈبی مین کاڑی
اور کاڑی مین اگ اور آخر مین خاک خاک کو کوئی نہ سمجھے ہو نگے کہ کیا ہے
تو اسطرح سمجھ لے سکتے ہین کہ ہر ایک کو ابتدا عروج طور در سیانی و نزول انتہا بشکل
سوی ہے سمجہنا چاہئے کہ صفات مین تغیرات ہوتے ہین جیسے نور سے نار اور نار سے
خاک نور کے اول اور خاک کے بعد کچہہ نہین اوس ابتدا کے یہہ انتہا ہے اگر
یہہ نہین دوسرے ہی تو بنا ہی جاوے۔
صانع حقیقی جلکے کمال کو انتہا نہین گنج مخفی تہا اور گنج مخفی سے یہہ مراد کہ ذات
گنج صفات مخفی تہا اور وہ صفات یہہ ہے مصنوعات کہ جو اب حاضر و موجود ہین
اور اوسیکو کثرت کہتے ہین اور یہہ ذات مین ایسی مخفے و مستور تہی کہ جیسا اوپر
بیان ہو چکا ہے یا زبان مین کلام دماغ مین عقل جسم مین شہر ذہن مین خطرہ
و خیال سیاہی مین حروف مٹی مین ظروف ہوتے ہین اسیطرح یہہ جملہ صفات
ذات مین نہین امر ذات امر کن اور کنکے ساتہہ صفات معمور یہ تکوین ہی
ذات سے صفت جدا نہین گو ہو شیئہ نحن و اقرب ہو لیکن معاذ اللہ بندہ خدا نہین بنا
ایک سے تین ہوے آمر سے جدا ہوتی ہے امر ہوا اور وہ کن تہا پھر فیکون یعنے
یہہ ظہور پہلے تجلی ذات کا ہے او نحن و اقرب و قل الروح من امر ربی سے اثبات ہے

کہ جہان حاکم وہان حکم جہان شخص وہان عکس جہان جسم وہان سایہ یہہ جدا نہین
نور ذات صفت اوسکی نار ہے اور نار مین خاک ہے یہہ تینون ایک ہین
لیکن بمقابلہ اسماو اشکال جدا ہین نور مین فضیلت اور فضیلت مین بزرگی اور
بزرگی نے کہا اللہ اکبر

فصل دوسری ذات اتحاد و حلول سے منزہ

تجلی اوّل حکم کن جب کچہہ نہ تہا تب صادر ہوا **تجلیات مصنوعات** آفتاب
و ماہتاب کی تجلی اوّل دہوپ اور چاندنی ہے اِن ہر دو مخلوق کا پرتو کسقدر
بسیط ہے کہ جسکے اندر سب جدا جدا ہین مگر پرتو اونسے جدا نہین اور نہ اوسپر اطلاق
اتحاد و حلول آتا ہے جب پرتو مخلوق مین یہہ صفت ہے تو تجلی اوّل نے ذریعہ کن و
اقرب ہر وجود پر نزول کیا تو اتحاد و حلول کیونکر آسکتا ہے ذرا دیکھنا چاہیئے
کہ پرتو ذات سے اور ذات پرتو سے جدا نہین **اتحاد و حلول** اوسوقت قایم
ہوگا جب کسی کل کا جز ایک جا سے دوسری جا جانا ثابت کیا جاے جب کلشی محیط ہے
کوئی جا خالی نہین تو دوسری جا ہی نہی پھر خیال کم و بیشی نادرست ۔
ایک مکان خزانہ ہے جسمین چند حجرہ و صندوق و خریطہ رکہے ہین اگر ایک
حجرہ یا صندوق و خریطہ سے خزانہ منتقل کر دوسرے خریطہ و یا صندوق
و یا حجرہ مین رکہا جاے تو کمی اصل خزانہ مین نہ آئیگی پس اسیطرح کلشی محیط کے
اندر جو تغیرات ہون احتمال کم و بیشی خزانہ غلط ہے ذرا غور کرنا چاہیے
یہہ بحث جسقدر ہوی متعلق نباتات ہوئی اور یہان ذات سے مباحثہ نہین کمال

وصفات مین یہہ گفتگو ہے تو وجود کسی کو علاقہ ذات سے نہ تہا اب صفت و کمال ایک
جا سے دوسری جا منتقل ہو تو ذات کامل مین کچہہ تفرقہ آتا ہے سب جانتے ہین کہ
علم عالم سے منتقل ہوکر شاگرد مین آتا ہے مگر نہ علم مین کاستگی آتی ہے اور نہ عالم
مین کہہ کم اور سب کیا یہہ نہین دیکہتے کہ ایک چراغ سے چند چراغ روشن ہوتے
ہین پس اوسی چراغ سے دس ہزار چراغ روشن کئے اور ہر ایک مین اوسی ایک
چراغ کی روشنی سوثر ہوئی لیکن روشنی اصل چراغ مین نہ کاستگی آئی اور نہ
تغیر پیدا ہوا علے ہذا مصوری و خوشنویسی وغیرہ صدہا صفات و کمال
ہین کسیطرح کی کاستگی نہین آتی یارو تم اپنے تئین دیکہو اور مین اپنے تئین
اور ذیروح کو دیکہہ کر کہتا ہون کہ آدمی سے آدمی حیوان سے حیوان برابر
رات دن پیدا ہوتے چلے جاتے ہین مگر ہر دو سے کسیکی اصل وجود مین کسیطرح کا
گہٹاؤ بڑہاؤ نہین ہوتا جبکہ مصنوعات کا یہہ حال ہے تو صانع کی نسبت ایسے
خیال محض نادرست اور غلط در غلط کمال ذات سے تجلی اول مین اور وہان سے
یکے بعد دیگرے منتقل ہوا تو کسیطرح کی کم و بیشی ذات کامل مین نہ ہوئی ابتدا مین کمال
گنج مخفی تہا اور تا بہ ارواح کسی جا اوسکا ظہور نہ تہا جب ارواح بہ کمال تا بہ جسم
پہونچی اوسوقت جو منازل کہ درمیان ظہور صفات واقع نہین وجملہ سطے
پا چکین اور جسم جو خاص اللہ واسطے ظہور صفات کی بنا تہا جب صفات ایسا
مقام پہونچین تب ظہور اونکا ذریعہ اسی اللہ کے ہوا ہر چہ قبل وجود یہہ جملہ مخفی و مستور
نہین اور کہین ظہور اونکا نہوا تہا پر تو ذات کلیتی محیط ہوا اور ہر پرتو ذات وجود
ہین اور وجود ہر پرتو مین موجود کہ ہر کا اتحاد کہنا نکا حلول رسائی تا بہ اصول نہین

لہذا یہہ فہم جو کلام سماعی سے متمکن خاطر ہے رفع نہین ہوتے پرتوی شمس و قمر مین یہہ صفات کہ جس کے اندر کل محدود کے نمائش ہی وہ بدولت پرتو ہے جو ہر محدود کو ظاہر و نمایان کی ہے اگر پرتو نہو نمایش محدود نہ ہو اور محدود منظر پرتو ہو آہے علی ہذا پرتوی ذات نے محدود پیدا کی ورنہ معدوم اور محدود نے پرتو کو ظاہر کیا کہ یہہ مین ہون اور وہ وہی یہہ وہ کہتی ہے بعد دوری ہوئی حضوری کی تعلق ذات سی تو یون لگا ہوا تہا کہ خالق مخلوق سی اور مخلوق احاطہ خالق سے جدا نہین مگر دیکہنا یا کوئی دیکہتا نہین کیونکہ ایسی ہو لگی کیا ظاہر و موجود و حاضر نہین سچ تو یہہ کہ عقل سے ماہر راز سے باہر نہین کیا چکر کہائے کہ پرتو نے کمال کو ظہور دیا اور کمال نے خود کو ظاہر دیکہہ پرتو کو گیا کامل کو چہپا دیا اب راستہ یون ملیگا محدود سے بسیط کی تصدیق کیجائے تو پرتو ہر چہار دیوار کے اندر محدود نظر آتا ہے چہار دیوار یکو توڑ کر دیکہنا اگر محدودی جالی رہے تو آئندہ ہر محدود منہدم کر آدمی دیکہتا چلا جائے من بعد اگر پرتو کو بصاحب محدود بتادین گے تو ہم ہی اونکو اپنے پورتوں کی صادق الکلام سمجہین گے اس دید مجازیکو دید حقیقی سے مقابلہ کر ظاہر سے باطن تک راہ طے کرنا اور وجود اربع عناصر کو کہ جو چار دیواری بنکر حجاب ہو بصارت کو روک دیا ہو اور کثرت اجسام کے دیکہنی سے نظر کو موقع فرصت حاصل ہی نہین کہ جو وہان تک رسا ہو کہ بسیط نظر آئے پس اس چار دانگی چہو بٹہری کو نور صرور کر شانہ دیگا حقیقت بسیط تک رسا نہ ہوگا۔

فصل تیسری حکم کن کا بیان۔

جب کچھہ نہ تہا تب حکم کن صادر ہوا پوچھا کچھہ نہ تھا تو کن کسکو کہا یہہ اسیت وہ صفات
جو باطن ذاتمین مخفی موجود اور ظاہر نہین نہین اونپر جب حکم ہوا تب وہ ظاہر و نمایان
ہوگئین اور وہ ذاتین ایسے تہین جو اسی باب کے پہلی فصل مین مذکور ہوا ہے یا
خیال کہ صحن مکانمین طرح باغکی ڈالنا اور بفور خیال نقشہ اوسکا نظر سے گذر جاتا ہی اگرچہ
وہ موجود اور ظاہر نہین ہوتا چنانچہ بفور حکم کن صفات کا ظہور ہوا اور آسمان و زمین
پیدا ہوئی اور ان ہر دو مین جملہ اثرات سجا ہائی متعدد با نواع مختلف قسم کئے گئے کہ جو اب
ظہور پا رہی ہین جب اثرات سماویگا نزول زمین پر ہوتا ہے تب روئیدگی زمین آکر
نشو نما لاتی ہے یہہ مقام دید ہی ایک آسمانمین اثرات مختلف سعد و نحس مخالف علی ہذا
اور بہت اسیطرح ہین روئیدگی زمین بہ لذائذ مختلف و تاثیرات جداگانہ موجود حالانکہ موسم
سرما و گرما و بارش طبقہ زمین و آسمان انہی اپنے حالت پر قایم روئیدگی زمین مین ترشی
و تلخی و شیرینی وغیرہ الواب اسیطرح ایک وجود طبایع مختلف -
ایک شخص کمال جامہ اظہار ہونیکی غرض سے ایک کو زراعت کپاس کا طریقہ سکھایا بعد
پیدایش روئی سوت کاتنے کا ہنر کسیکو سکہایا جب تہان تیار ہوا تب کسیکو قطع کرنا
سکہایا اور اپنے مرکوز کو ظہور مین لایا کمال درزیکی پہلے کسیکو تا بہ مرکوز کامل رسائی ہتی
کہ باین تغیرات اقسام اشکال زراعت پنبہ سے یہہ صورت جامہ ظہور پاویگی پس اللہ تعالے
اپنے اثرات کو زمین و آسمانمین متعدد جا و مقام پر منقسم فرمایا بہ تغیرات اقسام اشکال
اسیطرح ظہور لایا ذرا نظر انصاف و اکیجاویگی تو ظہور صفات نظر اویگا ذات ابتدامین
نظر صفات سے اسیلئے مخفی تہی کہ خود وجود و صفات بذاتین سلب تہا اور وہ ایسا ہی جیسا
حاکم مین حکم اور داب ذات باطن صفاتین ایسی موجود تھی جیسا حاکم مین حاکم لوگ

بعضے کہتے ہین کہ فلان کو چار آنکہہ ہین اور بعوض اسکی صحت یون کیا ہون کہ دو چشم ظاہر
سے آدمی موجود انکو دیکہتا ہے اور سوا موجودات کے جو دیکہتا ہے اوسے عوام چشم خیالی
کہتے ہین اور اوسے جانکر دیکہنے والے چشم سر و دل کہتے ہین مثلاً خواب مین آنکہہ بند اور نظر آتا ہے
جیسے یہہ دونون کہل گئے وہ سب دیکہتے ہونگے جب کچھہ نہ تہا حکم کن ہوا
تو اوس روسے وہ ہی حکم کن پہلی تجلی ذات ہے جسکی یہہ صفات قرار پائی اوسپر یہہ قول
کہ پہلی تجلی ذات کی نور محمدی ہے اور روح اعظم بہی اوسیکو کہتے ہین تو معلوم یہہ ہوا
کہ اوسی ایک پہلی تجلی ذات کی یہہ اسماء مختلف ہین چنانچہ بعالم مجاز ایک کی اسما مختلف
ہوتے ہین بلکہ ذات باری کے اسما دیکہہ لو کہ بہت ہین سمجھہ مین یہہ آیا کہ پہلی تجلی
ذات ہے جسے نور محمدی کہو یا روح اعظم یا تو بو حکم کن سمجہو خیر روح اعظم کا پرتو ہر ارواح
جسم جداگانہ مین موجود اور وہ حکم رب ہے اور ذات کل شی محیط اور کوئی اوس احاطہ
سے خارج نہین لولاک لما خلقت الافلاک کا ثبوت یون ہوا کہ اگر حکم نہ ہوتا کچھہ نہ ہوتا
ظاہر کہ حکم اللہ حکم رسول ہے تو ہم تعمیل احکام حضرت تعمیل حکم خدا جانتے ہین اور
یہہ خوشنودی خالق سمجہتے ہین ہماری سمجہہ تو یہہ کہ جسنے حکم کو نہ مانا اوسنے حاکم کو
نہ مانا وہ حکم بمقام نفاذ خود حاکم ہے اور اوسیکی اتباع مقدم جبکہ پیغمبر صلواۃ اللہ
علیہ کو نہ ماننا خدا کو نہ ماننا قرار پایا ہی ثواب مین فہمہ پر جب ہونا مناسب ہے کیونکہ
پہلی تجلی ذات کی نور محمدی ہے اوسکو واسطہ اور تعلق ذات سے ایسا ہی جو شمس و قمر کو
اونکی پرتو سے اور وہ ہی تعلق روح کو جسم کے ساتھہ ہے آدمی اصل کو فراموش
نکرے اور حفظ مراتب سے گمراہی جو یون نہ سمجہا ہو تو یون سمجہلے کہ تکمیل ایمان
لا الہ الا اللہ کے ساتھہ محمد الرسول اللہ کہے بغیر نہین ہوتے پس جسقدر تکمیل ایمان کو

قرب حضرت درگاہی اسیطرح بندگانِ خدا کو حضرت سے تعلق ہے اب بحث آدمی کے پاک و
ناپاک کے جو کیجاتی ہے وہ یہی سمجہہ لے سکتے ہیں کہ جب پرتو شمس و قمر بلحاظ پاک و ناپاک نازل
اور اثر ناپاکی پرتو پر موثر نہیں تو ہم سمجہہ سکتے ہیں کہ ناپاکی جسم تا بہ روح موثر نہیں غرض کہ
پرتو کو پاک ناپاک سے علاقہ نہیں جسکو اسپر سمجہہ نہیں تو بحث نہیں نور سے نار نار میں
جلال اور جلال میں حکومت اور حکومت اللہ تعالی ذات حضرت پر ختم فرمایا کہ
احکام سابقہ منسوخ و نفاذ آئندہ مسدود کہ بعد حضرت تکمیل اعمال بندگان ظاہر
و باطن کردیگی اور آئندہ ضرورت اصلاح باقی نرہے اب خاک کیا چاہئے ۔

مصباح دوم ذکر آدم

فصل بیان خاک و پتلہ اربع عناصر خاکمیں عجز و انکسار اور عجز میں اتباع اور یہہ
سزاوار عبدیت ہے حقیقت خاک نور سے نار اور نار سے خاک نکلی ہے بنا بران
اوسمیں صفات لا انتہا ہیں از انجملہ صفت خاک سے یہہ پتلہ خاکی آدم ہے جسکے ذریعہ سے
اللہ تعالی اپنی قدرتوں کا اظہار فرمایا ہے چنانچہ رازق رحیم کریم سمیع بصیر وغیرہ یہہ جملہ
ذات باریکی قدرت و صفات ہیں اور انکا ظہور بتقرب نحن اقرب اس پتلہ
خاکی سے ہوتا ہے اوسپر جملہ ذات بشر سے خارج اور جنبی اسے قدرت بندہ جاننا
غلط زبان زد خاص و عام یہہ پتلہ خاکی ہے اور وجہہ تسمیہ یہہ ہے کہ پتلہ مقتدر حس و حرکت
نہیں باعث حس و حرکت اوسکا رب ہے لوچھا اربع عناصر کا پتلہ کیسو نکر
بنا سمجہہ میں نہ آیا کیا جیسے کمہار لوگ خاک و آب یکجا جمع کر ایک شکل بنا ہوا
دیکر خشک کرتے اور آگ میں رکہہ کر پکاتے ہیں یہہ پتلہ تو اسطرح بنتا نظر نہیں آتا

اب بہی وہیض ہی بنیاد جسم ہے یان آدم علیہ السلام کا پتلہ بنا ہوا وسمین بحث نہین لیکن حالت موجودہ وہ نہین لتفہیم اللہ تعالی اپنے قدرتون کی اثرات اسمان و زمین پر منقسم فرمایا وہ اثرات سماوی تا مدت معینہ زمین پر نزول کرتے ہین اور پانی ہوا آتش افتاب بقدر لیاقت موثر ہوتے ہین تب خاکسی سو لکہ کہ جسکی بظاہر کوی بنا نہین پیدا ہوتا ہی اور بظاہر وہ خاک سی جو باجدا داب و اتش و باد سے وجا ہوئی ہے و بعدہ خاک نے وجود سو لکہ مین ترقی دی اور آب و باد و آتش ان ہرسہ کے امداد برابر ہوتی رہی تو وہ خورد و بزرگ ہوتا ثمر پہونچا اور جب مدت اوسکی اتمام پانی تو از شجر تا برگ و بار سب خاکمین ملکر خاک ہوئی اب عین الیقین سے تشفی ہوگی کہ یہہ پتلہ خاک اربع عناصری یون بنتا ہے کہ وہ شجر کا ثمر یا برگ استعمال ذیروح مین آیا اور تا مدت معہود و باد و آتش و اثرات سماوی برابر موثر ہوی پس وہ حیوان ہو یا انسان ہر ذکور و اناس مین اوسنے ایک اثر جدید پیدا کیا اور مثل آسمان و زمین اوسنے ذکور سے اناس مین نزول کیا اور بامداد روئیدگی زمین و اسمانکے اثرات ممد و موثر رہی تبتک از مرور مدت معینہ ایک شکل جدید جیسے زمین سی پیدا ہوی ہے اسطرح ایک شکل شکم اناس سی ظہور لای اور جنمین قبیل وہ جملہ اثرات اسپر ہے موثر ہوی اور وہ مداخل اجبار جے ہمین بہی وہی اثرات پیدا ہوگی تو ظاہر کہ یہہ وجود صرف بامداد منظہر خاک و اثرات آب باد و آتش نشو نما لایا وجہہ تسمیہ بس پتلہ خاکی اربع عناصری یہی ہے اور جب مدت قیام اتمام لائی پہر خاکمین کہ اوسکی اصل ہے ملگیا اور ان اثرات کی اعتدال کا مداخل باعث قیام جسم ہی اور نام اوسکا صحت اور خلاف کا نام بیماری اور یہہ اثر کہ تجلی اول کا موثر ہی اوسکی جدائی جسم سی موت غرضکہ اثرات کامل کے کمال نے یون الٹی منازل روئیدگی زمین سے تا پشت پدر یہہ بہ تغیر

وتبدل اشکال منازل درمیانی کو طے کیا تب یہہ ایک جسم بہ این صورت و شکل مرتب ہوا ہے

فصل دوسری صراحت بندہ و عدم شناخت بندہ

جب پتلہ آدم ایسے انتقال مقامات اور تبدل اسماء و تغیر اشکال کے ساتھہ ناپدید پیدا ہوا بنابران کسی نے اوسکو نہ جانا اور نہ پہچانا والدین اور قدر استعداد پہچانیں مقتضی ہوئی تب محبت سے فرزند بھائی بھتیجہ پوتا وغیرہ ناموں سے موسوم کے جب تسکین نہ ہوئی تب کسی نجومی یا پنڈت یا مولوی یا ملا کسی پڑہی لکہی سے نام اوسکا رکہوایا در اصل وہ بہی ناواقف کہ یہہ کون اور کس نام سے اسکا موسوم ہونا سزاوار ہے ایک نام فرضی رکہہ اون غرضیوں کو سمجہا دیا چنانچہ وہ نام صورت آشنائی البتہ کرتا ہے لیکن وہ بچہ لڑکا جوان اوپر ضعیف ان ناموں اور اسماء مختلف سے ملقب ہوتا رہتا ہے دیکہو آسمان و زمین و شمس و قمر سیارگان بکثرت ایسے ہین جو ایک نام سے موسوم ہوئے پہر اونکے اسماء مین کوئی اور کچہہ لطف کا تغیر و تبدل نہوا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اونپر حد شناخت بدرجہ کامل پہونچی اور اوسکی شناخت مین تا بدرجہ کمال رسائی نہ ہوئی لہذا اوسکو اسماء بستی اور جو اصول اور صفات پر موسوم کرتے ہین غرضکہ نہ شناخت اوسکی کسی سے ہوئی اور نہ نام اوسکا مشخص ہوا جسکی شناخت نے جہانتک رسائی کی وہی نام اوسنے رکہہ دیا تا بہ اصل اوسکی رسائی نے کام دیا اور نہ بعد تشخیص قرار داد نام ہوا اور آدمی بایع آدمی خریدار آدمی صانع آدمی گویندہ ہینے وغیرہ الرہ فی غریب امیر دنیادار فقیر نیک و بد سب آدمی

فرعون نے کیا تہا جو دعوی خدائیکا		نمرود نبہی خدائی کہایا تہا برملا

شداد بھی بہشت بناکر ہوا خدا
یہہ بات ہی سمجھنے کی آگے لکھوں مین کیا
یہان تک جو ہو چکا ہے سو ہی وہ بہی آدمی

ناچے ہے آدمی ہی بجا تالیون کو یار
اور آدمی ہی ڈالے ہی اپنی ازار اوتار
ننگا کھڑا اوچہلتا ہے ہوکر ذلیل خوار
سب آدمی ہی ہنستے ہین دیکہہ اوسکو بار بار
اور وہ جو مسخرا ہی سو ہے وہ ہی آدمی

یہان آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار
اور آدمی پیادے ہین اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیان دوڑیں بغلمین مار
کاندہے پہ رکہی پالکی ہین آدمی کہار
اور اوسپہ جو چڑہا ہی سو ہے وہ ہی آدمی

یہان آدمی ہے قہر سے کرتے ہین گہور گہور
اور آدمی ہے دیکہہ اونہین بہاگتی ہین دور
جا کر غلام آدمی اور آدمی ...
یہانتک کہ آدمی ہی اوٹھاتی ہین جا کے ...
اور جس کے وہ پہراہی سو ہے وہ ہی آدمی

مرتے ہین آدمی ہی کفن کرتے ہین تیار
نہلا دہلا اوٹھاتے ہین کاندہے پہ کر سوار
کلمہ بہی پڑہتے جاتے ہین روتے ہین زار زار
سب آدمی ہی کرتے ہین مردیکا کاروبار
اور وہ جو مر گیا ہی سو ہے وہ ہی آدمی

اشراف اور کمینہ سے تا شاہ اور وزیر
ہی آدمی ہی صاحب عزت ہی اور حقیر
یہان آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر
اچہا بہی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سبہین جو برا ہی سو ہے وہ ہی آدمی

بہلا کوئی آدمی کو کیا شخص کر سکتا ہی سچ تو یہہ ہے کہ یہہ بہید اور ایسا مخفی و مستور
اسیکا ... اور ... لینے مین سوا حیرت کے کوئی دوسرا راستہ نظر ہی نہین آتا

کیا کوئی اسکا پتہ بتاویگا اور بتاویگا خود صاحب کو یہہ راز افشا کرنا منظور نہ تھا لہذا ایراد ہیچ
کلام مسجود ملایک بنا اسمانپر ہو پہنچا یا جب آسمانپر مسجود ملایک ڈہونڈا اپنا پایا سمیتے لبرے اور
عبدیت مین ملا اور یہان تلاش کیا انی جاعل فی الارض خلیفہ کا پتا پایا خلیفہ و مسجود
اپنا خلیفہ و مسجود ملایک کی جا پتلہ خاکی سنا کہ مولانا فیض صاحب یون فرماتے ہین
شعر انہی کبہی تلاش نہ کی چوک یہہ ہوئی تہ برسون رہے خراب تلاش خدا مین ہم
تا لی ہنست خاک چہانی کہلا جب یہہ گل تو تہ خاک شاہ و گدا ایک ہے مذہب یہہ
اور وہ سب گلہ تہ ایک کا ملا اوسکی تجسس مین نشانیان دیکہا ہیں سے بنا یا کہ یہہ
نشانیان نحن واقرب کے ہین تلاش کنندہ بندہ کیون نہ حیرت مین جاویگا اور کیا
تشخص کریگا اور پاویگا اوسپر لباس الانسان سری وانا سرہ کا ایسا پہنایا گیا کہ
یہان ابلیس جل کر کہا یا سر نہ جہکا یا فرشتون نے زبان شکایت دراز کی تو انی اعلم ما لا
تعلمون نہین لب بند کر گئے کل حجاب العلم دانستن کا عالم ہو وہ شاید جانے اور سمجہہ جاے مگر گونگے
کا سپنے جو سمجہہ سمجہہ کر رہتا ہی اور کہا سکتا ہی یا الحق مر سے خلق اللہ کو تلخ کام نکرنے
کی غرض سے من فہمہ گشتہ پر عمل کر پیش خالق و خلق اللہ انکو مسخ رو بنایا و رب
روح اعظم کے بدولت جسم مین صفا کی انواع واقسام کا گنج مخفی ہے جبتک ذات
قایم تجلی اول کا قیام اور قیام ارواح تا مدت معینہ جسم کا قیام ہے ہر ایک اپنی مین
باقی اور فانی بندہ کہتا ہے اور اعتقاد عام اسیقدر کہ وہ ہمارا صاحب جس نے
پیدا کیا اور یہہ جملہ مخلوق بندہ اور اسپر دار و مدار دنیا قایم ہے بندہ وہی جو بشرایط
ذیل پیشہ وہا ہو شرط اول اللہ غنی انتم الفقرا من اسپنے تئین داخل کرے
جب اسپر فقر ثابت ہو تو پابندی شرع شریف بندہ کو ملک نہین اب دولت

وہ مالک کہاں اور کسکی رہی اپنے تئین مالک نہ بنائے شرط دوم جسمی دولت زر نقد جان اور
بصارت وقدرت وگویائی وسماعت وغیرہ حاصل ہے تو اور شرعاً اسباب خانہ داری
زر نقد زیور مکان جو اور جسقدر قبض وتصرف مین رکہتے ہین حتی کہ زن وفرزند کے مالک
کہاتے ہین دو دو جسکو لوگ جو چاہین اسکو بنا دین لیکن یہہ شرط اول پر قایم رہے اب ایت
ہادی ہمو حی کی جان بصر کے انکہہ قدسیہ کی قدرت کلیم کی زبان مسیح کی سماعت
جاتی اگر انکو اپنے ملک جانا ملک مالک مین غصباً دعوی کیا خطا دار اپنے تئین بنایا اس سے بچے
عطیات معبود پر اگر دعوی کچھ ہے تو عطا دو قسم پر ایک بخشش دوسری امانت
مثال ایسی سمجھئے دیکہو ایک صاحب اپنے بندہ کو دو جوڑہ کپڑے اور سو روپیہ
دی اور کہا کہ اپنے مصرف مین لا یہہ عطا بخشش ہے ملک مالکی ایسی عطا پر سزاوار ہے دوسرے
بندیکو سواریکا گہوڑا اور اپنی بندوق دیکر کہا کہ تفریح طبع کے لئے جب چاہنا گہوڑہ پر
سوار ہوکر جانا اور بندوق سے شکار کہیلنا جب مین چاہونگا واپس لے لونگا یہہ
عطا امانتاً ہے یا بندہ سمجہا کہ میری ملک ہے ملزم خیانت ہوا اسکو امانت سمجہی ملک مالک
کیلئے القبض دلیل الملک ہے اور بندہ کو قبضہ نہین کیونکہ قبضہ اوسیکا شمار
ہوگا جو مقتدر ہوگا آدمی انصاف سے نگذری اور اپنی عدم اقتداری کے اسبابونکو
دیکہے کہ مال موجودہ بلا مرضی اسکی معرض اتلاف مین اتا ہے اگر اقتدار ہوتا اتلافکو
روکتا علی ہذا انکہہ کان زبان جان وغیرہ بہی خلاف مرضی جانیوالے جاتے ہین اور
زن وفرزند بہی اوسکی خلاف رویہ مین چلے جاتے ہین ہرچند یہہ اونکا اچہا اور میر
جاتا ہے وہ خراب مفلس غریب ہوجاتے ہین یہہ صاف عدم اقتدار کا باعث
ہے ملک اونکو بہی مانند اپنے بندہ خدا جانے یہہ دعوی اون مدعیونکی دعوی ملک کو غلط

کرتا ہے کیا یہ وہ پڑا ہے کہ حق تعالیٰ کی بغیر حکم اللہ ذرہ حرکت نہیں کرتا اور رنج میں مقتدر و مجاز ہیں
جانتے اور اسے ہی مجازی اور مقتدر ہوتے عادت کرتے ہیں جب ولی آدمی نے رنج میں بصد شوق
سے خدا کیا تو البتہ بندہ خالص ہوا اور اگر شرکت نہیں خدا کے خدا کر کے اسے حبیب نے دعویٰ کیا
اسے ہیچ تو کیا کہ عشق ہوتے کے ہاتھ سے جو سوالی ہے جا بیکی اور جس وقت تنگ حالت پہنچ والی ہے رستگی
برضا ہو پایا اگر اہل یقین حق سے پایا بعد از حالت پایا ہے مہری کا جزو تیری جسکی ہو وہ آدمی دوست بنہ پایا وہ
جو پرورش اطفال کرتے ہیں وہ ایسی کہ جیسی ماں سے بچوں کی لئے ان کی دعا مانگی رکھتے ہیں اسی طرح
خدا تعالیٰ رنج میں بندہ کی پرورش کرتا ہے خدا سنج اتا ہی دعا مانگے کے دی ہیں۔
سمجھ لینا چاہئے کہ حالت موجودہ جیسی کہ صغیر سنی کو تصدیق حقی آرہی ہے آئندہ بھی یہ تو ہمیشگی
پیا اس بازار تفرق شدہ لی گو اچھے دور کرنا مناسب جانکر کل دعا دیتے ہیں پہنچے میں دست
اللہ غنی ہیں فقیر ہوں اعتقاد لا اس سلسلہ دنیا دار کیو کہ جہاں اولیٰ آئینہ لگا ہو اور جب
جہاں نظر پڑی تو سوا اس کی اولیٰ کے سمیدیا نظر نہیں آتا لہذا رنج میں عجز ہیں اور عجز کی رنج میں
قدر ضرب دیا کہ حاصل ضرب ہاتھ آگیا تھا اتی منفع سے عجز کی گویا محیط میں رنج میں قرار دیکر
ان و اقرب کلام اللہ سے ثابت کیا حق کا حرم سینہ اور میں غیر محرم کو آنے نہ دیا بندہ کو دوسرا خدا
یہ پایا کہ مخلوق خالق کے ساتھ مخلوق ہو جا خود کیو جب پڑ دی خود میں خدا ہو خدا ہیں
ساہوں یا مجھ میں خدا ہی کس حس کا ہر ثبوت مقتدر و مجاز مجبور رہنا چاہئے بلکہ مالک و مالکی اور اسکو
اور ہر جو مقتدر و مجاز قابض و متصرف تر آدمی اپنا احاطہ کا ہی ہو یا ہر خالی ہو یا جب
ان میں بالک مالک سلب ہوا تھا خودی سا یا وہ جب کوئی جیسے کہتی ہونگے اعمال نیک
ہونگی اور وہ اور ان ذریعہ اثبات ہونگے اور جب یہ بندہ تباہی گئے ہیں خطا اور اسی انکی
نہ ہو گی کہ مرکب ہوا ہو ساتھ خطا کے بالعین بالغ مرضی ہو دیا دینگی مدعی مدعا علیہ

اتباع کہ جو یہان بنایا ہی اور جو آئندہ بنادیگا وہی بہ رضا ہی کو موجود واسن آرزو حیص اس
خرمن دنیا کا یہین بہ جہاڑ بہاڑ جاو ہینگے اور دار فندار ہماری اچہی بہ یکا منحصر ہے اور یہ
مرضی کے تواب ایا بہ کہلی سر بہ او شہادین گے مرضی ہولے از یہہ اولے یہ اعتقاد کی بہتی
مین ذریعہ الاعمال بنیہ اوسکو پہیادینگے جبکہ یہہ ظاہر ہی کہ اعمال بظاہر اچہی نظر آتے ہین
مگر حالت باطنی اونکو اچہی ہونے دیتی ہی یا نہین اسی پر ہم لا یعلم محض اور اوسکو سوائے
معبود کوئی نہین جانتا ہے باہمہ اوس امر لا معلوم پر دعوی مفید مدعا نہین اور یہہ
بہی نہین جانتے کہ ہمارا مقدر جب لکہا گیا ذات باری صفت کریمی و رحیمی مین تہی یا کسی
دوسرے صفت مین نہ معلوم کس صفت کا اثر موثر مقدر ہی بنا بران جو اور جس صفت کے
ساتہہ مقدر تحریر پایا ہی اوسکے ظہور مین شک نہین اور ذرا عزت ذاتی مین صفت انصاف
ہوگی تواب جبکہ اللہ تعالی لا تقنطوا فرمایا شفیع پیدا کیا تا امیدی اپنے مذہب مین دلیل کفر ہی
غافلو لا تقنطوا فرمائنین فرماتا ہے کہ ان تو معبود مقتدر و مجاز ہی معاف فرمائے خواہ انصاف
کرے یا سزا دی دنیا نمونہ آخرت مین دیکہتا ہو نگہ حکام مجازی کے روبرو انصاف
کا در جب واہوتا ہی پہلے دعویدار دعوی دریافت اور تحقیقات ہو کر تصفیہ ہوتے ہین
اور بعلزمان منکرین سے ثبوت و تردید ہو جاتے ہین اللہ تعالی انصاف کریگا دعو
تکرار مین انصاف ہوتا ہی اب جو کوئی نیک اعمال کے دعوی پر جنت و حوض کوثر کا خواہان
حور و غلمان مین ہونیکا استحقاق ظاہر کرینگے اللہ تعالی کے روبرو بعد دریافت
اونکا انصاف ہوگا دوسرے تحقیقات اونکی ہوگی جو خطا سے منکر ہین تیسرا فرق
اپنے اعمالون کے نتائج سے کہ اچہی و نیک ہو کر لایق مقبول ہوئے یا نہین اسمین لا یعلم لیس ہر
مرحوم کا دعوی کرنیسے کہ جسپر خود اونہین کو اطمینان کافی نہین علحدہ ہو کر اوسی قسم

ہولا پر تفویض کریگا کہ معبود حقیقی جسکے نظر حالات باطنی پر ہیں وہ خوب جانتا ہے پس میرے
اعمال اچہے برے مقبول مردود جو قرار دیگا وہی میرا راضی انکار بحث نہین اور جب نوبت
پرسش بخطا آویگی تو لوازمہ بندہ خطا ایسے نادم و مقر ہونگے غرضکہ تحریر مقدر سابقہ نامہ اعمال
ہاتھ پر خطا سے اقرار ہر دعوی سے دست بردار تو اونکے لئے نہ ضرورت گواہی اعضا
ہوگی اور نہ دریافت و تحقیقات صرف ایک دعوی سے دست برداری اقرار خطا واری
سبکو روک دیگی صرف ایک حکم اخیر در کار ہوگا ایسے بیچارہ پر ہوگا   بندہ ہمان بہ کہ
ز تقصیر خویش ؛ عذر بدرگاہ خدا آورد ؛ پر عمل ہونگے مراحم رحیمانہ سے سرفراز
ہونگے کہ خطا سے بخوف اذیت منکرنہ ہوئے اپنا معبود راست بار ایسے مقرا اور ہر ایک دعوے
سے علیحدہ ہیں پس اللہ تعالی ایسے مجبورو معذوروں کی حال پر رحم فرما شفیع مقرر
فرمایا ہے مقام غور حضرت ان معذوروں و مجبوروں کی شفاعت نفرماوینگے تو ذرا
سوچنے اور سمجہنے کا مقام ہے کہ اون مدعیان و منکران ناکامیاب کی شفاعت فرماوینگے
صنف عقلا کہ یہہ دو فریق ہین جو ذریعہ شفاعت اپنا پیدا کئے ہین **اول**
اپنے اعمال نیک کو باعث اپنی بہبود کا وسیلہ گردان لئے ہین اور منکران جرائم اپنا
انکار صورت نجات تصور کر اپنے خیال ہین یہہ ہر دو ذریعہ سو جب امان جانکر سمجھے
کہ جب ہمارے اعمال نیک ہین ہمارے ذمہ پر عاید نہین پس اونہین لوگونکے لئے یہہ تصور
اور خیال مبارک ہو کہ ضرورت شفاعت ہمارے لئے یا وہ شفیع کہ جسکو حکم شفاعت ملیگا،
نہین ہے ہان جب ایسے نیک اعمال والی لوگون کے معاملات انفصال پاکر جو گنہگار
قرار پاوینگے اونکی شفاعت کے لئے شفیع کو حکم شفاعت دیا جاویگا اور فریق
عیوبی کو تو بجز توقع شفاعت حضرت کوئی وسیلہ ہی نجات کا نہین ہے یہہ بجز شفاعت

مغفرت کرے وسیلہ انہی ساتھ ملتجا و پیچ سر آغشتہ شفاعت کہ ہم گنہگاران مستقبل اور دست

بد داران عادی کے لئے تو سوختہ ہیں سزاوار ہیں ننگ کردار دل ریختہ اعمال والے

لئے اور سچ تو یہ ہے کہ ہم گنہگار ہیں خطا وار کہ بندہ ہیں ہیں کہ شفیع درگاہ ہو

فصل تیسری پاک ناپاک کے بیان میں

جب بشرائط بندہ خالص بنا چاہے آدمی تمیز پاک ناپاک میں ضرور ہونا چاہئے اور پاک [illegible]

شدن اور خالص ایک کو کہتے ہیں آدمی وضو و غسل سے پاک ہوتا ہے اور [illegible]

شرع ظاہر جیسے ناپاک چیز کا داغ کپڑے یا جسم پر لگی تو جہاں تک کہ ناپاکی کا نشان اور [illegible]

نہ ہو بعد یہ تحقیق ہوا کہ نجاست میں کراہت اور کراہت میں ناپاکی لگی ہو تو [illegible]

کراہت ہی اور یہ آدمی کو پاک بناتا ہے مثلاً نابدان کا پانی جسم پر گرنے سے کراہت [illegible]

کپڑے دھو غسل کیا تو وہ نجاست رفع ہو گئی پاک ہوا اسیطرح آدمی صبحکو سو کر اوٹھتا

تو اوسکی حالت اصلی میں نجاست پیدا ہو جاتی ہے جب وہ منہ دھویا یا غسل کیا تو

وہ نجاست رفع ہو گئی اسیطرح پیشاب یا پاخانہ یا اور کے دیکھنے سے [illegible] آدمی

میں کراہت آجاتی ہے وضو و غسل سے اوسکا اندفاع ہوتا ہے اسنے ظاہر کیا کہ یہ [illegible]

ظہور میں آیا عمل ظاہری تھا پاکی باطن اب نزدیک اہل باطن کے یہ [illegible]

پاک ہونے کا ظاہر سے تا بہ باطن پہونچ جانیکے لئے ہدایت ہوا اب آدمی اوسی طرح کرے

اور جو نجاستیں ہیں درمیان میں ہوں اونسے کراہت کر اونکی علیحدگی کی فکر کرے

تا بحدیکہ بمقام خالص پہونچ جائے ظاہر ہو کہ آدمی کا ایک حال ظاہر ہے دوسرا باطنی [illegible]

ظاہر ایک اور باطن ایک ہوا اور خبث باطن کثیر ہیں پس جبتک آدمی نجاست [illegible]

باطنی کو رفع نکریگا بزمرہ پاکان شمار نہ ہوگا بہر حال آدمی کا ظاہر و باطن یکسان ہونیکے لئے
یہہ شاہ راہ عام شریعت ہی اور وہ رہنمائی منزل طریقت کی کرتی ہے مثال جب حکم بادشاہ
کی آمد آمد کی خبر ہوتی ہے نظر گاہ حاکم کے کیسی صفائی کیجاتی ہی چہ جائیکہ دل خانہ خدا اور
مشہور و ظاہر کہ نظر معبود دل پر ہے اور یہی خانۂ خدا نظر گاہ رب العلی کو مقابر تو ننگا آدمی پاک
و صاف ہی نہ رہے اور بدعوی پاکی رکھے بہر حال مقصود ہمارا دل کے پاکی ہی ہے شریعت
راستہ کو کہتی ہیں اور راستہ طی کرنیسے طے ہوتا ہی اور رہرو منزل پر پہونچتا ہی اب وضو و
غسل نے راستہ و نعیہ مقابر کا بتا دیا فہم معنی میں دہوکہ آیا رہبر نے جو راستہ بتایا اوسکے
مطابق سیدہے تا براہ راہ ای اور تہر گئے قدم ہمت اوس راہ طی کرنیکو آگے نہ بڑہانے
جو راستہ طی ہوتا اور منزل حقیقت پہونچتے مقصود رہنما پاتی جب یہہ کہا گیا تو خفا ہو کر
بولے ہم راہ پر ہیں میان ہم کب کہتے ہیں کہ تم راہ پر نہو بلا تامل راہ پر ہو مگر مقصود رہنما و
راستہ بتانے والے کی غرض تمہاری منزل پر پہونچنے سے ہی اور وہ طے کرنیسے طے ہوگی
جب اوسکو تم طے نکروگے تو تمہین سمجھو کہ منزل پر کیسے پہونچوگے راستہ طی کرنا شروع
ہوگا جہان تجلی ہو وہان کی نشانیان نظر آوینگے اوس پتہ و نشانسے تم برابر پہنچوگے بر
مومنی و مقتضای فہم و فراست ضرور تر بحث نہین بہر حال پاکی ظاہر جز و پاکی ہی اور وہ
باطن کو پاک نہین کرتے کیونکہ دل خانہ خدا مین اجتماع مقابر مین جب تک رہیگا تب تک
دل پر اطلاق پاکی نہ آئیگا جیسے کلمہ پڑہتے ہین مقدم تصدیق قلب شرط اسلامی ہے
اسیطرح مقدم پاکی دل ہی لہذا آدمی پہلے دلکو پاک کرے اسمین یہہ ترغیب نہین کہ پاکی
دل نہو تب تک پاکی ظاہر ترک کرے مدعا اور غرض یہہ کہ دلکو ضرور پاک کرتا ہی
اسی پر مطمئن نہو کہ پاکی ظاہر باطن کو پاک بنا دیگی ۔۔

نقل ہی کہ بعالم مسافرت عابد و فاسق ہمراہ ہوے سفر دور و دراز تہا ایک دوسرے کے رفاقت
مقامات سی جان روانہ ہوی عابد کے اعمال دیکہہ فاسق شرمندہ ہو باز رہا چند منازل
طے ہوین ایکروز فاسق اپنے ترک عادات سی نہ رہ سکا اور عابد سے کہا کہ اب مین متحمل نہین ہو سکتا
اب اپنے کاموں مین مشغول ہونگا شام کو منزل پر پہونچ عابد اپنے اشغالوں مین مشغول ہوا اور
فاسق باطلاع عابد اپنے افعالوں کے ارتکاب کیلیے گیا عابد عبادت مین مشغول اور خیالات
باطنی بہ افعال فاسق مصروف کہ اسوقت میرا ساتہی فلان فعل کرتا ہوگا وغیرہ یہان
تفصیل فاسق بظاہر افعال بد مین مصروف لیکن باطن ان خیالون مین مالوف کہ عابد ہمارے
دوست فلان عبادت یا وظیفہ وغیرہ مین مشغول ہونگے ہر دو کے افعال ظاہر کے
خلاف خیالات باطنی مین رات گذری سامعین شب فاسق اچہا اور عبادت عابد
ضایع ہونا ظاہر ہے پس آدمی متنبہ ہو و ہوشیاری و عقلمندی کو کام فرمائی کہ حالت ظاہری
کو حرکت باطنی ضایع و خراب کر دیتی ہی پس مقدم و ضرور ہے کہ افعال ظاہر کے ساتھ
حالت باطنی بہی اچہی رہی آدمی اس دوئی کو نکالکر ایک ہونے کی فکر کرے تا ظاہری
اعمال ضایع نہ جاوین اور یہہ خیال کرنا چاہئے کہ پاکی ظاہر باطن کو پاک نہین کرتی ہے

نقل ایک شخص رات کو سویا صبح کو اوسنے اپنی حالت اصلی مین ایک نوع کی مغایرت
پائی مشتبہ رہوتا تہا یا وہ مغایرت رفع ہوئی اوسنے مداومت کیا کہ دافع مغایرت
ایکروز رات کو اوسے بخار آیا صبح مشتبہ رہا یا وہ مغایرت رفع نہ ہوئی کسی سے پوچہا
اور اپنی حالت کو بیان کیا اوسنے حکیم سے رجوع کرنیکی ہدایت دیانت وہ بحکم
حکیم عبس سی منع کیا اوسے ترک کیا اور جبکی اجازت ہوی اوسکا استعمال کیا تب
وہ مغایرت رفع ہوئی پس مدعا اور مطلب یہہ کہ ہر کام کا عمل جدا ہے بخار کی قدر

اور دوسرے کا معالجہ دوسرا ہے بھوک کہانے سے پیاس پانی سے جاتی ہے حالانکہ انکو صرف ایک جسم سے
تعلق ہے مگر ایک کیلئے عمل جدا ہے اگر یہہ نہو تا نادانی ہے لہذا جو کلام جس واسطے موضوع و مقرر ہے
اوسکے لئے وہ نافع و سود مند ہے آدمی اوسپر عمل ہو ہر شخص اپنی حالت سے عالم ہوتا ہے
اور ذرا سے غور میں آدمی سمجھہ سکتا ہے کہ سیدی الواب ظاہری خیالات باطنی کے
واقع ہوتے ہیں یا نہیں جب وہ اپنی حالت پر غور سے مطمئن ہو تب یہہ صفائی قلب
صلاح قلبی فرمائے اور جیسے اس مریض کو اپنی مغایرت مرض کے دفعیہ کی فکر ہوتی
ایسی ہی فکر کرے معالج ملجائے یا دیکہ لینے پر عمل اور ہو اور وہ جس بات سے منع فرمائے اوسے
ترک کرے اور جسکی اجازت ہو اوسکا استعمال کرے بفضلہ تعالی مداومت چند
روزہ میں دفعیہ اوسکا ہوجائیگا غرضکہ جسطرح مریض کو حکیم درکار ہے اسیطرح اسکو
رہبر کامل ہونا ضروری والا تصفیہ اوسکا امر محال مزید بران خیال شصت شو
ظاہر بدن کے کیا بہت کرتا ہے شیخ و صاف کردیگا و ذرا وسواس شیطان
چھوڑ دیگی تو یہہ کہ رہبر کامل مرید عامل ہو تو پھر محال مغایرت جو خانہ تنہین
رہجائے کبھی غفلت میں آجائے اور شناخت تصور کر جائے نادانستہ اگر پوچھے
کہ کون بفضلہ تعالی رعب باد سے وہ دہشت غالب ہو جائیگا کہ وہ خود اپنا نام
بہولجائیگا بجز روپوشی و فرار سے نجات نپائیگا اگرچہ ابلیس ہو کہ یار میں شاطر و دغا
باز ہین یکتا اپنے تئین جانتا ہے وہ بقصد امتحان آئے تو اوسکے چھکے چھوٹ جائیں
سلسلہ و عامہ قافیہ مگر سب ٹوٹ جائیں سمجھنے والا سمجھکر عرف مطلب تک
رسا ہوں عام جہانتو نہین یہہ نٹل قافیہ سے تخیل ہو جائیں واہ واہ کیا نکتہ ہادی
جسکے فیض سے کوئی محروم نجائے جیسی سمجھہ لائے ویسا استفادہ پائے ۔

فصل چوتھی مدایح ایمان و دفعیہ شبہات

اشتباہ فروعات اصولین تجربہ پیدا کرتے ہین علی الخصوص الواقع ہی مین اگر شبہات
واقع ہوئے تو اللہ حافظ ایک حال اس شبہ کا بیان کرتا ہون آصف نگر مین جب
بدہوائی آغاز ہوا اس چھوٹے موضع مین پانچ چھہ کا روز مرنا تہلکہ عظیم خواطر باشندگان مین
پیدا کردیا آخرکار اہل ہنود بفراہمی چندہ بندوبست پوجا کی اور وقت شب متصل جائے گنج
تمام لوگ جمع ہوے اور دس بجے رات کو اوسی گانو کی دہیڑنے ہاتھہ مین ستار لیکر بجاتے تہے اور
زبان تلنگی مین کچھہ حضار جلسہ سے کہنے لگی اور یہہ جلسہ میرے مکان سے نزدیک تہا اور سب لوگ
اوس سے مخاطب ہوکر کچھہ بولتے تہے وہ میری سمجھہ مین نہ آتا تہا تب مین باہر نکل دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ دہیڑنی کے سر پر بیماری آئی ہے وہ گہومتی ہے اور دیہی اس موضع تک اگر
حالات بیان کرتی ہے مین لاحول پڑہ چلا آیا قریب بارہ بجے رات کی لوگون نے تالیان بجا
کچھہ زور سے بولنا شروع کیا تب مجھے پہر دریافت رہا نہ گیا پہر باہر نکل کر پوچھا تو لوگون نے
بیان کیا کہ جبھی یہہ سبب اسکو بیاہنے جانے پر رضامند کرتے تہے اور یہہ اور چند روز کا
اپنا مقام بتاتی تہی آخرکار اب نبجے پر ہم راضی ہوتی ہے لوگ خوش ہوکر تالیان بجا
کہتی لگی کہتی ہین اور جب تک یہہ اسیوقت جانے پر راضی نہوگی اوسے بحث کرین گے
پہر مین انکی خیال بد اعتقادی پر لاحول پڑہ واپس آیا اور دو بجے تک یہہ مباحثہ ہوتے
صبح کو سنا کہ رات کو بیماری اوسیوقت چلی جانے کا وعدہ کی اور یہہ بہی معلوم ہوا
کہ راتمین کوئی نیا بیمار نہوا اور نہ بیمار وںسے کوئی ضایع ہوا دو چار روز مین سب بیمار
شفا پائی اور اوس روز کے بعد کوئی بیمار نہ ہوا کہ جسکی بنا پر یہہ کہنا درست ہوا کہ
بیماری معدوم ہوگئی تب میری خاطر مین شبہہ آنے لگا اپا نمین خلل ...

خیال جنون کی نوبت پہونچی ہر چند پہلی ہی مین اوس پوجا کو غلط کہتا تھا مگر دل منتشر کہ یہہ سب کچھہ جھوٹ تھا تو
یہہ ظہور کیا ہوا ہر چند اسکو لسبی دور کرنا چاہا لیکن دور نہین ہوتا تھا دعا کیا کہ یا اللہ یہہ پوجا غلط ہی تو
بطفیل شافع محشر میرے اعتقاد و ایمانکی حفظ و نگہبانی تیرے ہاتھہ ہی مین بعد یکایک یہہ خیال بندہا کہ
عوام الناس کہتی ہین کہ پنچ مل خدا اور خدا مل پنچ اور مسلمانونمین مشہور آوازہ خلق اللہ نقارہ خدا
پھر تو متواتر اوسکی تائید ہونے لگی کہ مزن فال بد تا شود کار بد آدمی زبانسی نیک فال نکالے ان
استدلالونسے یہہ اثبات کیا کہ وہ لوگ متفق اللفظ اوس بیماری کی نسبت جو گئی گئی کا اظہار کئے وہ آوازہ
خلق نقارہ خدا تہا اور نہ دیسی یہہ صدا جو سبکی زبانسی نکلی اللہ تعالے کے نزدیک مقبول ہو گئی اور بیماری
رفع ہوی یون آوازہ خلق نقارہ خدا کا اثبات ہوا تب شکر یہ ہادی بجالایا کہ خلش محدود نہ جاتا رہا
جب ایسے شبہات حادث ہوتے ہین تب آدمی مجبور ہو جاتا ہی اور دفعیہ اوسکا غیر ممکن اور ایسے شبہات اہل تقلید کے
اعتقاد کو خراب اور اہل تحقیق کو مشتبہ کر دیتے ہین اور اہل تصدیق کا نگہبان و حافظ معبود ہوتا ہی
اور شبہاتکو مٹاتا ہی تقلید پابندی بزرگان ہی تحقیق پس از استماع پند و نصایح علما و فضلا
یہہ بدلائل ثابت کیا جاتا کہ کل مخلوق کا کوئی خالق پیدا کرنے و مارنے والا ہی یہہ زمین و آسمان شمس و
قمر بغیر بانی خود نہین ہی ان سبکا بنانے والا معبود ہی غرضکہ مخلوق پر حق خالق کا اثبات یہہ مسلمانی تحقیقی
ہی تقلید کا مزہ اور تھا تحقیق مین لطف دوسرا ملا اور حفظ ایمان و لذت اسلام جب ہی حاصل
ہوگی جب تصدیق ہوگی اور مین اپنے تین مسلمان تصدیقی بنانیکا قصد کرکے ایک صاحب سے
کہا کہ مجہی ایسی ترکیب بتائی تا مین مسلمان ہو جاؤن فرمایا تعمیل احکام خدا و رسول۔
مین کہا بعد مسلمان ہونیکی تعمیل احکام فرض و واجب ہوتی ہی نہ قبل مسلمان ہونے فرمائی کلمہ پڑھنے سے
آدمی مسلمان ہوتا ہی۔ مین کہا عشرہ شریف مین سنا ہی اہل شیعہ سنیا غیں ہیٹر وغیرہ کو بڑی ذوق و
شوق سی کلمہ پڑھتی دیکھا اور سنا ہون کیا ان سب کلمہ خوانونپر اطلاق مسلمانی آتا ہی کیسے نہین "

کلمہ پڑھنے کی شرط میں پوچھا وہ فرمائی تو کہی تصدیق بالقلب و اقرار باللسان تب کہا کہ اقرار لسانیمین تو مسلمان اور دوسرے مذہب والی برابر ہوا ب دار و مدار مسلمانی کا تصدیق قلب پر رہا ہی وہ فرمائی کو کہی دلسے قبول کرنا میں کہا مقبول القلب نہین ہی تصدیق بمعنی شہادت اور شہادت گواہی کو کہتی ہین اور گواہی بے دیکھی ہو نہین سکتی مسلمانکو چاہئی کہ پہلے اشہدان لا الہ کی تصدیق کریے بعد زبانسی اقرار تب مسلمان ہوگا اور تعلیم تصدیق قلب بغیر رہبر کامل نہین ہو سکتی جو صاحب ایسی تصدیق مین داخل ہون مجھی بہی دعائے خیر سی یاد فرماوین وحدہ سی اثبات ہوی کہ دوسرا نہین۔

اور لا شریک لہ سے بہی ظاہر ہوا کہ دوسرا بہی ہی لیکن شریک نہین ہی یہہ بحث بہی بغیر تصدیق کلمہ حل نہین ہو سکتی سمجھنا چاہئی کہ ذات خالق ایک دوسری مخلوق صفت گو ذات سی الگ ہی لیکن شریک ذات نہین ذات مین و صفت خیر و شر ہر دو ذاتسی آتی ہین لیکن ذات خیر و شر ہر دو سے بری جو اکہ ہر صفت کی ساتھہ خلاف موجود ہی اور ذاتمین خلاف نہین لہذا یہان خیر و شر قایم ہوئی تفہیم شریک اوسکو کہین گے کہ نفع و ضرر ہر دو کا اثر ذات پر موثر ہو اور جسپر اثر نفع و ضرر موثر نہین وہ شریک سی علیحدہ ہوگیا جبکہ ذات مین خلاف نہین تو خیر و شر کو تعلق ذاتسی نہین جب تعلق نہ ہوا اثر موثر نہین دیکھہ لو خیر و شر موثر بہ صفات ہین مثلاً کوئی شخص برے اقوال و افعال کا عمل کیا یا اچھی اعمال و الفاظ کا مستعمل ہوا تو ہر دو کا اثر صفت پر آتا ہی ذاتسی تعلق نہین پس جب تک یہہ کوائف بتصریح معلوم نہون سمجھہ برابر نہوگی ذات درجہ کمال مین ہی کہ جہان اثر خیر و شر نہین۔

ایک کامل چہری یا تلوار وغیرہ بنایا کہ جسکی ضرب سی مجروح و صحت نپائی یہہ کمال کامل ہی اوسمین نہ خیر ہی نہ شر مگر ہر دو اثر موجود جب کسی نے کسی پر ضرب کیا تو الزام بذمہ فاعل نہ بذمہ کامل۔

کا کمال ایسا ہی کہ کسی نے کہا منشی خط لکہدی لکہدیا درزی کپڑا سیدی سیدیا صحاف جلد بنا دیے

بناد یا مصور تصویر کہنچدے کہنچد یا یہ جز کامل کے کمال تہی نہ ذات منشی وغیرہ تہی اور نہ وہ شریک ذات ایک شخص بمقابلہ جماعت اگر وعظ و پند و نصایح کیا لوگ نیکمرد عالم کہی یکجا زہد تقوے کی وجہ سے زاہد کہا یا اور کہین افعالونسی فاسق فاجر غرضکہ اعمال صفاتی کے وجہ سے کہین رحیم سخی حتی کہ درجہ ولایت و شیطان تک موسوم و منسوب ہوا تو یہ جملہ اوسی ایک وجود کی صفات ہین نہ ذات پس آدمی دیکھہ لے کہ ذاتین صفات اور صفاتین خلاف ہی ۔

پہر فاسق و فاجر نے حالت فسق و فجور مین گذارا اور کافر نے کفر مین بسر لے گیا تب پرست و بردے بت سر جہکا یا گبر آتش سے التجا لایا تو کوئی سورج سے مدعا چاہا تو کوئی مسجد مین دست بدعا دراز لایا سبکو رزاق رزق پہونچا یا رحیم نے رحم فرما حاجت روا کیا مرادین برلا یا دعائین قبول کیا جو کہ ذات معبود وحدہ لاشریک اور یہ جسقدر بیان ہوئے اونمین سے کوئی شریک ذات معبود نہ تہا پر توئی فیض اوسی معبود کے بہر حال حاجت روائی کی جو کہ ذات درجہ کمال مین ہے اوسکے نزدیک سب مساوی کسی سے نہ تعلق نہ خلاف ۔

ایکصاحب سے ریل ملاقات ہوئی کہے کہ آدمی کلمہ پڑہنے سے مسلمان ہوتا لوگ کہتے ہین اور حالت مسلمانی ایسی کہ قبل از دین محمدی ہمارے دادا پر دادا سے ہوگئے جو لات منات عزا کو خدا جانتے ہون گے جب حضرت نے اونکا خدا نہونا ثابت فرمائے تو وہ سب تردید اعتقاد کلمہ پڑہے اور اشہدان لا الہ الا اللہ کہے اور مسلمان ہوئے اور تب سے یہ سلسلہ مسلمانی اون کے اولاد مین جاری ہے اور اب تک اوسی اعتقاد پر قایم چلے آرہے ہین کلمہ خوانی سے مسلمان ہونا اونکا سطرح پر سمجہا جائے جس شخص کے اعتقاد اشہدان لا الہ مین خلل آئے البتہ اوسکو کلمہ پڑہنے سے مسلمان ہونا کہا جائے سزاوار ہے کلمہ پڑہنے سے نہ ایسے شخص کا مسلمان ہونا تصور کیا جائیگا جسکے اعتقاد مین تفرقہ ہی نہوا ہو کلمہ خوانی سے مسلمانی اونہین کے لئے موضوع ہے

جنکے اعتقاد وایمان ویقین مین تفرقہ ہوں آبا اجدادہی مسلمانونکو کلمہ خوانی کیا اور کیسا مسلمان
بناتی ہی بتایا جاوے ویا یہہ قبول کیا جاوے کہ مسلمان متذکرہ الصدر کو کلمہ پڑہنا مسلمان نہین بناتا
ہے **جواب** مسلمانی مین مقدم یہی ظاہر وباطن کو یکسان رکہنا اور یہہ امر متعلق بہ وجود
جداگانہ ہی اگر باپ ظاہر وباطن کو اپنی درست کیا تو تاوقتیکہ بیٹا اوسکا اپنی ظاہر وباطن کو یکسان
ہونیکی اصلاح نکریگا نہ ہوگا اور عمل باپکا اوسمین موثر نہ ہیگا چنانچہ باپ عالم کامل ہو اور بیٹا
اوسکا علم حاصل نکرے یا کمال نہ سیکہے تو وہ نہ عالم ہوگا اور نہ کامل علی ہذا باپ زاہد بیٹا
فاسق باپ عابد بیٹا فاجر پس جیسی یہہ اثرات پدری موثر نہین یہہ عمل بہی بہ وجود جداگانہ متعلق ہے
— دیکہو انسان منعقد اور متعلق ہے اور پر دو حال کے ایک ظاہر دوسرا باطن پس دیکہو کہ
باپکے روییہ بیٹے کے روییہ مین خلاف باپکا ظاہر باطن ایک تو بیٹے کا دوسرا طریق علی ہذا بخل
وسخاوغیرہ ابواب بہت ہین کہ خلاف ہین ہوتے ہین چنانچہ کلمہ خوانی مین تصدیق قلب
واقرار لسانی جب تک یہہ ہر دو شرط پوری نہوں تو آپ ہی فرماتے کہ ایسی شخص پر اطلاق
مسلمانی کیا جائیگا اقرار لسانی نے شرعاً تصدیق مسلمانی کی اب اقرار نہو تو مسلمان ہونا کیونکر
سمجہا جائیگا دوسرے تصدیق قلبی کی شرط ہی تو اب ہم یہہ کہتے ہین کہ جب تک جو معاہدہ مسلمانی
کے لئی مقرر ہین پورے ادا نکئے جائینگے وہ مسلمان پورا نہوگا خیر اگر ایک معاہدہ اقرار
لسانی اشہد ان لا الہ کا پورا کیا جاے اور دوسرا معاہدہ تصدیق قلبی پورا نہ کیا جاے تب بہی پورا
معاہدہ نہوا ظاہر کہ اصلاح قلبی کے لئی تصدیق باطنی ہے جب ظاہر وباطن ایک ہوکر یون کلمہ
خوانی آدمی کو مسلمان بناتی ہی اور جب کسی امر کی تصدیق ہو جاتی ہی تب شبہ اور گمان
اور وہم وخیال کو گنجایش باقی نہین رہتی ہی پس اگر جد وپدر اسطرح بعد تصدیق مسلمانی
کا اقرار زبانی کی تو یہہ امر اونہین کے ذاتکے ساتہہ ہی نہ بیٹے اور پوتے کے ساتہہ ہوگا یہہ تو

جو کریگا پائیگا نہ کریگا محروم رہجاییگا باپ دادا کی پیروی کی تقلید ہوگی تصدیق کہانتک آئیگی۔

خوف و رجا کے درمیان رضا جو کہ افعال انسانی اِن ہردو کے درمیان ہوتے ہین اور طاعت معبود تو نہ خوف کی درست ہوتی ہے نہ رجا کی اگر دوزخ کے اذیت سے بچنے کی یا جنت و حوض کوثر ملنے کی غرض سے کیجاویگی تو یہہ ہردو داخل بطاعت نہین سمجہنا چاہئی کہ درمیان خوف و رجا کے رہنیکا حکم ہے اور انکے درمیان مین جانیکا موقع جبہی حاصل ہوگا جب اِن ہردو مین جدائی کیجاویگی اور جدائی اوسیوقت سمجہی جاویگی جب ایک جا سے ہردو علیحدہ کئے جاوینگے۔ دیکہو یہہ دونون جسم مین موجود ہین پہلے جسم سے انکو علیحدہ کرکے ان دو کے درمیان انکی گنجایش نکالین بعد انکے درمیان جو آیا خوف و رجا دونو نسے جدائی ہوئی مطلب یہہ قدر کہ دونو نسے جدا دونون کے بیچ مین رہے کہ خیر الامور اوسطہا کہا ہے جب خوف و رجا سے چہٹکارہ ہوگا تب درمیان مین انکا موقع پائیگا اور وہ ہردوسی حد اپنی پر معبود و جائیگا ہان دونون اسکے ساتھہ ہون پرواہ نہین مگر یہہ خود خوف یا رجا نہ بنجائی اور نہ انکے ساتھہ ہوجائے کیونکہ خوف و رجا سودمند و نافع نہین نہ یہان کام دیے اور نہ وہان کام دینگے۔

نقل تین خادمون کی ایک صاحب کے تین خادم تہے ایک خدمت بخوف انجام دیتا تہا اور سمجہتا تہا کہ قصور مین صاحب سزا دیگا کہ جو باعث میری ضرر کا ہے۔ دوسرا خادم باُمید رجا کار خدمت انجام دیتا تہا کہ صاحب خوش و خوشنود ہوگا تو مجہے کچہہ عطا کریگا اور وہ میری بہبود کا سبب ہوگی تیسرا خادم جانتا کہ مین خدمت کیلئی موضوع کیا گیا ہون تا خدمت انجام دون و رضا جوئی مالک میرا منصب ہے میری نفع و ضرر کو خدمت سے تعلق نہین۔

تتمہ بیچ ملازم اوّل و دوم ہردو خود غرض خواہان بہبود خود نفع کے خواہان خدمت کے

غیر متحمل ہے بظاہر اپنے تئین بندہ صاحب شمار کرتے تھے اور باطن وہ بندہ خوف و رجا خادم
سے ہو ہی ہر دو سے جدا وقت سرفرازی اپنے تئین بندہ تابعدار لائق سرفرازی اور بوقت
عتاب اپنے تئین گنہگار اور اوسکا سزاوار جانکر تابع مرضی رہنا چاہتا تھا مقام عبدیت کہ رجا غیر
ہر دو کے ملنے پر خوش ہونا اور خوف یہہ کہ حالت لامعلوم پر مغموم ہونا جبکہ مال کار پر جسکی
علم نہ ہو خوش و رنجیدگی ہر دو عبث اسیلئے اور صاحب کی مرضی نہ ہو ہی نہ دے علی ہذا
خوف زیادہ ہوتا آدمی سکے جاتے ہین ناامیدی پیدا کرتا ہے پس مرد وہی کہ ان ہر دو کو ہر دو
جانب کہی ہو مرضی معبود پر چھوڑ دے جو چاہے گا کریگا امر و نہی کا پابند رہے اور اوسکو نفع
نفع و ضرر مین داخل کرے نیت مین رضای خالق موجود ہو جب خیال اپنے نفع و ضرر کا آئیگا
بندہ اس خصوصیت سے جدا ہو جائیگا اعمال کو اپنے نظر مین اچھے دیکھ مطمئن اور اوسپر نازان
نہ ہو بلکہ یہہ سمجھے کہ اگر اللہ کی نزدیک یہہ لیاقت مقبولیت رکھین گے تو بھی اوسپر کسیطرحکا فخر یا
یا دعوے نہین کیونکہ اللہ تعالی وجہ ذات انکو اسی کے لئے پیدا کیا ہے مگر علم اون اعمال پر
بھی نہین کہ وہ کس درجہ مقبول و نامقبول مین داخل ہونیکے لائق ہین لہذا محول بخدا
کیا ہون اور اگر اسکی نظر مین فعل خطا کا وقوع مین آنا پایا جائے تو اوسپر دلیر نہ ہوئے
نادم ہو کر یا اللہ مجھہ مین بھول چوک کا خمیر ہے اب تو مالک ہے اور مختار تیری مرضی کے حوالہ
یا مدد جبکہ اللہ تعالی بندہ کو خاص اپنے لئے بنایا ہے تو اسکے کل کام اللہ واسطے ہونا چاہئے
جو بندے خوف و رجا کے ہون وہ خوف و رجا کے واسطے کام کرین اور ہمکو ان ہر دو کے درمیان
رہنے کا حکم ہے نہ دونوں کے ساتھ اسلئے دونوں سے جدا ہر دو کے درمیان رضای معبود پر
جاتے ہین کہ دنیا و آخرت کیلئے مقصد قایم کر چکا اور اوسپر مقصد و مجازی ہے تو سراسر
غلط ہے کہ طاعت و بندگی بامید بہشت جنت و خوف دوزخ وغیرہ کیجائے نہین نہین تعمیل

احکام کرنا اور سیر مالک جب بر رضای خود دی عطا سمجھنا نہ معاوضہ مانگنا۔

اللہ تعالیٰ اپنی تئین رازق و روزی رسان فرماتا ہے اور بندہ اپنے تدبیر و فکر و کسب و کمال کو روزی رسا بنا کر جو سمجھتا ہے کہ مین کھانا کماتا ہون اس ضعف اعتقادی کو آدمی اپنے دل سے دور کرے۔

کاربار دنیا ماشاء اللہ سب عزیز ایسے دیکھے ہوئین نے دنیا مین کسیکو اللہ واسطی کچھہ کرتے نہین دیکھا احکام شرعی روزہ نماز حج زکواۃ تو برای تعمیل ہوتے ہین اور مین ہی کسیقدر کرتا ہون مگر الحق ہر سمجھہ کر سچ بولتا ہون کہ یہہ سب کچھہ اللہ واسطی نہین کرتے ہین نیت مین یہہ کہ جنت حوض کوثر حور غلمان یادہ در دنیا ستر در عاقبت مین ملے پس یہہ سب اوسکی واسطے ہوئے نہ اللہ واسطے خیر یہہ نہ ہو تو یہہ تو نہی ہولی بات ہے کہ جو اظہر من الشمس نظر آرہی ہے کہ سب پیٹ کے واسطی کرتے ہین درزی ہیولی سائین باورچی خدمتگار سپاہی منشی متصدی بیوپاری بزاز بنیاری عالم فاضل جو اور جسقدر کرتے ہین سب اپنی پیٹ کیواسطی کہ کچھہ میسر ہو خواہ دنیا مین یا آخرت مین

خمسہ میان نظیر

کرتا ہے کوئی جور و جفا پیٹ کے لئے	سہتا ہے کوئی رنج و بلا پیٹ کے لئے
سیکھا ہے کوئی مکر و دغا پیٹ کے لئے	پھرتا ہے کوئی بے سر و پا پیٹ کیلئے
جو ہے سو ہو رہا ہے فدا پیٹ کیلئے	
عاجز ہین اسکے واسطی کیا شاہ کیا وزیر	محتاج ہین اسیکے لئے بخشی و امیر
منشی وکیل ایلچی متصدی و مشیر	چاکر نفر غلام تونگر غنی فقیر
سب کر رہے ہین فکر سدا پیٹ کیلئے	
صراف جوہری سے لگا سیٹھہ ساہوکار	دلال جوہر و کناری کے پیشہ دار

بنپاری و بزاز اناجونکی کار بار ہو — بیوپار لین دین بنج قرض اور ادہار

بیٹھے ہین سب دوکان لگا پیٹ کیلئے

بیٹھے ہین مسجدون مین مصلی بچھا بچھا — جیبے ہین کے ہاتھہ مین تسبیح کو پھرا
واعظ کے ہر سخن مین ہی کہانے کا مدعا — عابد بہی دعوتون کی عبادت ہی کر رہا

زاہد بہی مانگتا ہے دعا پیٹ کیلئے

بدنام ہے اسیکے لئے خلق مین کلال — قصاب بہی کرے ہی اسیکے لئے حلال
صیاد بہی اسکی لئے پہیلا ہے جال — ٹہگ بہی اسیکے واسطے پہانسی گلے مین ڈال

ہر وقت گہونٹتا ہے گلا پیٹ کیلئے

تب گہٹ اوچکی چور دغا باز راہ مار — عیار جیب کترے نظر باز ہوشیار
سب ہی اپنے پیٹ کے کرتی ہین کار بار — کوئی خدا کیواسطے کرتا نہین شکار

بلی بہی مارتی ہے چوہا پیٹ کے لئے

فاضل کے فضل مین ہے اسکی ہی التجا — عابد نجومی کا بہی اسی پر ہے مدعا
ملا بہی دن گذارتی ہی لڑکے پڑہا پڑہا — شاعر بہی دیکہئے تو قصیدے بنا بنا

کیا کیا کرے ہی وصف و ثنا پیٹ کیلئے

قاضی کے حالکی بہی یہی بات ہے گواہ — مفتی کے قصد کی بہی یہہ شاہد ہی خواہ مخواہ
بید اور حکیم کی بہی اسی پہ ہے اب نگاہ — عطار کے بہی درد کو دیکہا تو ہے اہ

دن رات کرتا ہی دوا پیٹ کیلئے

یہ پیشے ہین اب قران خوان و ملا کا تمام — دوزخ ہین یا بہشت مین مردیکا ہو مقام
مسجد مین بیٹھہ کرتے ہین پنج آیتین تمام — کچہہ ہو پر ادنکو جلدی دعا ملنی اپنے کام

خوش ہونگے جب کہ اون کو ملا پیٹ کیلئے

لاکہ نہین کوئی لے سبے محبت سی حق کا نام — ورنہ سب اپنی پیٹ کے ہین کلام و کلام ہو
نا عاقبت کی فکر نہ راہ خدا سے کام — سمجھے نہ کچھ حال نہ جانا کہ کچھ حرام

جو جس سے ہوسکا سو کیا پیٹ کیلئے

جسکا شکم بھرا ہے وہ ہنستا ہی مثل پھول — خالی ہے جسکا پیٹ وہ روتا ہے ہو ملول
جب تنگ اس گرہ مین پڑے آگی خاک دھول — سوجھے نہ دین دھرم نہ اللہ نا رسول

جو جو کوئی کرے سو بجا پیٹ کے لئے

زردار مالدار گدا شاہ کیا وزیر — سردار کیا غریب تونگر ہو یا فقیر
ہر دم ہے جنکو دیکھو اسی حال مین اسیر — اپنی یہہ ہے دعا ہے شب و روز ای نظیر

دی شرم آبرو سے خدا پیٹ کیلئے

پہلے آدمی اس غرض سی اپنے تئین جدا کرے من بعد کار برائے خدا کرے تب وہ کام البتہ خاص برائے خدا شمار ہوگا جب مجھ اس سے سبکدوشی نہ ہوئی تب اپنی گرانباری در مرشد پر آیا وہ تلقین پایا کہ جس کے سبب میرے کل افعال بدلگئی جب خدا واسطی کوئی کام نہین دکہتا تہا اب عینک دید باطنی مرشد نے ایسے لگادی کہ جسکے سبب نظر سابقہ دید باطنی کے ایسی بدل گئی کہ اب کوئی کار مخلوق واسطی کرنا نظر ہی نہین آتا یہہ انقلاب زمانہ کہنا یا قدرت کا کارخانہ کدہر سے کہان گیا ہون جب خلق اللہ نظر وہ نین ایسی سمائی ہی کہ خالق کا نظر آنا معدوم ہورہا تہا اب خالق پیش نظر ایسا ہی کہ خلق اللہ تمام اوسمین جذب و سلب نظر آئی ہے ۔

ایک صاحب بولی کہ وحدت الوجود خلاف عین الیقین کثرت وجود کو تو دیکھ سکتی مین اور وحدت الوجود بول رہی ہین ایسونکو اگر منسوب نابینا کرین تو کچھ خلاف نہین جواب ع کا نسی

سُننے لنگھے سی دیکھے زبانسی بولے او سیری نہ سمجھی تو ایسے عقل نابینا کہے جاتے ہیں
ایک نہیں ہے تو کیا کہتے ہیں میاں ناسمجھ سمجھو کہ یہہ کل جو ہے ایک ہی وجود ہے۔
سوال ایسی ہوا ہے کہ تشفی نہ ہوئی کبھی جلوہ وجود ایک ہو نہیں سکتا صورت و شکل میں تفرقہ
وچلن میں فرق کہیں عورت کہیں مرد ایک جسم کیسا اور کیا تھا جواب سمجھ کی بات ہے
سمجھ میں نہ آئے تو کیا تک کوئی سمجھائے یہہ نظیر و تمثیلاً تمہاری تفہیم کیجاتی ہے
خزانہ ایک روپیہ بہت۔ روپیہ ایک شکلیں بہت کہ انواع و اقسام کے
و شکل میں فرق۔ کوئی ضربی۔ کوئی قلبی۔ کوئی لوہے کی دام سے چلا تو کوئی
ٹھپہ سے چلا دیکھو روپیہ میں اٹھنی چوانی دوانی۔ عورت کے نام ابھی بھلا کہو
انکو اصلیت میں کم درجہ بتائے جب اس طرح سے دیکھیں تو بہت ہیں ایک کہتا ہے۔
زمین ایک روئیدگی مختلف الانواع و اقسام روئیدگی ایک لذائذ کا ایک
میں فرق دیکھتے چلے جاؤ درخت ایک ڈالیاں بہت ڈالی ایک اشکال مختلف
بیل بہت تخم ایک تخم بہت سوای تخم سب کے شکلیں نہیں خلاف مزہ ہر ایک کا جدا
کہیں کھیری کہیں شاخ جامن املی نارنگی وغیرہ تو کہیں جام سنترہ بہت ہیں
ندیو نالے سی ایک کے ہیں دریا ایک موجیں بہت پانی ایک قطرہ بہت شیر ایک
دانہ بہت جسم ایک اسم بہت باغ ایک پھول بہت شاخ ایک پھل بہت مرغ ایک
انڈے بہت باپ ایک بیٹے بہت جسم ایک اعضا بہت روح ایک قوم بہت ایک
دولت بہت مالک ایک لوہت فلک ایک اخر بہت قلب ایک
ایک مطالب بہت جان ایک قالب بہت شاعر ایک شعر بہت عابد ایک عبادت بہت
راہ ایک رو بہت شاہ ایک لشکر بہت حاکم ایک حکم بہت عاصی ایک گنہ بہت

انکہ ایک الف سے بہت سیاہی ایک نقطہ بہت ظہور اندر ظہور کتاب ایک جز بہت جز ایک
ورق بہت ورق ایک صفحہ بہت صفحہ ایک سطر بہت سطر ایک لفظ بہت لفظ ایک
حرف بہت آدم ایک جصال بہت کھال ایک بال بہت گڑہی ایک پولہ بہت پولہ ایک
تنکے بہت سے کہاں تک ایک ثابت کیا جاے اللہ سبحانہ تعالی فرماوے خاکین تپلہ آدم تپلہ آدم بین آدم تا
اربع عناصر کے بشر کو دو راستہ ہین ایک شریعت دوسرا طریقت دو راستہ ہونیکی
وجہہ یہہ ہے کہ آدمی کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اس دو راستہ کے رہ رو کو دو منازل ہین ایک
معرفت دوسری حقیقت سیر شریعت کا مقام معرفت سیر طریقت کا مقام حقیقت
اب سمجہنا چاہئے کہ معرفت کیا اور کسکو کہتے اور حقیقت کیا ہے کسکی رسائی ہونا چاہئے
اور جبتک ظاہر معرفت پوشیدہ تو اوسکی نہ معرفت ہو سکتی ہے اور نہ حقیقت پر علم چنانچہ جو کیا اللہ کو
دیکہا یا دیکہاتا ہو ۔ کافر ہوا اور سیر معرفت سے ارشاد من عرف کا ہوا ہے اور وہ معرفت نفس تو آدمی
معرفت خود اپنی کرے اور خود اپنی حقیقت کو پہونچے جب اپنی حقیقت کو پایگا تب وہ حقیقت
پہونچ جو ہو جائیگا اور معرفت اپنی جب کریگا تو جو معرفت مین اسکو حاصل ہوگا وہ یہہ ہی خود
ہو جائیگا ۔ اسوقت چند حروف مفردات کو یکجا جمع کریگا تو اوسکا ایک لفظ ہوگا اور چند الفاظ
سے ایک سطر ہوگی اور چند سطر کا ایک ورق ہوگا اور چند ورق کا جز بنیگا اور چند جز سے کتاب
اب دیکہو ہر حرف و لفظ و سطر و صفحہ و ورق و جز کتاب اور کتابین کاغذ اور یہہ سب جدا جدا
اور سبی ایک کاغذ مین ہین ہر حرف کے باطن مین کاغذ موجود ہے جب اس طرح دیکہیگا تب وحدت الوجود
مین پایگا حروف مفردات دیکہنے والا نہ کتاب کو جانیگا اور نہ کچہہ اوسکی سمجہہ مین آئیگا اس طرح حق اللہ
تمام ذات مین جذب و سلب نظر آئیگی جنکو اس کلام پر شبہہ ہوا ان کا شبہہ مین آنا درست کہ فرد نقا
مین نعمتین ہین نا باصول سے سا نہین اور جو اصولی ہین انمین فہم پر عمل آور ہین ان ہر دو گروہ کی

غلط گو نہین معترضین اعتراضات کرنیکو مستعد پوچھو تو جواب نہ دے کفر و بدعت کہتے ہین واقع ہین
نہ وہ سمجھے ہین نہ اونکو سمجھنا آتا ہے رباعی سنتے ہین نہ گویون کی کیا واہیات ہین نہ نہین یا داون کو
ٹھکانیکی باتین نہ کبھو ذکر نہ کبھو ذکر جنت نہ کیا کرتے ہین پہر کیا نیکی باتین نہ نہین سب باتین سے
یہان فیض حاصل ہو کر دیکھیے خدا سے ملانیکی باتین ۔ نادانسے پرہیز کرنا اسی لیے درست آیا کہ ہا
کار سے نادان سے عجب ہے نادان و کار نادان دونون معیوب ہی ہین لہذا مصداق اوسکے

نقل ہے

ایک بندر تعلیم مگس رانی مالک کے مگس رانی کیا کرتا تہا ایک روز مالک سویا بندر مگس رانی کرتا تہا ایک
مکہی باوجود بار بار اوڑانی جانیکے پہر منہ پر آ بیٹھتی تہی بندر بخیر خواہی آقا مکہی کو مار ڈالنیکے
غرض سے ایک پتہر لایا اور جب مکہی منہ پر آکی بیٹھی پتہر زور سے مارا مکہی اڑگئی سر آقا کا مجروح ہوا
اب آدمی سمجھ سکتا ہے کہ نتائج خیر خواہی نادان ایسے ہوتے ہین پس لازم و واجب ہے کہ معلومات
کرنے مین کوتاہی نکرے تا ایمان مین تفرقہ آخرت نہ ہو جائے ۔

فصل پانچوین ابلیس کا ہر آدمی کے ساتھ ہونا ۔

ان قواعد و قیود کے ساتھ آدمی جب مستعد ہوتا ہے تب ابلیس سد راہ آتا ہے اور ظاہر کہ افعال انسانی
دو قسم پر ہین خیر و شر خیر منسوب بخدا و شر منسوب بابلیس اور وہ افعال نیک ہونے دینے
کی غرض سے ہر آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور مصاحبین اوسکے ہمراہ رہتے ہین اونکی شناخت
محال اتفاقاً ابلیس مجہے نظر پڑا شناخت کام کر گئی پہچان ہو گئی مین پوچہا اے ابلیس تجہے
مجہہ ایک ضعیف سے کیون عداوت ہے اور تیرا قیام کہان ابلیس کہا ہر وجود انسان کے
ساتہہ میرا قیام ہے مین کہا لاحول پڑہنے سے ابلیس دفع ہو جاتا ہے اوسنے کہا تا زیست انسانکو ابلیس سے

پڑہنا ہیں لاحول پڑہنے سے لباس ضلالت چہین جاتا ہے ابلیس معدوم نہین ہوتا بلکہ بعد تبدل لباس کے پھر مغلطہ دینیکو موجود انسانکی شناخت سے معدوم ہین کہا اگر تو ایک ہر انسان کے ساتھہ کیسا موجود رہتا ہے تو کہا ہر فعل کو اسم اور اسم کو جسم اور جسم مین خواص یا صفت اور خواص و صفت کا نام مصطلح ہر انسان کے ساتھہ ہوں اور شاذ و نادر یہہ مجسم بنتا کہ لوگ کہتے ہین شیطان مجسم جب نظر وجود انسانی سے علحدہ ہوجاتی ہے تب وجود ابلیس معین اور مشخص ہوجاتا ہے پہر کہا خناس عالمین کہانتک تیرا وجود ہر ادمی کے ساتھہ قایم سمجھا جائیگا تو جوابدیا کہ جیسا ادم نام ہے ویسا ہی ابلیس نام اور ہر ادم کے ساتھہ ہے اسکی تصریح تذکرة الاولیا مین موجود ہے ۔

نقل ہے کہ جب آدم علیہ السلام دنیا مین تشریف لائے ابلیس کو ادم کے ورغلانیکا موقع نہ ملنے سے افسوس ہوا تب درگاہ باری مین التجا درازی عمر تا قیام اولاد آدم کیا دعا اوسکی قبول ہوئی من شر الوسواس الخناس کا حکم ہوا ابلیس خناس کو ساتھہ لیکر پردہ زمین پر آیا اور حوا علیہ السلام کے خدمت مین حاضر ہوا آدم علیہ السلام کہین تشریف فرما تھے ابلیس سلام کیا حوا علیہ السلام فرمائے تو کون کہان جوابدیا آپ تنہا ہین خناس کو آپکی خدمت مین رکہہ جاتا ہون تا تنہائی مین رفاقت دے حضرت فرمائے بغیر اجازت آدم علیہ السلام انکار کہنا غیر ممکن کہا مضایقہ نہین اجازت ہوتا تہوڑی دیر کے لئے چہوڑ جاتا ہون یہہ کہہ خناس کو چہوڑ گیا جب آدم علیہ السلام آئے اور ابلیس کا خناس کو چہوڑ جانا معلوم فرمائے کہے وہ برا دو ہو کہ باز ہے خناس کو جان سے مار اوسکے ٹکڑے کر جنگل پہاڑ و زمین بہینک اوکسیطرف تشریف لیگئے ابلیس آیا اور بچہ طلب کیا حوا علیہ السلام اوسکے مارے جانے اور پہاڑوں پر پہینکے جانیکی حقیقت ظاہر کی تب ابلیس پہاڑ و زمین جاکر پکارا وہ بصورت سابق آموجود ہوا ابلیس اوسکو ہمراہ حوا علیہ السلام کے نزدیک لایا اور تہوڑی دیر رہنے دینی کی اجازت چاہا ہر چند حوا علیہ السلام اوسکے رکہنے مین آدم علیہ السلام کی ناراضی کا اظہار فرمائے لیکن ابلیس نے الحاجت تہوڑی

۵

عرصہ کے بعد ابلیس انکے وعدہ پر چھوڑ گیا پھر آدم علیہ السلام تشریف لائے اور خناس کو دیکھہ حضرت سے فرمائے
کہ باوجود منع ابلیس کے خوشامد پر تم دہوکہ کہا اوسے رکھتی ہو اچھا نہیں کرتے یہہ کہکر خناس کو جلاکر خاک
بنادیا مین بہادیا اور کسیطرف تشریف لیگئی ابلیس آیا اور بچہ طلب کیا اور بعد معلوم کرنے کیفیت دریا کے
کہا خناس کو پکارا وہ دریاسے باہر آیا ابلیس اوسی شکل گوسفند بنا پھر حوا علیہ السلام کے نزدیک لا استدعا منت
وسماجت کیا کہ حوا علیہ السلام کو رحم آگیا تھوڑی دیر تک بچہ گوسفند کے رکھنے اجازت فرمائے ابلیس اوسے
چھوڑکر چلا گیا بعد آدم علیہ السلام آئے اور بچہ گوسفند کی حقیقت معلوم فرمایا خفگی حضرت سے فرمائے
کہ باوجود منع تم بچہ ابلیس کو رکھی اور کہنا نہ مانے معلوم ہوا کہ مشیت ایزدی یونہین ہے پھر بچہ گوسفند کو
ذبح کر گوشت پکوا ہر دو حضرت نوش فرمائی جب آدم علیہ السلام باہر تشریف لیگئی ابلیس آیا اور
اپنا بچہ طلب کیا اور زبانی حضرت حوا اوسکے کہائی جانیکی حقیقت سنکر شکریہ بجالائے کہا کہ دعا مستجاب
ہوئی اسیئد برائی ما قیام اولاد آدم قیام ابلیس ہوا یہہ کہکر چلا گیا اسطرح ہر وجود انسانکی ساتھہ وجود
ابلیس قائم ہے۔ تب مین کہا کہ ای ابلیس جبکہ تو رفیق بلکہ ساتھہ پیدا ہوا ہے تو پھر مجھسے دشمنی
اور عداوت کی وجہ کیا جو درپے آزار ہے ابلیس انکار کیا اور کہا کہ نہ مین تمہارا دشمن ہون اور
نہ درپے آزار آدمی نا انصافی سے نظر بر غرض اپنی کر مجھے دشمن ظاہر کرتا ہے ذرا غور کرو کہ آدمی اپنے حظوظ
کی غرض سے مرتکب فعل بد ہو متلذذ ہوتا ہے اور لعن طعن ابلیس پر کرتا ہے ذرا انصاف سے نظر کرو
کہ بعد حظوظ جب اپنے تئین خطادار پایا مغالطہ ابلیس تھا یا اپنے تئین الزام سے بچالینا سمجھا اور ملزم
ابلیس کو بنایا تو کیا ابلیس اسے منعم ہوگیا جب ہوتا کہ ابلیس حظوظ حاصل کرتا جب اوسے کوئی
اور کسیطرح کا نفع و حظ نہیں تو ابلیس کو کہنا اور سمجھنا غلط ہوگیا دوسرے یکہ مغالطہ جب ہی دیا جاتا ہے دشمنی
جب نفع ذاتی اپنا اوسمین دیکھہ لیا جاتا ہے مجبور ہون قبل قصد ارتکاب فعل بد آدمی خود
ابلیس بنجاتا ہے اور مرتکب ہوتا ہے اور مین تماشہ دیکھتا ہون اور خوش ہوتا ہون کہ آدمی سے مجھ

مشابہت کر لیا اگر مجھے حکم ہوتا تو مین اس شیطان صورت انسان پر لاحول پڑہکر دفعیہ اوسکا کرتا تاوہ
مرتکب فعل بد ہوکر مجھی ملعون نکرتا کیا خوب لذتین اور مزی آپ حاصل کرین اور لعنت ابلیس پر ہو وہ
نذیر بد وہ در دیگر گروہ مین کہا ای ابلیس تو دہوکہ دنے مین گناہ نکرون ابلیس ہنسکر کہا خوب
سر دست مزہ اڑاوین مال کار فراموش کر جاوین نتایج جب یاد آئین اپنی تین بچانیکی غرض سی مغالطہ
دینی ابلیس ہی تہا این چہ احمقی حواہش کو پیش نظر رکہا مال کار سے چوکا نیک بد کر دیا اور جو مال کار کو
دیکہا ابلیس دوسرا کہنہ نکرسکا اگرچہ آدمی اپنی کو بڑا عقلمند جانتاہی مگر غرضکی مقابلہ مین ایسا بیوقوف
و نادان بنجاتاہی کہ پہر اوسکے برابر مقابل دوسرا نہین اور یہہ حماقت انسان موجب خوشنودی
ابلیس ہی کہ آدمی اپنے تین سمجہتا کیا تہا اور کرتا کیاہی وبدہ دلیری یہہ کہ شرمندہ نہین اور نافہمی یہی کہ
لذاید مستحکم سے دست بردار اور لذاید ناثبات پہ ایسی محو کہ نیکے خویش قایل نہین بار دیہہ مقام معذرت
کی نے اور معافی مانگنی کا وہ بالاطاق لاحول پڑہکر اپنی تین بری الذمہ کرنیکو تیار احکام خدا و رسول
فراموش کر بیٹہی تو اپنا خط کیا کہیں بنی ہو کہ شیطان مغالطہ دہی انا تین سزا پایگا اور آدمی
اسوجہ سی جزای کردار و سزای اعمال سی بچ جائیگا لوگ بمقابلہ اغراض کیسی مغالطہ خوار ہین یہ
دیکہکی انتہا نہین قبل ارتکاب فعل دفعیہ ابلیس کی فکر کرنے مغالطہ خوارسی نہ ہوتے ماخوذی
جب صبح خطا وارہی پہ نادم نہ ہو تو مغالطہ خوری بیٹہکے تو پہلے اپنی ہی عقلمندی اور دانشمندی پر الزام لائے
اور نادانی قبول کی اور فی الواقع ابلیس کا کیا کام ہے اور انسان کو کیا کرنا چاہئے یہہ حق ہی
یہہ نقل سنو اور حواس باختہ کو جاکر جواب دو۔ **نقل ہی کہ ایک امیر گاؤن آباد کیا**
دہ باشندگان موضع کا مخلص خیرخواہ تہا بنظر آسایش باشندگان و انتفاع بیوپاریان و
رونق موضع بازار لگانیکی فکر کیا اور سوچا کہ بازار مین اچھی بری جنس بکیگی بنا بران ذریعہ
منادی لوگون کو خبردار و آگاہ کیا کہ اشیاء سفید کا خریدار نفع اور مضر کا خریدار ضرر

اوٹھائیگا بلکہ اقتناع کیا کہ فلان شئے نہلین خیر بازار شروع ہوا اور بیوپاری ہر قسم کے اجناس دوکانین
رکھہ تعریفین کرنے اور خریدار خرید کرتے جسنی شئے مضر خریدا مضرت اوٹھا تو آپ فرماتے کہ یہہ قصور
مالک موضع کا ہی جسنے گاؤن آباد کر بازار لگایا اور اشیاء مضر بازار مین لانے اور بیچنے کا حکم دیا
یا دوکاندار کا جسنے مضر اشیا بیچی اور اپنی مالکی تعریف کا پیشہ اختیار کیا یا خریدار کا جسنے بہت سوچکر
جواب دیا کہ خریدار خبردار ہوچکا تہا اب انھیں خریدار کو لازم ہی کہ خریدنے کے پہلے اپنی نفع و ضرر کو
سمجہکر کوئی شئے خریدی جب پہر دوجا غلطی کر خرید کیا کہ دلنے خویش آدمی پیش آسمین نہ قصور
مالک موضع کا ہی نہ تاجر کا تب ابلیس خوش ہوا اور کہا کہ اللہ تعالے بازار دنیا مین ابلیس بیچارہ شر کے
بیوپار کا منقطع فرما بازار دنیا مین روانہ کیا اور ذریعہ پیغمبران ہدایات و امر و نہی کے احکام صادر
کیا اسپر بہی کوئی خواہان شر ہو تو اسنے خدا و رسول کے حکم کو نہ مانا اور اپنی مال کار کو نہ سوچا
یا ابلیس سے دہوکہ کہایا یہہ شرمندہ ہونیکی جا ہی نہ لعن و طعن ابلیس پر کرنیکی مین ہی دیکہہ لونگا کہ حساب
کیسے ہوگا اور کون سزا پائیگے آخرت مین سبکے حسن و قبح کہل جائینگی غرضکہ ابلیس ایسے فقرہ لیا کہ
ناطقہ بند ہوگیا بجز اسکے جواب نہ بن آیا کہ یہہ ہدایت منجانب اللہ ہوئی اب مجہی ضرور ہوا کہ
مین آیندہ اپنی تئین اپنی سے مخوف رکہون اسکے بعد ابلیس روپوش مین نادم خاموش رہا
بعد چندی پہر مقابلہ ہوا تو پوچہا ای ابلیس کدہر تہا تو کہا تمہارے ساتھ جدا نہین تہا آپ
سمجہے ہونگے کہ ابلیس دفعہ ہوگیا یہہ فہم غلط تا حیات مجہسے جدائی نہین البتہ منتظر مغالطہ دہی بہ تبدیل
لباس آتا ہون تمکو اس مباحثہ مین بہت بازپایا کہ مجہسی قایل ہوئے تو اب مجہی بہی لازم ہوا کہ
اچہی بات پر تمکو آگاہ کرون لہذا ایک نصیحت کرتا ہون کہ ہر مسلمان کو پابندی شرع
شریف مقدم ہے اور پابند یا تارک مغالطہ ابلیس مین نے کہا اس مجمل کی تصریح
کرنا مجہے معلوم ہوا کہ فلان پابندی غلط ہوئی جواب دیا کہ ہر احکام شرعی کا خلاف تو

ظاہر ہیں تقلیل و تکثیر بھی داخل خلاف ہی یعنے جسکا تصریح حکم ہو اوسکی ترک یا دوسرے عمل کرنا گویا
اسکے احکام میں مداخلت کرنا یہہ سب بیجا ہے اس سے ضرور بچنا دیکھو دفعیہ ابلیس کے لئے شرع سے لاحول
پڑھنے کا حکم ہے اور ہمکو ہمیں غفلت و خلاف کرتے پاتا ہوں اسکا ذکر شرع میں نہیں ہوا جسکو ہم کرتے
ہیں اچھا نہیں کرتے اسی حضور دو مین کہا شرع حکم ظاہر کرتی ہے اور جب افعال شیطانی پیدا نظر
آتی ہے تب میں لاحول پڑھتا ہوں ابلیس کہا دفعیہ ابلیس کے لئے جو عمل کرتے ہو
لاحول نہیں پڑھتے ہو اسکا حکم شرع سے نہیں لہذا خلاف شرع ہی میں کہا دفعیہ ابلیس کیلئے تو کوئی
عمل نہیں کرتا البتہ صفائی قلب کیلئے پیر مرشدین جو کچھہ فرماتے ہیں وہ ہم لوگ البتہ کرتے ہیں اگر
اسکا اثر ابلیس پر پڑتا ہو تو یہہ عمل علیحدہ ہے اور بھی اس تقریر میں کوئی مغالطہ دہوکہ آتی ہے کہ
وہ ترک عمل کیا جاے جس سے صفائی قلب مستفیع ہے ابلیس کہا سمجھہ تقریر یہی ہے اور میری غایت اور مطلب
یہی ہے کہ مسلمان شرع کے احکام میں مداخلت و مشارکت نکرے ہی میں کہا دل خانہ خدا است پرستش کی
پائی صفائی رکہنا از حد ضرور ہے تا وسواس نہ پائے تب ابلیس جلکر بولا کہ تم سمجھے ہو کہ میں
وسوسہ کیواسطے مغالطہ ابلیس سے بچا ہوں یا نہ ادنیکا یہہ سب آدمیوکو حکم ہے کہ آدمی یاد ابلیس کے ساتھہ یاد خدا سے غافل ہو جاے
اسکا یہی مقصد بڑا ہے اپنے ساتھہ ملتفت اور مشغول رکہتا ہوں جو ہم کلام شیطان رہے اور یاد خدا اور کار خیر سے
محروم رہے اب بولو کہ تمہارے عمل نے کیا اثر کیا میں کہا کہ ای ابلیس تو دل خانہ خدا میں جا وسوسہ پیدا نہ کرسکیگا
صفائی قلب کا حاصل ہوگا اسبب بعض نکتہ ہادی ہیں کہ وہاں جا میسر نہ ہوگی لہذا اور ضرور پڑا کہ
ان تدبیر نعلبیح نامصیح بنائے تا وہ عمل بند کیا جاے اور مداخلت کرنیکا ابلیس کو ولیں موقع ملے یہہ در پردہ
سنت حضرت رسالت کی مداخلت کی روک کرتا ہے اور وہ مکان نور نگین سے معمور ہے اوسکی حفاظت کرنے
چاہتا ہے اور دل یاد خدا میں مشغول ہونیکا ظاہر طمع یہہ سبب ہے کہ جو ابلیس کے مقابلہ ہو سکتا ہے یہہ کا
داخل عین صواب کے تیری عاقبت مشغول ہونا وسوسہ شمار ہوتا ہے وقت اتباع ابلیس کیجا رق

جب اللہ شامل حال ہوتا ہے تب ابلیس کا ایسا حال ہوتا ہے غرضکہ بطفیل ہادی امین کے ایسے فقرہ لیا گیا
نا المقصد ہوگئی اور بغیر روپوشی کے گذر نہ ہوئی پس جو کوئی نکتہ ہادی یہ حاصل ہوگا بفضلہ تعالیٰ
کہ غالب ہوگا۔

فصل چھٹی پھوٹ کے بیان میں

جب مغابرت ابلیس کے مدافعت کیجاتی ہے پھوٹ آموجود ہوجاتی ہے اسکا وجود دربت میں اور
اثر دل میں پھوٹ خلاف باہمی کو کہتے ہیں جس ریاست میں اسکا گذر ہوا انتظام ریاست
خراب رعایا تباہ نام بدنام رئیس پریشان تلخ کام خطر ریاست حرام اور جس گھر میں یہہ دخیل
کارخانہ خراب صلاح خانہ منتشر و پراگندہ حواس جب اسکا یہہ حال آدمی دیکھتا ہے تو لازم ہے کہ
خانہ تن کو دیکھے کہ دل خانہ خدا میں کسقدر اجماع مخالفین ہے کہ جسکے بیان میں زبان قاصر عقل گم
بر خواستہ دل ہو اشتہ ایک دوسرے کی ضد ایسی کہ جسکا حال ظاہر اور دفعیہ اوسکا خیر امکان البشر سے خارج
دل مومن بوثیقہ نحن اقرب جا نہ خدا بنا تو سکا نہیں مکین کا ہونا ثابت ہوا وسوسے
نے دلمین ابلیس کا ہونا ثابت کیا احکام شرع پر بہ تقویت دل قصد ہوتا ہے تو اوسی دلمین ترغیب
ابلیس مانع احکام شرع موجود رہتی ہے خوف موجود ہا یار و زہ رکہو ورنہ سزا ہوگی الجوع والعطش
کہ کار امروز بفردا مگذار عاقبت کی خبر خدا جانے ہم تو آرام سے گذرتی ہے دنیا میں کلو و اشربو
سے در گذر نہ کر غرضکہ دلی نے حلال و الحرام کے تمیز پر زور دیا تو خواہشوں اور آسائشوں جسمانی نے
اپنی خلاف ہمیشہ سمجھایا غرضکہ ایک دوسرے کی ضد میں مستعد موجود دل ہے جاتی ہے خلاف احکام شرع
دکھا کر زور دے بندہ بندگی کا قصد کرے عشرت و شہوات ناچ راگ رنگ دیکھنے پر مستعد ہو جاتا ہے
خیر الناس کا ہمت مانگو لا تقرب قدم آگے نہ بڑھا ہمت جدال و قتال پر آمد دنیا کے پست ہمتی
ہنسا کے ہم خالف جی نہ ہی کی ضد غصہ آخرت کا ڈر عیش و نو میں خطرہ اللہ کی طرف بلاتی ابلیس

راہ گمراہی پر لیجائے پہلا یہہ حال کیون کیسا سمجھ مین آئے کہا سُنکر و ہدایت کہا یہہ شیطانکو بحکم لعنت
اور یہ دنیا کی سیکو آئی خدا کے باتین خدا ہی جانے تو دیکھو خوشی کا قیام پہنچ اوٹھائے بیماریکا نام سُن
صحت بہاگ جائے غرضکہ جو آتا ہی سے گا تا ہی پرہیز اچہا بتاتا ہی بدپرہیزی پر دل لوٹا جاتا ہی اگرچہ ان تمام
مخالفین خانہ تن کا بیان ہو تو نہ زبانکو گویائی کا یارہ اور نہ سامعین کو سماعت کو ارا اطاعت و
بندگی کا اس مخالفت مین کیا گذارا جو برجوع دل کچہہ کر سکے یا مدد کچہہ تو عمل ایسا بتاؤ کہ یہہ سب
روبراستی لاوین یا باہم انکی صلح ہوجائے کیا مجبوری ہی عقل دخل نہین پا لی اللہ اشرف المخلوق
اور خلیفہ جسے فرمائے مخلوق ہین بندہ و بشر کہائی سب کا رجوع دل ہونا اور دل قلب کہا جائے
امید کار خیر صلاح ہے لیے سکے اسکی اصلاح ضرور ہے جو جملہ کام باتفاق انصرام پاوین جب ان
مخالفین کے اجتماع کیجیے ایسے کہ زبان نماز مین کلام اللہ پڑہی اور گوش دل دوسرے کلمات سنے
مین مصروف دل ہر روئی جدا جسم و زبان بظاہر سوئے خدا یون رجوع لائی مباحثات
اندرونی سے اسرار اسکی خلاف نماز مین کلام منع ہی مگر دل تو دوسرے بولیان بولتا ہی اگر
حالت ظاہر بخیر تو باطن مین شر موجود ہوجاتا ہی کچہہ سمجھہ مین نہین آتا ہی اگر تنہائی اختیار کیجائے
تو بظاہر اجسام سے تنہائی ہوتی ہی مگر باطنی مخالفین کے وہ اجماع کہ جیسے زبان کبہی نہین
سکتی یہہ مخفی باتین بول نہین سکتے طاعت کی امادگی اون مخالفین سے غائب ہین کے
دی یکجا جمع کرتا ہی نادر یہہ کہ جو آیا بخوف و خطر اسنے سی گاتا ہی کوئی منع کرنے نہین اتا ہی
حتی کہ وہ طاعت انہین جہگڑون مین ختم ہوجاتی ہی اکثر مجہے تجربہ ہوا ہی کہ آغاز طاعت مین
یہہ جہگڑے شروع ہوتے ہین طاعت ختم ہوتے ہی سب معدوم ہین اسنی ثابت کر دیا کہ یہہ
کچہہ ہوتا ہی محض طاعت مطابق نہ ہونے دینے کی غرض ہی بہ این نوع فراہم ہوجاتے ہین
شیخ سعدی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہین شب چو عقد نماز می بندم

بعد ہوئے بہکام دل فرد تدم زیارت وبیہ طاعت بحضور سے دل ہوئی یا سیج کہو کہ قلبی ہوئی میری فرصت
جب تک ان مقابرین کا دفعیہ نہ ہو یا باہم اتفاق نہ کرین کسی اچہے کام کی امید نہیں یہان کوئی
زبردست نہیں جو صلح کرادے یا نکالدے بغیر اسکے اس خانہ جنگی کا دفعیہ غیر ممکن بغیر صلح کے کوئی کام
الحکم الصرم پاتا ہی اور نہ یہہ خلش مددوقہ رفع ہوجاتا ہی ہرچند پند ونصائح پر عمل کرنیکی جو اور
مقصد دہی گئے گر ہونیکے کام ہوتے رہے لاحول فعیہ ابلیس سمجہکر پڑہتا تہی معانی لاحول کا بہیہ باعث
نظر آیا کہ ابلیس وسوسہ ڈالتے ہین کہ جہان لاحول پڑہنے کا موقع ہاتہہ نہ آیا ایا زبان یکطرف
پڑہ رہی ہی توجہ دل دوسرے طرف بہٹر بہٹرا رہا ہی اور یہ اپنے مین آپ محو ومستغرق ایسی کہو گئے
بیخبر جو خبر سے نہیں جسکو ایسی طاعت وبندگی پر انکار میری جنت وحور وغلمان کا ہی دماغ
بیہودہ اور خیال باطل کے سوا نہیں وہ رحم وکرم کیسے مختار ہے بغور دیکہا تو بجز اسکے
نہ پایا کہ جو حق طاعت ہے وہ کبہی بجا نہ لایا اسلئے مجکو میری اعمالون پر اتکا نہیں لہذا اپنے حق مین
فضل وکرم رب کے راضی برضا ہونا مناسب جان لا تقنطوا من الرحمۃ اللہ پیہ آنخ پیش نظر اور
خیال سطرات ووسوسا کو پائدان رخصت اعتقاد کے ہاتہہ سے دلا جو کچہہ مقدر مین ہے
لکہا کہ اپنے ساتہہ لایا ہون اور نامہ اعمال جو روزانہ لکہا جاتا ہے انہی ہاتہہ مین بہیجا دیگا
ہر دو کو بتلا دیگا آرام وتکلیف ہر دو کو خارج از مقدر نہیں جانا دنیا نمونہ آخرت
بہیجا تا کہ رضا ونارضامندونکے میری جیسے یہان کام ندیا وہان بہی کچہہ فائدہ نہ بخشیگی الک
نے جو یہان چاہا گیا جو وہان جائیگا کریگا یہ تجربہ دنیا نمونہ آخرت ہے لہذا تابع مرضی ہونا
مناسب جانا کہ اسی واسطے بندہ نام ہوا تا تابع مرضی ہو مالک کے ساتہہ دنیا مین رکہا گیا
آخرت مین بندہ ہین روبرو جاتا مدعی مدعا علیہ خوف ہو جاتی کیون شکر جانا اور خطبہ
خوف ورجا کو اپنے ساتہہ لیجاتا ہے سو وکہ ذالانہ ومدار مرضی نعمتہ پہ شکر واحسان

جسنے اپنے وقت پر دست بادست مرشد پہونچایا اور مرشد نے وحدت کا سبق ایسا پڑہایا کہ دستر خوان مغایرت
مخالفین سے پڑہایا صلح کل کا جامہ سبکو پہنایا ورنہ اندفاع دویمین کیا گیا انکار تہے سبق پڑہتے ہی رکے یار تہے
بفضلہ تعالے چھوت سب چہوٹ گئی اللہ تعالے اپنے بندونکو ان جھگڑون سے پار لگائی سمجھہ سرفراز کرے سرکا تہہ ہو
توشہ آخرت ساتھہ ہو

فصل ساتوین دنیا مردار کے بیان مین

الدنیا جیفة وطالبها کلاب اس مردار کی طلب مجہہ کتہ بنائی لہذا قصد ترک دنیا کیا اور زلہ شمین آیا ہو کہ
صاحب لوگ بناوین تا اوسے ترک کرون طبقہ زمین آسمانون میں جو کچہہ ہے اگر اسکا نام دنیا ہے
تو ترک اسکا غیر ممکن کیونکہ ایسی کوئی جا نہین جہان زمین و آسمان نہو ایسی جا ای نہ بقید حیات اور نہ بعد
ممات از زمین تا آسمان چہائی مگر دنیا نہ ملی غور سے دنیا کو دیکہا تو طلب نے کتہ بنای ہے لہذا طلب مین دنیا کا
بات نا تصور کر اپنے مطلوبات کو فراہم اور اوسمین تشخیص کیا کہ بابعد تحقیق اوسی ترک کرون شعر
ترک دنیا کا سوچ آیا نخ ہو کچہہ بڑی ایسی کامیاب نہین ہو بغور یہہ تشخیص ہوا کہ طلب دنیا حد طلب ہے جسکو
شرع منع کی ہے بغور اسکی یہہ خیال ہوا کہ دنیا دار تو حکم اوسکے ترک کا ہوا ہے و درمین وحشی اطلب
کو ترک کرنا چاہتا ہون جو دنیا قرار پای ہے اور طالب کتہ بنتا ہے بہت کچہہ سامعہ خراشی اور
مغز ناشی المعیاب گئے مگر دنیا کا پتہ ہمدست نہ ہوا تب کل اپنے مطلوبات کا بلا لحاظ جایز وناجایز
قصد ترک کیا اور زن و فرزند مال و مکان وغیرہ اور جو اور جسقدر رشتے سب سے جدائی چاہا
تا یہ سب مجہسے ترک ہو جاوین اور آئندہ طلب انکی نہ کرون اور کتہ نہیں سمجھون بمقابلہ
و مساختہ زن و فرزند دنیا و طالب مردار کتہ کہا گیا ہے بحکم خدا و رسول صلعم
و مال و مکان از رو زیور وغیرہ جو اور جسقدر بموجب احکام شرع آدمی کو حاصل ہین
تو سب حلال کس آیت و حدیث سے ہمنی اسپر اطلاق مردار قرار دی کہ جسکی وجہ سے

تمہیں ترک اوسکا درست یا طلب مردار کے کہتے بتای ہے اگر ترک کرنا حلال کا کہتے باقی ہو تو اوسی ثابت کرو ورنہ
بموجب الکلام یہ قبول کرو کہ ترک حلال آدمی کو گنہگار بناتا ہے اللہ تعالیٰ جسکو کلوا و اشربوا فرماتا اوسکو تم اپنے اوپر حرام
بتای کہ جو ترک کرتے ہو کیون یہ حلال تم حرام نہیں کرتے ہو صاحب یہ کوئی تمہارے واسطے حقیقہ نہیں ہے طلب
حقیقہ تلاش کرو اور سب الحکم اوسکے ترک کرو منع نہیں بہت کچھہ اسمین مناظرہ و مباحثہ ہوگے مگر مین مغلوب وہ
غالب آ اور لاجواب ہوا لیکن تب از سر نو مجھی تلاش دنیا ہوئی خواص کتنے کو دیکھا تو طامع و حریص نظر آیا تب غایب
حرص و طمع کیا ہی اوسکی تلاش کیا تو یہ بہ درست ہوئی کہ بلا لحاظ جائز و ناجائز غیر موجود کی خواہش و طلب کرنا ہی آدمی کی
ایک حالت ظاہر دوسرا باطن ہیں دنیا دار ظاہر جو بحکم منع ہی اوسکی خواہش و طلب مردار ہے اور دنیا کہتے بتای ہے اور
تارک دنیا کو بلا لحاظ حرام و حلال پر غیر موجود یا فرید بران کا طلب کرنا طمع و حرص اور وہ مردار ہیں طلب خواص کہتے
کا ہی اور اوسکا ترک دنیا ہی کیونکہ جو چیز لیاقت مصرف سے خارج ہے وہ پیکا اور طالب اوسکا کتہ ہوا مثلاً اگر کسی کا
روٹی کھا رہے ہیں اور خواہش و طلب یہ کہ بریانی و بازردہ کھانیکو ملی یا پیدل جا رہے ہیں خواہش و طلب سوار ہونے کی رکھتے
ہین یا گہوڑی پر سوار اور طلب و خواہش سواری ہاتی عماری میانہ بگی ہو یہ طمع و حرص و طلب ہی اور اسیکا
نام دنیا اور اسیکا طالب کتا کہا گیا ہی اگر بغور اس طلب کو دیکھیگا تو اوسی ظاہر ہوگا کہ جب ایسے غیر موجود کی طلب ظہور
لاتی ہی تو آدمی اوسکے ملنیکی توقع مین ایسا مبتلا اور اوسکی آرزو مین محو و مستغرق ہوتا ہی کہ یہ فکر کیجا دیگی تو یون
بہ درست ہوگی اسکے اشتغال مین ایسا مشغول ہو جاتا ہی کہ اوسکے ظاہر و باطن مین اسکے سوا دوسرا ذکر و شغل
نہیں رہتا ہی اسواسطے اس طلب کو طلب دنیا اور یہ حقیقہ قرار پای ہے اب جو جسکا موجود ہو کہ زاید از ضرورت ہا
رکھتی ہین اونکے طلب و خواہش یہ ہو کہ موجودات ہر وقت مین ہمارے کام آدینگی یا تہہ میری زرتی کا باعث
یا منافع لیاقت یا مسعلی نعمات وغیرہ ہوگی اوسکا ہی نام دنیا ہے کہ انکا خالق سے اوٹھکر مخلوق پر جمتا ہی یہ بین
موجود ہر کہ زاید از ضرورت فراہم ہو جاتے جب اور فراہم شدہ بعرض تلف مین آتے کیا ظاہر اور کیا
باطن مین نہ فرحت و خوشی کا دخل ہوا اور نہ رنج اسکا ترک کرنا ترک دنیا ہے اور جب تک آدمی

اللہ تعالی کے دادودہش پر اسقدر متمکن نہ کریگا کہ میرا معبود ہر دم میرا معین و مددگار ہر حال خبرگیران ہے
تب تک اسکی اطمینان نہ ہوگی اطمینان جب ہوی تب فکر و پروا نہ ہوی جب فکر و پروا نہ ہے تو استغنا ہوی
اور استغنی حاصل ہوی اور وہ مستغنی کو نہ محتاجی باقی رہتی ہے اور نہ احتیاج اب نہ طلب ہوگی اور نہ خواہش جمع
اور برد یا استعمال مین لایا نہ ایا پروا نہین ہر حال خوشنود ہر دم رضامند رہنا کہ حالت اندرونی و بیرونی مین
تغیر و تبدل نہ ہوا اسکا نام تارک دنیا ہدایت جسنے تمامی لوازمات دنیا دار ہی پایا ہو اور اوسیر حالت قبض و بسط
ہونیکے حالتمین جب صراحت بالا دسی اگر اوسنی یون ترک کیا تو ترک دنیا ایسی ہی شخص کا کہا جائیگا
یا اوس شخص کا کہ جو کچھ پایہ تسلط مین پونچی ہے ترک نہ ہوا وسکا ترک کرنا مسلم آئیگا کیونکہ مقدور کے
نسبت لفظ ترک کا استعمال ہوگا نہ نسبت غیر مقدور کیونکہ مقدرت نے تو خود اسکو ترک کیا ہی مقولہ
حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ تواضع ز گردن فرازان نکوست گدا گر تواضع کند خوی اوست
نقل ہے کہ ایک بزرگ جب کسی بزرگ سی پوچھی کہ اب فکر میری قوت و معاش قبل وقت یا بعد وقت
یا وقت موجود ہر کب کرتے ہو وہ جواب نہ دی تب مکرر سہ کرر یا دونسی پوچھی تو جواب دیکہ قبل و
بعد وقت تلاش و فکر بے سود کہ ہنوز میری کا وقت ہی نہ آیا یا جو وقت کہ معین تھا گذر گیا یہ تلاش
داخل حرص و طمع و طلب دنیا اور جو دیو جو کچھ حاضر اوسیر اکتفا ضرورت طلب و فکر نہین اگر کچھ تو بھیجے

فصل اٹھوین تلاش خدا مین خاکساری مصرف رہنا

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ موجود ہے تو پھر تحویلف کہ جو کہے خدا کو دیکھا وہ کافر جو کہے خدا کو دیکھا
ہون وہ کافر کیونکہ اللہ تعالی آپ ہی حاضر و ناظر و موجود و نحن اقرب فرمایا ہے اب کوئی اس نکتہ کو
سمجھا ہی کہ اللہ تعالی کو کوئی کسطرح پایا نہ پہچان ہو جاتا خیال و قیاس و گمان مخلوق کا کہ خالق ضرور
ہے لیکن کون اسکا علم نہین پس یہان جسنے اپنے مالک کو نہ جانا اور نہ پہنچا یا اوسنے
کچھ نہ جانا اور نہ پہنچا یا بظاہر تو کوئی احکام مانع بھی نہین اللہ تعالی اپنی خبر بندہ کے نزدیک

ہونیکی دیتا ہی اور بندہ نہ دیکھا آسمان عرش و فرش و کرسی پر اللہ کو ڈھونڈنے جاتا ہی کہ جو خارج از
امکان بندہ ہی یار نے نصایح علما سنا حیرت مین اگیا محروم رہا اور جو سمجھا وہ جاتا یعنے سنتی مین کہ اللہ کو ہاتھہ
نہین دیتا کا نہین سنتا انکھین دیکھتا اپنی حیرت مین الا کہ یہہ عجز ممکن کیسا ہوگا سمجھہ اسمین سے وہمی کی آدمی
کو سمجھنا چاہئے ہاتھہ انکھہ وغیرہ اعضا ہین اور چند اعضا سے جسم محدود مرکب ہوا ازانجملہ جو اعضا جسم سے جاوے
او جسم پر اسیقدر ناقص ہو گئی اور اعضا معہ جسم حادث اور ذات انکی قدیم ہی وہ حادثات اور نقص سے
پاک ہی لہذا ذات کو جسم نہین وجہان جسم نہ ہو اعضا نہین سب جسنے کہا کہ مین اللہ کو جسم سی دیکھا وہ کافر
یا دیکھتا ہون کہے وہ کافر ہوا اور جسم وہ ہے جسکو لنبان چوڑان وگان ہو اور ذات ان سب سے بری ہی اور پہچان اوسکی
کلشی محیط مین ہے ذات کے اندر جملہ صفات ہین وہ انکھہ جو صرف صفات دیکھتی ہی جب ذات مین صفات
کو دیکھی گے تب اوسی پہچان معبود ہوگی اوسوقت ذات کو صفاتمین اور صفات کو ذات مین پائیگا
جیسا کسینے کہا ہی بیت خود نوشتم خود بہ بدہم خود نہ بوہم در نوشت ہمہ سر نوشتی سر نوشتم سر نوشتی سر نوشت
اور یہہ تحقیق اسیوقت کام دیگی جب یہہ خود اپنا تین منتخب اور مشخص کریگا شعر اپنی کبھی تلاش نہ کی جو کہ
یہہ ہو ہی ہمہ برسون رہی خراب تلاش خدا مین ہم ہمہ جب کوئی دکامل تلاش اپنی کریگا تب یہہ
دیکھیگا کہ رباعی عابد ہین ہم صفات مین معبود تھین ہمہ کیا شک ہی بعد مرگ ہمارے بجا تمین ہم
اپنی جو لب تہو ہی مردہ زندہ ہو ل ہمہ اعجاز ہی لیو نمین کرامت ہی ہاتمین ہمہ ہم ہی ہوتے خدا تما لیکن ہم
یہان کوئی خود نما نہین ملتا ہمہ بتلا وینگا خدا کا پتہ کیا کسیکو مین ہمہ معلوم اجتک مجھی میرا پتہ نہین ہم
سچ تو یہہ ہی کہ کوئی ڈہونڈیگا کیا اور پائیگا کیا جب اپنی تلاش پر رجوع لائیگا وجود پائیگا کہ جسکے
اسماہت مین اگر من عرف میں چلیگا تو امارہ لوامہ دیکھی گا پہچان نفس نہ ہوگی جو جس فعل
مین اوسکو نظر ائیگا اوسی قسم کے نام سے موسوم کرتا چلا جائیگا نفس کو پہلی دیکھا اور نہ
اب جو دیکھہ پہچان جائیگا غرض جبتک ہادی عینک دید باطنی نہ دیگا کر سمجھائیگا اس دیکھنے والے کو

خاک مین نہ ملائیگا کچھہ بہی سمجھہ مین نہ آئیگا جب مرشد بتائیگا تب جمال باطنی پائیگا اور ہر نام حقی ہو سوم ہے
اوسکی شناخت ہوگی تلاش بند کیا قطرہ ملا یہہ کہسکتا ہے تو دریا قطرہ بنا ہی حجابات جملہ قطرات کی سمجھے
قرار پاچکے تو ہر انسانکو اسکا پاس ہوا اور یہہ تو نہ ہو کہ اونسی آپہین اعلی و افضل جانی اور دوسرےکو حقیر دیکھے
نقل ہے حضرت کریمکی اکثر حضرت عالی بایزید بسطامی سلطان العارفین راستے جاتی تہے سامنے کتا آکر
کہڑا ہو گیا حضرت بہ اعزاز دی راستہ جانیکا دے دیا جو ہمراہ تہے متحیر ہوے تو حضرت فرمائی کہ کتہ نے ایک
سوال نازک کیا آپہین باعزاز جانیکو راستہ دیا مرید اور زیادہ متحیر ہوے کہ آدمی اشرف المخلوق اور حضرت
سلطان العارفین کتہ کہ نجس العین اوسکی کیا مجال جو سوال کرے حضرت فرمائے کہ کتہ مجہسے سوال
کیا کہ بعالم ارواح بحکم کن جسطرح دونو پیدا ہوے ہین آپکی روح نے وہ کونسا کام اچہا کیا تہا کہ جسکے
سبب اشرف المخلوق پر سلطان العارفین کیخدمت سے سرفرازی ہوئی اور میری روح کونسی خطا ہوئی کہ جسکے
سبب نجس العین کا جامہ پہنا کر یہان روانہ کیا گیا تہا لہذا مین اوسی بتوقیر راستہ جانیکا دیا ہے
آدمی کو لازم ہی کہ یہان ذرا سوچ اور سمجھہ کر گذرے یہہ قطرہ وجود انسانی اپنے آپہنا ہونے کے مقابلہ مین
اپنے تئین دیکھہ نتائج کو سمجھے دیکھو قطرات بارش کہ نزول سماوی کیسے فضیلت اور بزرگی ہوتی ہے
یہہ فیض رسان عالم ہین یا یہہ اونکی لیاقت دیکھو کہ یہہ بزرگونی ہو خاک آپہین خاک کو اپنی بزرگی دیکر
تر جانتے ہین بلکہ جو اونسی فیض پاتے ہین اونکی پہر بزرگون آتے ہین۔ ذرا سنو یہہ کیسے کہتا ہون
آدمی ہے قطرہ ہے اور کسقدر دعوی سربلندی اپنے ہمسرونکو اپنے سے کمتر اور خود کو بہتر
جانتا ہے مجبوراً ایک سے بزرگی کیا تو ہزار کی تحقیر اور قبلہ کو قبلہ خاکی کہتے ہین اصل سمجھو
خاک ہو اور یہہ اپنی ہی اصل کو اپنی سے کمتر اور اپنی تئین اچہا سمجہتا ہی اور بزرگی خاک دیکھو قطرات
بارش خاکی ضعیف مگر بزرگی خاک کس درجہ کرتے ہین کہ بزرگون آسمانسے یہہ خاک پر آتے
ہین اور آتے ہی خاک نشینی اختیار کرتے ہین اور یہہ قبلہ بوقت نماز تعمیل حکم خدا سجدہ

بسوی خاک لاتا ہے غرض کہ خاک نشینی سے ننگ و عار ہی نہین بلکہ استغفار اور پر نظر کسی کا اپنا افتخار جانتا ہے
دیکھو نتایج او حالت قطرات بارش کہ مجبور ایسی جہانگیری مقتدر و مجاز عکس نحسین بدرجہ اول خاک نشینی اختیار
کیئے ہوے نام قطرہ معدوم ہوا یا دوسرا نتیجہ ہوا کہ انہون نے خاک مین اپنے تئین ملا و مٹا دیا انہین وجہ سے
خاک نشینی و منکسری اختیار کی تب ادنی مخلوق فیضیاب ہوئی یا پیشتر دوسرے بدولت خاک نشینی انمین اتفاق ہوا اور
جدائی نفاق و فتح ہوی اور اتفاق بہی کیسا ہوا کہ صلح کل کا درجہ پایا بھلا ایسی کہو کہ یہہ خاک نشینی کے بعد ہوا
یا پہلے یا یہہ کہو کہ بعد خاک نشینی انمین خلاف و مغایرت کے اثر نے ظہور رلا یا سوم یہہ بقطرہ ہی کہ جہانگیر
تہہنا کسکا جنبش مجال خاک نشینی کا نہین تو یہہ کسکا اثر کہ توانائی و طاقت ای قطرہ کہی جاتی ہی دریا ورد
تالاب کے نظم سے سوم ہوا کہ اور کس ور شوری کشتو کو توڑتے پہاڑ کو ڈبونے زمین کہود رختونکو اکھیڑ
جو رودبار ادسی بہالے چلے جاتی ہین اور کوئی مقابلہ نہین لاتا یا رو یہہ ہی قطرہ ہین کہ خلق اللہ انہین انکی
ہا کہتی تب باتفاق ہوا لہذا خلق اللہ انکی استقبال و پیشوائی کو جاتی ہی ہے تو کہو کہ یہہ مدارج استحال ہین
نفاق سے یا اتفاق سے اور اتفاق خاک نشینی کے پہلی ہوا یا بعد اور بتائی مجبوری معذوری یہہ یا بت
ہوی اتفاق سے ہی یا کیسی دوسری جیسی شعر سیماب خاک ہوی نفس کو طلا کرے ہے یہہ دل جو خاک ہو تو
خدا بنا لیا کرے ہے ہم دانہ کی خاک نشینی سے ہوی نشو نما ہو خاکسار بیکا نہین تو یہہ ثمر کسکا ہے جو آدمی غذا
مدارج نیا حاصل ہو دوسرا نہی سے کم مدارج والونکو بنظر حقارت دیکھے انمین افضل و اعلی سمجھتا ہی وہ نہین سمجھتا کہ
مساوی اللہ ہیچ ہم ہین عز و افتخار کرنے مین کم نہین کچھ نہین اگر یہہ قطرہ وجود انسانی ہدایتونکو بعو
اور بھی تو البتہ ادہ معلوم ہو کہ تمام جماعت پیدا ہو سر بخاک ہو ہدرج کو جا پہنچتا ہے کیا او ہنر او دوسرے ہلکی کہ
باتفاق و خلوص طرف معبود رجوع لاوین تا انمین بہی آثار پیدا ہوجاوین کہ حاشیہ خیال مین بہی نلاوین
سمجھو کہ ابر دریا پانی لاتا ہے اور قطرہ قطرہ برستا ہے اور و باہم متفق ہو کل شی یرجع الی اصلہ دریا مین ملنے جاتے
ہین اگر یہہ قطرہ وجود انسانی ہے اپنمین خاک مین ملا دے تو اتفاق ہو جاے پہر خدا ہی جانے کیا اسکا اتفاق کیا نتایج

ظہور مین لائے جو سیماب خاک ہووے تو مس کو طلا کرے جو یہہ دل جو خاک ہووے تو خدا جانے کیا کرے
یہہ خاکساری قبول کریگا تو کیا باتفاق کل جا بیگا اور پہر کوئی اوسکو ڈہونڈہ نہ پائیگا غرض کہ عمل خاکساری
کے برابر کوئی عمل سریع التاثیر نہین جو کرین ہمیشہ خاکساری کی فکر جو اگر چاہی کیمیا اکسیر معرفت کی تلاش
و تجسس تا دوست اللہ تعالی کو پہچان پاوے اور پہچانتا ہی جب مرشد راستہ بتا دیگا تا در کریم سے غرض سمجہا
صفاتی مین پائیگا جیسا خاک سے انواع جواہر و فواکہ وغیرہ انواع اقسام زمین سے پیدا ہوتے ہین اس خاک کی قسم
ابواب ظہور پاتے ہین کہ جیسے حاجات خلق اللہ بر آتی ہین ذات باری اکبر و اعظم مگر خاکساری مین
ہمیشہ عاجزی نچہوڑے فیض یہہ شئ ہے نہین خدا کے پاس جو خاکساری مین یہہ تو اور اوراث
ہوتے ہین جب تک تخم خاک نشین نہین ہوتا پہولتا پہلتا نہین دیکہو بعد خاک نشینی بہت سے ہو دانہ کیا سرسبز
پاتا ہی کہ منتج پہنچاتا ہے اور اوسکی فیض عام سے مخلوق مستفید ہوتی ہے علی ہذا جیسا انسان بہی خاک نشینی اختیار کریگا
بہی نشو نما لائیگا اور گل و اثمار سے باور ہوگا خلق اللہ منتفع ہوگی اور بزمرہ خیر الناس ہوگا جسکی اپنی نشو
نما پہولنا پہلنا منظور ہو بقید حیات خاک نشینی اختیار کرے ور الدنیا مزرعة الاخرة زراعت کرنے کے
موسم اوسکے کشتکار رکہا ہے اور تخم مین لیاقت نشو نما کی ہے جب موسم کشتکاری نکل جائیگا اور تخم بہی قابلیت
جاتی رہیگی دوست احباب اوسی ہو ندمین کرینگے خاک کا دہر نا دینگی اور یہہ بوجہ عدم لیاقتی و کار
نشو نما سی محروم رہیگا یار جیسا تا حیات در بدر وار ہتا ہی اور بعد مرگ بند اسطرح وقت زراعت
کو بہی سمجہے یہہ جتنی جیکا انتقال ہے اسمین واصلین کا وصال ہے طاعت بندگی خیرات کو لوگ زراعت کہتی
ہین اور ہمارے نزدیک طاعت بندگی تعمیل حکم اور خیرات در دنیا ستر در اخرت اخل تجارت ہی
نہ شامل زراعت تا وقتیکہ تخم خاک مین نہ ملے گا زراعت نہ ہوگی آدمی خاکساری مین عز و وقار زوال
جاتا ہے اور یہہ نہین دیکہتا کہ چلتے پہرتے بیٹہتے اوٹہتے جیتے مرتے خاک سے اتصال و وصال ہے بلکہ خود تبلہ خاکی
ہونا قبول کرکے خاکسی غار و تنگ خاک سے بنا خاک پر رہنا آرام و اسایش بدولت خاک میسر ہوی :

بنا لینے نبیس ہمراہ خاک ہی اور پس از مرگ خاک ہی بنجانا اس سے خاکسی عار یہہ طریقہ ناہنجار نہین ہے
پس ان ناخلف کے اطوار حضرت آدم کو معلوم تہے کیا مگر نہین سمجھے کہ خاک کا پتلا بنا اور خاک سے پیدا ہوئے
یہہ پتلہ خاکی کے ناخلفی کا باعث ہے کہ اپنے اصل کو فراموش کیا ہے خاک کو اپنے سے کمتر درجہ چیز قرار دیا
اور خود کو افضل و اعلیٰ جانا بران ناخلف بیٹی کو میراث پدری ملتی نہین اس لئے تو اولاد خاکی محروم ہے ماسوا
خاکسی لوگ لاعلم ہین خاکسی ہر کر کسیکو مدارج حاصل نہین ہین حالانکہ پیدایش خاکسی پتلہ آدم بنا خاکسی
اللہ جلشانہ کو بزرگی خاک کی دنیا منظور تہا لہذا نوری فرشتونسی پتلہ خاکی کو سجدہ کرایا آدمی نے اپنے اعلی
ہونیکی وجہ نہ سمجھی بلکہ اسکے لیے دنیا اسکو سر سجدہ مین خاک پر رکہنیکا حکم دیا تہا یہہ سجدہ اوسکی نجات کا ہوگا یہہ خاک ہی بزرگی کے
اسکی صحبت مین آدمی اوسکی برائی نکلجاتی ہے چنانچہ آدمی خاک نشینی لعنت ترک کرتا ہے تو اوسکی یہی ہے مگر وجہ کمال پر پہنچا
اور فضیلت اور بزرگی ترقی پذیر ہوتی ہے جب آدمی اپنے خاک مین ملا تا ہی تب تک تو خود با تحقیق ہوتا اس نے میرے
غلط اور اختلاط کو یہی غلطفہمی کو ثابت کردیا اور یہین منتظر وقت تہا تو یہ معاملہ در پیش ہوا نزاع زیورات نا
قصہ اوسکا ایک عزیز خیالی بلا دیا تہا کہ فیما بین زیورات خلاف نزاع برپا ہوا اور فریاد مجہہ تک لائی کہ ہر ایک
کہ خلق مین بزرگی اور فضیلت اور بڑاپن کسکو ہے مین کہا جملہ مخلوق پر خالق کو اور بعد پیغمبر کو مخلوق پر لیا اللہ
بعد بہت علماء فضلا کو ملک مین بادشاہ کو فوج مین سردار کو حتی کہ ہر گہر مین ایک کو بزرگی اور فضیلت ہے زیورات
کہ ہم زیورات مین کونسی زیور کو بزرگی اور فضیلت ہے۔ اور اگر ہم مین کسیکو بزرگی اور فضیلت نہین ہے تو اب
رواج مجہہ کسی ایک کو بزرگی دینے مین مشورت ہوا کہ کسی بڑا کہون اور کسی چھوٹا سو مجکو بولا کہ بہتر ہے کہ تم سب برابر
ہو جواب دی کہ نہیان ہالکی سے لگتے ہی کہ سب چھوٹا بڑا کو ایک نظر دیکہا اور ہم اپنے شمہ مین ایک کو بزرگی اور فضیلت حاصل ہے
پہنچ سمجہا مین بہت حیران ہوا کہ کسکو فضیلت دیکر بڑا بنا دون اور کسکو کمتر آخر کار سبکو فرصت کیو وقت فیصلہ کا موعود
کیا تو جدا لگا نہ ہر ایک اپنا استحقاق بزرگی اور فضیلت ملنیکا خیال کر دور جو کی تورہ نی بڑی کیساتہہ استحقاق
اپنا بتایا اوس وقت میرا حوصلہ اونکی نزاع کے فیصلہ قطعی کر دینے پر بلند ہوا اور سب زیورات کو برود طلب کرا اور انکے

دعویٰ کا بیان سنکر کہا کہ اس تکرار سے تم دست بردار ہو صلح کر لو ورنہ مجھے توڑ ڈالنا پسند آیا ہی تب سب متفق اللفظ
ہوئے مدرجون کو دیکھو کہ کوئی زیب فرق تھی کوئی زینت بازو تھی کوئی گلے کا ہار کوئی ناک کا تار کوئی خلخال دست کوئی
تھا کہین سر سے پیر تک آرزو [illegible] کہین چھپا کلی گلے سینے مین ہیکل کسی حلقہ گوش کہین [illegible] تب سب موقوف [illegible] تھا
اعلیٰ و افضل کو دیکھو مقابلہ مین ان مدرجون کے وقت توڑ ڈالنا جو سمجھا جو اسکو فضیلت اور بزرگی ہے کیا نسبت
کو ناحق مین کہا کہ صلح کل کر لو جب رافضے سمو ہی تب تو مین نے ایک بو کو توڑ کر منار کو بالحد گلا نہ [illegible]
رکہا آگ چھوڑ اب سب جل گئے جدا جدا رکھکر پوچھا کہ اب تم از سر نو اپنا اپنا دعویٰ کرو تو مین تعین ثانی تجویز کر دون تو
سب متفق اللفظ ہو کے بولے کہ دعویٰ کند منہ سے نکلتا اب دعویٰ کون کرے یہ کہا ابھی تم سب دعویٰ کرتی تھیں تمسی کون کہا
تم تو سب سکتے موجود ہو تو جواب وہی ہے ہمارے مین اسما و اشکال کے جو مغایر تھین وہ مخالفین نہیں انکو یہ دعویٰ تھا اون ہر دو کو تمنے
بیک قلم معدوم کر دیا اب ہم سب اپنے تئین الکحیل الکیا میں ہی کہ زر خالص ہین اگرچہ اسوقت بھی ہم در اصل خالص تھے
لیکن ان مغایرتون نے جو ہمارے ذاتی گو کہ ظاہر عیان تھا ایسا مخفی و مستور کر دیا کہ باوجود علم و یقین ہمکو کوئی ہمارے ذاتی
نام سے موسوم کرتا تھا اور نہ ہم تا بہ اصل خویش پہونچ سکتے تھے بلکہ انہین اسما و اشکال پر خود غلط اصل فراموش
تھے اب انکا خاموش ہین کیون اون اسما و اشکال پر نازان اور اپنی کو افضل و دوسرے کو کمتر جانتے تھے فی الواقع
یہ نزاع اون مغایرین کے تھے کہ تمنی بیک قلم قطعیہ نکال کیا تب ہمنے اپنے اصل کو جان پہچان لیا کہ ہم مین نہ سو تو جو
وہ ہی سو ہم ہین دوسرے نہین وہی جھگڑا پاک ہوا اسما و اشکال کے مغایرتونکا زوال یہہ ہر دو پردہ تھے اوٹھ گئے
اس فیصلہ کو روبرو بادشاہ کے پیش کیا اور مہر و صدلا یا کہ بیلر بہی فیصلہ ایسا ہی آپ فرما دیگے تحقیق مرشد سے مسمی [illegible]
اور مین ہے کو تو زد وحدت الوجود کے موہمین رکھ ملقین کے اگ سی [illegible] اسما و اشکال کو جلا کر دیا وہ تب [illegible]
مین مثل زیور جو اسما و اشکال کے مغایر تھین ہو گئے [illegible] تھا انکا یا جوہر ذاتی پہونچ زر خالص کو پایا ہون اس کہین
یہہ نفع اوٹھایا ان فروعات مین اصول پایا ہون جو اسما و اشکال مین ہے نحن اقرب ہے مہر [illegible]
ڈھونڈھو کہ زمین پر نہ آسمان پر ہو نہ خدا کو اسکی خدائی کے درمیان ڈھونڈھنا بھی ہو گا کسی گوشہ [illegible]

تلاش گھر مین کر وہ پناہی مکان نیوشد و تو نہار گردہ ولیکن ہے دریا مستور جسکا گردن تسلیم میری جان ہو ڈھونڈ
دلمای پیتا ہے وہ چاند صلاح ہے تم نگہین اندر اکھولو اوسیان ہو ڈھونڈو کرو تلاش غفلت مین ایکدم سر دیکہ
تم اوسکو ڈھونڈ سکو جتنا ہرزمان ڈھونڈو وہ ڈھونڈتا پھرتا ہے جسکو چارسو حاضر و ناظر ہے تیرے روبرو
کہولکر انکہین اگر دیکھیگا تو ہر حق ہے جی فی الفور دکھلا ویگا اور یا کیسی گنج عرفان ملیگا تلاش جستجو کر جستجو
ل کھے سی ہی نہ غیر از ذات حق ہر رکہے شلمین ہے حق زر نہ بندہ حق ہو اگر انسکا نام ہو نیک بد سی کہہ ہے نیک خو
جسکے گھر ہے ایک ہی و رش نہ چراغ تو ایک سورج جلوہ گر ہا سو تو خالق اکبر کی بخشش ہے ہے ناامید ہی بندہ عاگیو
کیونکہ لکھے ہی کلام آمین ہے تیری بخشش کے سند لا تقنطوا دلسی تو دشمن ہی ہین ہو تا تیر ایسی بدو کوی عیو
رکھ تعلق خاکسی آنکا کسارہ تا نہ ہو برباد تیری آبرو مت پھر و دری طمع کے مت پھرو دربدر خانہ بخانہ کوبکو
غیر کے در پر جاکر سوال ہو مانگ اپنے حق سے دلکی آرزو اعتراض یہ ہے عین الیقین کے علاقہ
وحدت کہتے ہین اور نکو اوسکی صفات سی اسطرح اقرار کہ صفات مین وہی تو اب کثرت تو انکار کثرت
و اقرار وحدت کیونکہ ہماری انست مین اے تو یہ ہے کہ خالق مخلوق بندہ معبود جب تک دو نہون دستی دین ایمان نہو
دنیا عالم اسباب بنا درست بدست کل کلام اور بغیر دو نہین ہو سکتی جواب ہم کب اسکے قابل نہین الا سمجھ کر تم
خود منکر کہ اللہ ایک کلام اللہ ایک کہتی ہو کلام اللہ ایک سیپارہ بہت سیپارہ ایک سورت بہت سورہ ایک رکوع آیت
بہت آیۃ یک لفظ بہت لفظ ایک حرف بہت حرف سی کلام اللہ بنتا ہے پھر کلام اللہ کو بہ این ہمہ وحدت کثرت ایک کہنا اور
جیسا کہ ایک ہو مین شیشہ ہو ایسی اسمین فرق نہ تا ہر کہ ایک اصول کہ یہ سب فروع ہین ناظران اصول جنکی ذات
ہین صفات دیکھتے ہین تو وہ جلوہ صفات خاص ذات کے متعلق دیکھتے ہین اور جو فروعات کو دیکھتی ہین اونکی نظر نا اصل رسا
نہین قدم ولب بہت نہ دیکھین گے تو ایک کیا نسو دیکھین گے پس ہمارہ طریق دید یہ کہ حاکم ایک حکم ایک اور ہمارا
و بندگی حکم حاکم مین سب ایک حکم صفت حاکم اوسی ایک کی ہے تو اور لت بین میان تم صفت کو ذاتی جدا دیکھتے ہو
لہذا یہ غلط فہمی اور نظر غیر پر گری ہے بنا بران تم ایک کے قائل نہین اور ہم ایک کے قائل ہین

یہہ اوسوقت سمجہہ مین اتی ہے جب دست بدست مرشد ہوتا ہی اور عین الیقین دست بدست مرشد سے
یون تصدیق ہوگی کہ کوی بغیر حکم معتقد حرکت نہین بغیر از خدا کے سمجھین ہے قدرت جو ہاتہہ اوٹھا ئے
معتقد و دیکہا کسی کا وہی دیکو دلائیے اور لب بہ بند و چشم بند و گوش بند کر مرشد نے دکہایا تب تصدیق
ہوا کہ بغیر انکہہ کان زبانکے دیکہتا سنتا بولتا ہے اور غیب مانسی سنتاب گوش ہوش کے ساتہہ
سنتے ہین جسکو یقین نہ ہوا اصرار نہین جاننے والہ کو انکار نہین

فصل نوین سپرد مرید کا داد ستد

دنیا مقام داد ستد کا ہے خیر دیے خیر لے شر کرے شر لے اسلیے صد ہا ابواب لین دین ہین مین نے
سنا کہ مرشد ہاتہہ مین ہاتہہ لیتے ہین دولت دیتے ہین مین ہی ارزوی حصول دولت مین تا بدر دولت مرشد
ایا یہہ ارشاد پایا کہ بندہ جسقدر رکہتا ہی ملک سمجہتا اور جانتا الور رکہتا ہو وہ سب دیدی تب وہ دولت ملتی ہے جسی اہل دنیا
ذلت سمجہتے ہین یعنی احسن انہ کی کنجی صبر ہے جب ادمی اسپر قابض ہو خزانہ ہاتہہ ایا اہل دنیا اپنے تئین صابر کہتے ہین لیکن صبر کیا
اور کسکو کہتے ہین سمجہتے نہین سپردست کے قول و فعل پر صبر کرنا الیسا ہے کہ طاقت مقابلہ نہین چار نا چار صبر کیا جاتا ہے وہ واخل
صبر نہین صبر وہ کہا جاییگا کہ آدمی جسسے باسانی مقابلہ کر سکتا معتقد ہوا اوسکے قول و فعل پر صبر کرے اور سمجہے کہ فاعل و متکلم
کون ہے اور مین بندہ گنہگار بندہ اتباع انتقام لینے کہان اور کسکے جاتا تب کنجی ہاتہہ آئیگی یہہ نہ سمجہا جو کچہہ رکہتا ہو وہ نکالے
اور جو حاصل کرینگے آئیندہ وہ بہی چہپی یہہ نازک مقام ہے جہان سمجہہ اوسکا تیر آیا یہہ بیچارہ تو بالکل ہے سب تیر اغلط ہے
یہہ سب صفات اور خود بندہ بلکہ مالک ہے نہ تیری تابین نہ تیرے کیا سمیع بصیر جو خبیر کو نہین جانتے یہان تک
کہ بغیر حکم اللہ ذرہ بہ قدر حرکت نہین تو ان مدعینکے دعوے سچی یا جہوٹے پس جسکا اوسکو دید یا تب دولت آخری
لینے کی امید رکہنا۔ سنا کہ آخرت مین اعمال بندہ کیے گواہی اعضا دینگے اور انصاف ہوگا دریافت کیجا دیگی
جسمو حقیقی بندہ کا نکے اعمال و افعال کی تصدیق کریگا سمجہہ مین نہ آیا کہ یہہ کیون اسکی کیا ضرورت بلکہ بغیر دریافت سے
کیونکہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے بعد علم ضرورت دریافت نہین رہتی۔ مزید بران تجربہ معتقد سابقہ

تا دعمال ہاتہہ ہو گا ثواب موجود گی میں ان ہر دو فائق کے کونسی بات باقی ہو گی جسکے دریافت ہو نیکی آخرت
کی نسبت انکار نہیں کیونکہ شرع میں تکرار نہیں اللہ عالم الغیب ہے اور بندہ انجان ہے ثانیاً بندہ جو
اپنے اعمال اچھے ہونیکا دعوی کرینگے اور وہ بندے جو گناہ ہونسی منکر ہونگے اللہ تعالیٰ ہر گواہی کو اونکا ایمان
ہونیپر دارونکی دعوے لائق سماعت ہونیکے لئے اونہیں مقصود اونکی اطمینان غرض سے ورنہ
نفع اونکا نہیں بلکہ مقبل کچہ گا اور ان منکر کے تحقیقات سے اونکے اطمینان کیجاویگی اور انصاف اونکا
کیاجاویگا اور وہ بندے جو دنیا میں جیسے اونکو دیکر بساط اونکا دعوے و انکار سے خالی ہو گا
خاص اوس عبدیت کے ساتھ خداوارث آپ ہی قبول کرینگے اور خواستگاری انصاف سے رستگاری ہوئے
اور اعمال نیک ہو گیا اونکے دعوے سے آپ ہی علیحدہ کریں معروضہ کہ بندہ کو اپنے مالک کے رو برو
پیشدار ہے انکار اور یہہ کیسطرحکا دعوے تو مالک و مختار تیری مرضی جو ہو اوسی پر رضا کہ مرضی ہو
اور بعد و تعجب یہہ مدعی منکر دعوے نکرینگے اور سب ہم اپنے خطادار کیلئے مقبل ہونیکی انکے لئے گواہی
ضرورت نہ ہو گی اور وہ معتمد واسطے ترینگی کہ انکے اعضای جسمی جسم ہیں اور جسم جانمین اور جان جو
ہیں اور روح امر میں اور امر آمر میں سلب ہیں اور جسم کل شئے محیط میں جذب باقی رہا کیا جو گواہی دیگا
اور خوف دہیں کیلئے سزاوار ہے جو مایہ بساط میں کچہ رکہتے ہوں بیان کیسا مخالی اور خود محیط
میں سلب ہو کر جاینگے تو کیا اوسکا اقرار کیا چون و چرا جو حکم ہو گا اوسپر رضا ظاہر کرینگے تب بعلم معبود جو
نیک اعمال قرار پاینگے اوسکے مقابلہ میں بری اعمال رہینگی دونو تولے جاینگے تین فریق ایک گروہ
جنکی نیکی کے پلے بھاری ہونگے اونکو تو جہان حکم ہو گا جاوینگی اور دو فریق بقیہ سے جنکے ہر دو پلے
برابر ہونگے کم بدی زیادہ ہو گی اونکی شفاعت کو حضرت تشریف لاوینگے کیونکہ شفاعت گنہگار کے
لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے تشفیع صالحان تہدیان دعویداران اسوقت بھی یاد آیا کہ
بعضے لوگ کہتے ہیں کہ بروز جزا اللہ تعالیٰ جب شفاعت کے حکم دیگا تب حضرت شفاعت کرینگے

اسمیں مجھے بہت تامل و تعذر ہے بفضلہ تعالیٰ وہ آج اسطرح رفع ہوئی۔ یہہ دعوےٰ اونھیں صالحون کو سزاوار
ہیں جنکو اپنے اعمال نیک پر اتکا اور ادعا ہے اونکو تنبیہ اسکی یہہ ہے کہ ہم اچھے اعمال کرتے ہیں اور بسبب اسکے
سمجھتے ہیں تو وہ جزا بلا تامل ہمارے اعمال نیک بہت کم ہونگے پھر شفاعت کی ضرورت کیا ہوگی یہ دعویٰ دوہ انکار
شفاعت ہے۔ اور عام بات ہی کہ جو خطا نکیا ہوگا اوسکی شفاعت کیا اور کس امر میں بچاویگی (اب دیکھنا چاہیے
کہ شفاعت بموضع کثیر ہے) تو وہ جو اپنے تئیں بندہ اور خطاوار جانتے اور اپنے اعمال کے نتایج سے لاعلم
اور وہ بوثیقہ رحمت للعالمین حضرت کو شفیع سمجھتے ہیں کہ دنیا میں جیسے رہنما ہی کی اخرت میں بھی شفیع
ہونگے وجہ تسمیہ رحمت للعالمین جو حضرت کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ نہیں تو کیا دوسرے یہ کہ عالم دنیا میں
ہدایت دیتا ہے اور عالم اخرت میں شفاعت وہ جواب ہے اعمالونکی آل کار پر خبر اور اوسپر دعوے باطنی یہ کہ
ہمارے اعمال نیک ہماری نجات او شفاعت کے وسیلہ و ذریعہ ہونگی۔ اب رہے گنہگاران تا شفاعت نجات
خطرناک مبتلا رہینگے اور نیک اعمال والونکا وقت انصاف خود عمل شفیع ہوگا۔ اور جنکو اپنے اعمال کے نتایج پر
لاعلمی ہے وہ ایسے خیالات سے دور رہتے اور سوتا مل رہینگے کہ ہمارے اعمال جنکو ہم اچھے جانکر کئے ہیں لایق مقبول
ہوئے یا نہیں اور بحکم الانسان مرکب مع الخطاء والنسیان ہمیشہ سہو و خطا سے مقر کہ انکار گناہ بدتر از گناہ
قرار پایا ہے اپنے تئیں اوس سے محفوظ رکھینگے اور بحکم کہ حضرت رحمت للعالمین مقرر ہا ہے ہیں امید شفاعت
میں مسرور رہینگے کیونکہ کیسے لباط میں بجز شفاعت دوسرا کوئی وسیلہ و ذریعہ نجات نہوگا۔

یار و سچ تو یہ ہے کہ شفاعت گنہگاران کیلیے مخصوص ہے نہ صالحون اور پاکون اور مومنون و منکرون کے لئے بس وہ
بندے جنکو انکار شفاعت پر جو حضرت کے ہے وہ جانیں یا اللہ اونکو جو اپنے اعمالونکے لاعلم ہیں راضی برضا کر
اور ایسا صبر و شکر عطا فرما کہ وہ اپنے اعتقاد و یقین پر ثابت رہیں طامع و حریص اگرچہ اچھا نہیں ہوتا جادہ
بشریت سے اگر یہی آئیں آئیں تو رضا خواہی رضاجوی کے سوا نہ ہو شکر ہے وہ سبب ہے مرشد نے وہ دولت عطا
فرمائی کہ جس نے مجھے مستغنی کر دیا اور مجکو ایسی محبوبی وفاداری وفا کے ساتھ عقلا و طوف تہا اور سب کو

سالک دیگر حقیقت باقی رہا اور میری مجبوری دنیاداری باقی رہی اب تو تیری منزل طے ہو جاتی ہے شناخت کام کر جاتی ہے
آخرت میں دیدار ہو اور یہاں پہچان ہو جاتی ہے۔ انسان میں شہود و عیان ہے اور تجلیات لاانتہا بندہ سے نہ حق جاتا ہے
اور ہو سکتا ہے اور نہ حد شناخت تابہ جہ کمال رسائی پا سکتے ہیں ہاں طرح شناخت تین جہان میں ختم ہو سکے ہیں
درجہ اول نظر کے ساتھ پہچان ہو۔ درجۂ ثانی مقابل و برابر کے وقت پہچانی۔ درجۂ ثالثہ بعد گذر جانے کے پہچانے
جہاں کہیں پہچانے سے غافل رہ پہچانا تو خیر ورنہ نادان رہا۔

مصباح سوم مدارج دنیا و دینیات یا آبادی

فصل اول مدارج دنیا و مناسبت

دنیا میں موجنس کا نام ہے سرا گر یا بارش مصنوعات میں عروج اکمل نزول ترکیب جسمانی ہو پایا۔ صورت جمالی
شریعت طریقت حقیقت معرفت تین مرتبہ فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ۔ مخلوق کے تین مقام جنت اعراف
دوزخ بعضے دنیا کو سرا اور بعضے گذرگاہ بعضے دنیا دو روزہ وغیرہ ہر ایک اپنے طور پر فرماتے اور میری
سمجھ میں دنیا شرک عام کہ جس پر گذر اولیا انبیا کا ہے اور اسی پر گذر مومن کافر کا ہے یہ ہے درست فاسق و فاجر
کا ہے اسی پر سے گذرتے ہیں داعی خیر و شر کا ہے اسی گذر میں دو ہنے ہیں غرض کہ اس راہ میں ایک جنم
کا ہے جو داجماع ہے اس سے روح کی نہ کوئی باہر ہے یہ کیسا مانع دنیا سے اس شارع عام کی دو شاخیں ایک کفر
دوسرا اسلام تقدیم کفر بمقابلہ تاریخ دی گئی ہے جیسے تاریخ بخیر ہو یا دعا آخرت بخیر کے کہا روز اول جیسے
پہلا دوسرا سجدہ کیا اول وہ جس میں یا دونوں نہ کیا خراب ہوا پہلا نہ کیا پچھلا کیا اسلامت رہا پچھلا ناسخ پہلا
منسوخ لہذا التقدیم بکفر دی گئی شعر کسکو چھوٹا کہوں ای فیض کہوں کسکو بڑا کہ کفر و دین ہیں میری آنکھ
میں ہمیں وہ دونوں یہاں مطلب سمجھ لینا کہ تقدیم کفر اسلئے دی گئی۔ غرضکہ یہ حکم بعد ایسا نافذ ہے کہ
تا قیام دنیا بحال اور دوسرا نافذ نہ ہوگا آدم پر سر مطلب کفر و اسلام یہ دو راستے ہیں اور ہر
ہر دو منزل پہ پہنچتے ہیں اور ریل پٹریاں دو دو ایک کا دوسرا پاسنجر را جابادی عام اور

مخصوص ڈبونکے لئے ہے اسیطرح دنیا مخصوص آدمیونکے لئے موضوع کیگئی یا یوں کہو ہے مسافر سوار ریل اور مکس کی سواری
پسنجر کا سوار جلد منزل پر پہونچتا ہی کیش بوٹ پسنجر کو طریقت کیساتھ مناسبت ہی طریقت کا پیر جو تیز پاسے جلد تر کنگ کے
ساتھ پہونچتا ہے مگر کہ ریل پر سے دیکھتے ہیں کہ ڈبے جسمیں حرکت ہوتے ہیں کہ اپنی جا سے متقدر جنبش نہیں ہے چلنا
رکنا اور رو ہی ہوقی دوڑتے تیز رستہ چلتے ہوے لوگ بری الجمین کہتے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ ڈبونمیں تو یہ قدرت
اور توانائی نہیں یہ انجن کے کرامات ہے جو ڈبونکو اسطرح چلاکر لوگونکو نادر عجوبہ تماشا دکھاتا ہے جب آدمی اسکو
ڈبہ وجود مقابل کرکے دیکھیگا تو معلوم ہوگا کہ اس وجود انسانمیں نفخت فیہ من الروحیکا انجن لگا ہوا ہے اور وہ ادہر ادہر لیے
پہرتا ہے اگر ان ہر دو کو یہ انجن لگا ہوا نہے تو یہ ہر دو بیکار محض ہیں جب آدمی اپنے گہر سے بقصد سواری ریل
نکلتا ہے تو پہلا مقام اسٹیشن ہوتا ہے اور بانتظار وقت وہاں قیام کرتا ہے وقت معینہ پر ٹکٹ لیتا ہے تب ایک مکان میں جو
مخصوص ہوتا ہے بند کیا جاتا ہی اور کچھ عرصہ تک وہاں ٹہرتا ہے یہ دوسرا مقام ہے جب وقت پہونچ گیا وہاں سے نکلکر ریل میں ادہر ادہر
اور اپنی منزل سفر طے کرتا ہے۔

جب عالم ارواح سے عالم دنیا کی سیر کو یہ آیا پہلا مقام اسکا اسٹیشن پشت پدر میں ہوا اور وہاں سے حیات کا ٹکٹ
لیکر شکم مادر جو مقام مخصوص قیام ہے بند رہا جب وقت معہود آیا پہونچا عالم دنیا میں داخل ہوکر اپنی حیات کے سفر کو طے کرنے میں مخصوص ہوا
ڈبہ ریل میں بلا لحاظ قید وبند سب جو جا آیا اور سوار ہوا کوئی مانع و مزاحم نہیں ہوا ڈبہ وجود انسانمیں بہی بلا لحاظ
خیر وشر حرص وطمع زہد وتقوی انواع واقسام کے سوار ہیں انکا بہی کوئی مانع و مزاحم نہیں۔

ڈبونمیں انجن لگا ہوا موجود رہتا ہے اگرچہ چلنے میں مقتدر لیکن چلتی نہیں جب ڈرایور منتظر تیار ہے اور ڈبہ وجود انسانی کے ڈرایور کی
وجود انسانمیں بہی لگا ہی وہ قبل ظہور کے خود ہیا ہے اور اس ڈبے کے حرکات وسکنات کا وہ رودار بنا ہے اگر اس کی خبر نہو تو جسم بے حرکت
وجود معدوم و مکان وجود کا ادا معمور حال پڑا رہے سچ کہو کیونکہ کیسی نہست و نابود ہو ریل میں ایک انجن کسی ایک ادہر جو
میں بہی ایک ہی راستہ ہے تار ماسٹر دیکھو منتظر تیار رہتا ہے اور خبر ہوتے ہی کہ کسی چیز برابر ہو جاتا ہے وجود کے
اسٹیشن کا کوئی تار ماسٹر حضور دیکھا یا ہو دعا خلاف حال ہے یہ کیسی مکمل ہے جب منتظر ہاتھ جوڑ و درکار تار ہو یکتا بشا ہیں

جنے ہر عیب سے پاک ... کا امتحان ... اور نفس ... کی تمام ... حاصل کیا گیا ... ہو گی ... کمال کی صورت کی [illegible]

تو کیا ... نفس ... حال ... ایک مقام ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مجھے اس طرح کے خطوط ... نمونہ ... جنکے حاصل ہو ۔

فصل دوسری رقعہ مرشد کی خدمت میں گذرانا اور سیر بحر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کجا می آید گفتا از عدم رسیدیم گفتم کجا ... گفت ... رسیدیم ... کجا خواہیم رفت ... [illegible]

ماند گفتا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

پیدا شد گفتم ... [illegible] ... باید این گفت و رفت ۔

ہدایت جواب رقعہ ہذا ... خویش روند بخویش رسند بخویش بیاسایند ۔

فصل تیسری بیان میں بخویش روند کے

خویش بمعنی اپنے کیا کہ خود دیسے جانا - اپنی سے خودیکو مٹانا خودی کیا اور یہہ کیونکر جاتی ہی پہلی سمجھنا کہ بغیر حکم
اللہ ذرہ حرکت نہین کرتا تو اپنے تئین فاعل ہر امر کا سمجھنا خودی ہے مزید بران سمیع بصیر قدیر رحیم بہت صفات ہین اسکو سمجھے کہ
بندہ کو نہ عطا کوئی ملک نہین پس آدمی جو جیسے اپنی طرف منسوب کرتا ہی یہہ خودی ہے اوسی جدا کرے سوال - بغیر حکم اللہ ذرہ حرکت
نہین کرتا یہہ تقلیداً قبول کیا جاتا ہے نہ تصدیقاً اسکی تصدیق کرو - جواب - حضرت نے قل الروح من امر ربی فرمایا ہے اور بغیر روح
جسم مجاز حرکت نہین تصدیق کر لو شعر کر کند مدت رسد ز خلق مرنج - کہ راحت رسد ز خلق نہ رنج - کا ہی مطلقاً
سمجھہ تو جسنے اطلاق عبد جسم پر اور حکم رب روح پر کیا اس مخمصہ سی پاک داخل بخویش وند ہوا - تعلقات خود ویشتر سمجھ
ابواب خارج نہین کہ اللہ تعالی بندہ کو خاص اپنے لئے بنایا ہی اور بندہ جو اور جسقدر کرتا ہی اپنی واسطی نہ اللہ واسطے
حتی کہ روزہ حج وزکوۃ وغیرہ احکام خدا و رسول بجا لاتا ہے جب یہہ سمجھا کہ یہہ کام ہین دوزخ سے بچنے یا بہشت یا عوض حور وغیرہ
غلمان آخرت مین ملنے کیلئے کیا تو اب بولو کہ یہہ کام خدا واسطے کیگئے یا اپنے واسطے جب یہہ کام خود اپنے واسطے کیا
تو یہہ خودی ہے غرض کہ جو کام خدا واسطے کرینگی ہین بندہ وہ اپنے واسطے کرتا ہی آدمی ایسی اپنے تئین جدا کر کیا معنی کہ
اللہ بندہ کو خاص اپنے واسطے بنایا جانا فرمایا اور بندہ خود مین اپنے لئے اپنا بنایا جانا ایسا قایم کرے پس اسی سے
نکلتا بخویش روندہ ہے لسانی بندونکی غلط فہمی کہ جو احکام خدا و رسول ہین اگر ہم برابر کرینگی تو آخر تئین
اسکے معاوضہ لینگی دینا نمونہ آخرت اور مجازی اثر ہے حقیقی کے ہی لہذا یہہ مثال مجازی ہی حکام مجاز
جیسے شام پنچم توابعین کو آداب سلام کا حکم دیا اور وہ بجا لائے تو فرمائی کہ یہہ ذخیرہ صلہ انعام پانیکا ہوتا یا نہ
ہین یون مرضی مالک جدا وہ مختار ہی جو چاہی دے - دوسرے حاکم نے خزانہ سے روپیہ محتاجوں اور غریبوں کو تقسیم
اور حسب الحکم توابعین اوسکو انجام دیکر کیا اوسکے معاوضہ طلبی کا کوئی وثیقہ حاصل ہوا انکے سر - حاکم یہہ حکم دے
کہ فلان جا و مقام پر توابعین حاضر ہون اور وہ اسکی بجا اوری مین مقصر نہ ہوئی تو اوسکا بدلا طلب
کوئی حق پیدا ہوا - مناسبت حقیقی اللہ تعالی نماز روزہ حج زکوۃ کا حکم دیا ہے اور خزانہ قدیم سے قدرت غنی
بدولت وغیرہ عطا کیا اور بندہ نے بوسیلہ اسکے وہ احکام بجا لایا تو اب بندون کو یہہ دعوی لایق نہ

ہے کہ اللہ تعالی اسکے بدلے مین بروز آخرت معاوضہ عطا کریگا میرے خیال مین یہہ سبب خود ہی بلکہ اصل حصر
ان ابواب سے اپنے تئین نکالنا داخل بخویش وندہی یہہ خودی تا بکار ہا خدا پہونچی ہی اعتراض جب آدمی
غیر مقتدر ہے پس جو امر حسب خواہ ظہور لایا فرحت اندرونی حالت کو شاد کرتی ہے اور اسیطرح خلاف حالت یا طبع کو
رنجیدہ کر دیتی ہے گو بسط ہر دو حالت کو ظاہر نہ ہونے دیا تو مگر اثر مؤثر ہوا اس خودیکا ازالہ کیونکر ہو سکیگا
جواب — پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ مقتدر نہین اور عدم اقتدار کے حالتمین ایسے حالت کا ظہور ہو تو
سمجھنا چاہئے کہ یہہ سب کسی غالب و زبردست کا کام ہے الہام و بدعہدی ظاہر فاعل پر آتی ہے تو دعا کرنا کہ یا اللہ ہم
اسکا راضی کرنا میرے اقتدار سے خارج ہے تو اسکو راضی کر دے تا مین بدعہدی اور بدنامی سے بچ جاؤن اور یہ اصل بخودی نہین ہے
پس جو کوئی ہدایت ہادی پر عمل ہوگا اوسپر یہہ مؤثر نہ ہوگا کیونکہ حالت اندرونی کا خواص معصومیت کا
ہے نیک و بد کا اوسے کچہ لحاظ نہین لیکن جب معصوم تعلیم دیا جاتا ہے تو اپنی عادات کی خلاف عادی ہو جاتا ہے
پس عمل ہادی پر تعلیم کیجاویگی تو عرصہ چند روز مین یہہ بہی عادی ہوگا تو فرحت آنی جاویگی اور رنج
بجائے تلون استقلال ہو جاویگا اور یاد رہے کہ جب عمل پیرا ز تجربہ ہوتا ہے اوسمین تغیر نہین آتا میان
حسب خواہ ہو یا خلاف ہر دو کا ظہور بمرضی مالک یقینا سمجہا گیا ہے جو کوئی اس سے اپنے تئین علحدہ کہنا چاہے
مرضی پر شاکر ہو جاے اللہ تعالی بندہ کو خاص اپنے لئے پیدا کیا ہے مجازی نسبت کہ بندگان خاص جو ہر دم ہر وقت
سرکار رہتے ہین سوائے عام کے نزدیک یہہ کم مایہ معزز ہوتے ہین اور انکا تقرب انکا باعث قرب سرکار
ہوتا ہے ایک موضع کے حدود کے اندر آبادی اور باغات نظر سے گذری ور دریافت پر آبادی کو نام موضع سے
اور باغ کو نام باغ شاہی نسبت کی یہہ خصوصیت دریافت کیا کہ اگر موضع و باغ شاہ کے ہین تو ایک بنا
مرید شاہ کیون ہوا اور دوسرا کیون نہین تو خبردار جواب دی کہ ملک شاہ دو قسم پر ہے ایک عام
دوسرے خاص ہم جو بصرف خاص ہے بنام دو شاہ ملقب اور ملک عام مین تمامی ملک بملازمان
تمام سیج نامزد ہے عام اور یہنا ملازمان باغ شاہی باغ سے جدا لی بنا کر بہ بر وفا کت کہ کار خدمت اوسکا ہے

لیجاتی ہین صلہ انجام پاتے ہین یہہ حقوق کہانسے پیدا ہوجاتی ہین جو مقررہ سے زیادہ پاتے ہین جواب خوشنودی
مالک ہے جو بندہ ملک مالک مین امانت و دیانت کو کام فرماتا ہے ہین تب بنحو لطف مالکان یہہ خصوصیت پیدا ہوتی ہے
دوسرے تابعین جو بمقابلہ خوشنودی آقا اپنے لذایذ سے دست بردار ہو بلکہ مالک سے اپنے تئین محروم رکہنا مقدم
اور فرض منصبی بلکہ وہ حق اپنا جانتے ہین یہہ ابواب باعث خوشنودی آقا ہین ایسی بندہ بمنزلہ خاص شمار کیے جاتے ہین
لہذا مین بہی اپنی تئین ایسا ہی بندہ بنانی چاہا اور شجرہ وجود کی کشتی بناتی کی جان تدبیر قدرت سمیع کی عنایت جسکی بقا ہے اور
جس قدر ہے خیر و نیک مانگنا موجود نہین اپنی دعوی کو اوپر سے اوٹہا مالک کے روبرو نذر گذرانا داخل بخشش رفتہ ہوا ہی
منزل بخشش رسیدہ ہوا ہون اور الاعمال بنیہ پر قایم کبہی غفور رحیم سے عفو تقصیر اور کبہی جبار قہار کا خیال کبہی شفقت عنایت
پر امیدوار کبہی اعمال نیک پر نازان کبہی بدی سے ترسان گاہ ہر دو سے جدا کہ جنت ملتی ہے کہ نہین ذات لا پروا
ادنی ترین بندہ پر توجہ کرے نکرے ۔ مرضی مولی سے لا یعلم لا تقنطو فراموش کر یہہ وقت جو اس بات کا بلبل بہی معطل
رہے سے ڈر ہادی فضل کون دیکہو بہو لیجاتی ہین ادہر سے خیرہ و شرہ من اللہ تعالی بہی فرماتے ہین یہہ جملہ ابدا کا جدا
دوسری لہذا سب سے جدا مرضی معبود پر رضا اور ماسبقی کو خطرات جان اور سمجہ کر یہہ سمجہا کہ نیت مین خطرہ جو ہے لہین
پتہرا اپنی تئین دور کیا شعر اگر بخشی زہی قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا ✱ سر تسلیم خم ہے مزاج یار مین آیی
یار بخشش گہنہ گاران منظور نہ ہوتی شفیع نہ ہوتا جب شفیع پیدا ہوا تو توقع بخشی جانیکا ہی ہوا بال بال پر گہنہ گاری
بعجز و انکساری جو ساتہہ لیجاوینگے اور دلیری و جرأت بخیر ہو یا شرمندہ بڑہانیگے نا امیدی کفر سمجہ پاس اوینگی اگر
عتاب سے ڈرے تو مرضی کے مقابلہ کیا نفع اوٹہا دینگی اسیطرح بخشش رو زمین داخل ہوجاوینگی سوال پر
اسکے حرمت آئی بڑی تلاش مین تا یہ مطلب سائی پا کہ سایل اپنی خواہش پر سوال کرتا ہی اور اگر منہ والا کی مرضی
موافق نہ ہو تو خلاف ہوا اور اسنے مخالفت پیدا کی مین سمجہا کہ میرا مولی اپنی مرضی کے موافق جو کچہ منظور تہا تحریر
اور وثیقہ تقدیر ساتہہ کر دیا اور اس سے مجہے آگاہ نہ کیا اس حالت لاعلمی پر اپنے اظہار خواہش سے ڈرتا ہو
کہ خلاف مرضی نہو لہذا کل امور مرضی پر چہوڑ یون داخل بخشش مند ہوا ہون اور منزل بخشش رسیدہ کا

قصد کیا ہون ہادی بخیر و عافیت پہونچاوے ۔

فصل چوتھی بخویش رسند و بخویش نیایند کے بیان مین

بخویش رسند یہان خویش بمعنے قرابت دار اور قرب سے قرار دیا اور قرب کے معنے نزدیک اور
نزدیک بتوفیق حق و اقرب معبود لہذا بحکم ہادی یہہ اپنے قرب کو پہونچا جب آدمی اپنے کو پہونچیگا تب جو
نزدیک ہوگا اوسے پہنچانیگا کہ میری نزدیک کیا ہے جب اس دید پر چشم وا ہوگی تب عبد و رب کی اور بوجہ
نظر اوسکی رسا ہوگی کہ بحکم اللہ زرہ حرکت نہین کرتا جو یہانتک پہونچا بخویش رسند کے منزل پر آیا اور
جب تک منزل بخویش روند طے نہ ہوگی منزل بخویش رسند نہ ملیگی اور جب یہان آیا مقام عبدیت سے
نکل مقام وصل پر پہونچا تب دعاے بزرگان بخویش نیایند کہ یہہ مقام فراق ہے دوسرے اپنے مین انا غرور
اور تکبر اور یہہ خواص ابلیس ہے لہذا حکم ہے کہ اپنے مین نہ آنا تیسری اپنے مین انا خودی اور
خودی مین خدا نہین ملتا لہذا منع فرمایا ہے آدمی جب تک ہدایت ہادیکو تصریح و توضیح نہ سمجھیگا خط
نہ پائیگا اور نہ مرکوز مدعای ہادی ظہور لائیگا سچ تو یہہ ہے کہ امانت کو اپنی جانتا اور سمجھنا اور کہنا
خیانت امانت کا قبل مطالبہ اوسکے تفویض مین رکہا بار گران سے سبکدوشی حاصل کرتا ہے جسکے نزدیک
بساط مین کچہ نہ ہوگا بار گیر ایسے سبکدوش ہونا جب آدمی اپنے مین اس فریق کا شریک کریگا کل شیء ہالک الا
وجہہ قایم ہوگا جب سطح حساب صاف ہوگا محاسبہ سے پاک ہوگا اعتراض موجود ہونا فنا کہنا اماتین کہنا
منتشر کر دین کہدینا بہت آسان ہے جب فنا ہوئی موجود کیسے رہے اماتین دیدی گین تو پہر موجود
کیون رہین یہہ نادر بات ہے کہ کسکو مارنا اور قدرت قدیر کی بتانا علی ہذا ہمین قبیل اور باتین
بتانا اسکو کوئی رسم سلیم قبول نہ کریگی جواب فنا کسکو کہتے ہین تعبیر اسکی بخویش روند مین موجود
ہے اگر اسپر بہی سمجہ نہ ہو تو سمجہ لیجیے کہ اللہ حاضر و ناظر و موجود ہے ظاہر و باطن وہ ہے اول و آخر وہ ہے اور محجوب
متعرض کون ہین آنا سمجہنا باقی رہا اگر اس سے انکار نہین تو یہ صفت ہی اور وہ ذات مین سلب ہے

تو یہہ جو وجود تہین فنا ہوا اب باقی رہا کیا ہم البتہ نمرود و فرعونی دعوی اسکو نہین کرینگے کہ جو کہی ہین قدیر حی کلیم و بصیر
و رازق و غفور رحیم وغیرہ ہون یا انکو اسم صفت جانے یہ ہی بحث امانت مین جب گلشنی حیلے کے اندر یہہ ہین بندہ
خود مالک ہین سبب پس مالک اپنی ملک کی اندر اپنی مایہ نہ کہی تو تمہین بتاو کہ کہان رکہی ہان یہ تماضی ملک موقوف ہی
کہ وہ اپنی ملک مین تبدل کرے اوسمین نہ بحث اعتراض - دیکہو درخت مین ڈالی و پتے اور پہول پہل سب جدا جدا ہین
لیکن خارج از اتحاد درخت نہین شرعًا تو بندہ کو مالک نہین پہر اسی مالک تم کدہر سے بنائے ہو ہان مانتو نکو دیکہنے
آنکہین چندہیا گئین تب گہبرا کے کہنی لگی کہ مین موجود حاضر و ناظر ہون اور یہہ سب میرے اور میرے قبضہ و تصرف مین ہین آنکہین
آنکہین کہولکر تو دیکہو کہ کاغذ کا صفحہ اور صفحہ مین سطر اور سطر مین حرف سب جدا جدا ہین حرف سطر مین سطر صفحہ مین
در نقطہ مین حرف جز مین اور جز کتاب مین سلب ہین یہہ سب ایک کتاب کی اندر ہین باہر نہین اور جدا جدا ہین اسسے کوئی باہر نہین [illegible]
بحث کی ضرورت نہین بدلایل بالا جو یہہ دعوی کیا گیا ساقط اور کالعدم شعر ہم نہین ہین ہم نہین ہین ہم نہین
دیکہنے کو ہم نظر آتے ہین ہم - غرضکہ سمجہدار کی سمجہ مین یہہ سب مثال ایسی فنا ہوے کہ نہ صرف خود لیے گئے بلکہ
نہ ہی اپ جو مجہی دیکہتا ہی کہتا ہی کہ وہ ہی اور تقسیمیہ سکا خود متفکر ہین نہین ہلتوہ ہی شعر کارخانہ ہستی اس دنیا کا
سب پایا غلط - دل لگانا یان تو سچا اور سرتاپا غلط - اسپر کوئی غلط کہی تو اوسکی فہم بلکہ یہہ ہم ہندو ہی
بملک مالک ہو جو اس سرا پتے مین جدا سمجہی وہ مشرک خدا سمجہی منکر تقدیر منکر حکم خدا اور جسکا ظاہر ایک باطن ایک وہ منیث
باطن غرضکہ اسمین مداخلت کرنا خیال نادانی بہت سمجہ کر قدم رکہنا اور لوٹہا تا ہی اور سمجہکر [illegible]
کا کام نہین جب کوئی قسم کام مین انکی لیاقت نہین رکہتے لوگ اوسکو منسوب بہ بربادی و نکما کرتے ہین اوسکو جاہل نکما
بلجا نا ہی کہتے ہین وہ ہی از کار رفتہ ہی پس آدمی جب خاکساری اختیار کیا خاک مین ملا فنا ہوا اپنی یہہ عام بات
ہی کہ جو جیسا ہوتا ہے ویسا دیکہتا ہی جبتک چشم باطن پہ پردہ ہی تب تک وہ اصلی حقیقت کو دیکہہ نہین سکتے بعد انتقال تو خاک ہے
ہی اور کسی حس و حرکت کا مقتدر نہین یہہ عدم اقتدار کی نشانات ہی اسکو پتلہ خاک کہتے ہین اور پتلہ وہ ہی کہ جا
جو حس و حرکت نہین کرسکتا ہی البتہ پتلیونکو تماشہ مین حس و حرکت کرتے دیکہتے ہین وہ حرکت کا باعث کوئی

اور ہے اور اسیطرح یہہ پتلہ آدم اسکے بہی حس وحرکت کا باعث کوئی اور رہے ۔

فصل پانچوین تمیز دوست و دشمن

اب دوست دشمن کی تمیز کرنا چاہیئے جسے تمیز کے ساتھہ دوست دوسین دشمن کو انتخاب کیا ہو دوست وہی جو ہمدرد ہو اور خواہان خوشنودی ہو اور دشمن وہ جو بظاہر مخالف ہو اول درجہ کے دوست والدین اولاد برادران وغیرہ ہین ور حالت موجودہ یہہ بہی کہ والدین بچون کی خوشنودی کے ہمیشہ مانع ومزاحم اور ہمیشہ اونسے اپنی خوشنودیکا کام عمل مین آنا چاہتے ہین اور وہ اولاد کی خوشنودیکے خلاف ہوتے ہین حتی کہ نوبت تا بہ جبر وزد وضرب پہونچتی ہی تو اب خوشنودیکے ساتہہ دشمنی بہی پیدا ہوئی ناخلف بظاہر الدین یا دیگر بزرگون کی مخالف فرمان ہوتے ہین اور پسران بحیثیت تشریف کی خیال لا کہ والدین ضعیف چاروناچار ہمارا بہم محتاج بعد ہمارے ہمہ فاتحہ درود کے محتاج اور ہم مالک مختار یہہ مخالفت درپیدہ دوستو نمین ایسی ہی نادر بات جو خود یہہ ایام فرزندی ایسے تہے اور جب یہہ خود مدارج پدری پہ پہونچتے ہین اولاد بہی وہی سلوک کرتی ہین جو انکی ساتہہ ہوئی پر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند کو کام نہین فرماتے دیکہو بعالم مجاز یہ کیسی بات ہے اور کتنی بہدی خطاب بعالم حقیقی بہی دیکہنا چاہئے کہ معبود حقیقی نے بعطائے نعمات گوناگون بندہ کو پیدا و پرورش کیا اور اوسکی انتفاع کیلئے اپنی نشانیان جو امانتاً دیا ہے اوسیکو اپنی ملک ہونا کہتا ہے یہہ کیسی خطا ہی قرباً ظاہر کی تو یہہ خلاف باطنی بیان کیا ہو ذرا اقرباً باطنی خلاف ظاہری ملاحظہ فرما کہ اعضا جسمی اسکے آخرت مین اسیکو ضرر اوسکے لئے گواہ بنکی یہان جملہ لیا قین ختم شعاع لیگی کیا یہہ تجکو مددگاران دنیا سے ۔ امید یا دوری انسے تیہہ بہار کہنا نہ ہو اون سے دوست بری دشمن یہہ دولت ہی جسکو ہر بشر اپنی بری وقت کام انیکے توقع سے از حد دوست رکہتا ہی اور اس مرغوبہ جانکی دولت تہا کہ جسنی اوسی دیکہا نہ صرف اوسکو قدر انیکے فکر کیا بلکہ دانندہ دوست کو جان اور ملک عدم کا رستہ بنا اوسیکو اپنی قبض وتصرف مین لانیکی فکر کیا واہ واہ کیا بہاری اور عقلمند کی دوستی پیدا کی کہ جسکے بدولت توقع اسایش بقیہ حیات تصور کرتے تہے وہی دشمن قاطع حیات مانع زیست نظر آئے جن جانکی اسایش کیلئے یہہ سب کچہہ کیا جاتا ہی وہ جانکی بربادیکی باعث ہی کہ جسکے حاصل کرنمین جان کا دینا لینا اٹہا رہے اسے ہو باعث

که زر دارد دوست بسیار زردار و دشمن بے شمار اور راس دوست کے دشمنی سے سب انجان یون دوستی مین
دشمنی نظر نهین آتی ہے (سوال) کیون کیا سبب دل خلق اللہ مین یہه عداوت آئی (جواب) یہه ملک اللہ
غنی کی ہی امانتًا اسکو ملی براہ غضب قبضہ کر اپنی ملک بتاتا ہی یہہ بغض للہ دلونمین جمایا ہی اولاد آدم آپسمین
بہائی یہہ ملک خود بذریعہ غضب کے تصرف کرتا ہی اوسیکا بغض اور عداوت ہی دیکہو جب لوگ کسیکو فارغ البال
دیکہتے باطن دشمنی وبظاہر نہایت دوستی خاطر کی تعظیم اور توقیر سے پیش آتے ہین دولتمند بیخبر اس دشمنی سے
میری نافہمی سمجہو یا نادانی آدمی بہر حال اپنے سے کم درجہ والے کو اپنا دوست نہ سمجہی اور ہمیشہ اوسکی اپنی اذیت کا
باعث جانے اللہ تعالی آدمی کو صرف ایک شرفی عطا فرمایا ہے اوسکی وجہ سے زمانہ کو اوسکی اذیت رسانی
منظور ہوئی ہے دیکہو درندے اسکے بربادی کے درپے کہ ندا ایذا رسانی پر مستعد کہان تک انکی تفصیل
بیان کیجاے چونٹی چہوٹی ہوگی جو اوسقدر مین تمامہ اذیت رسانی کو موجود کوئی وقت کا منتظر تو کوئی
راستو نمین موقع جو یہہ سب آدمی کے مخالفت مین لگے ہوئی ہین کیا کہان دنیا ابلیس حرص وطمع کیسی لالچ کے
ساتہہ خیرخواہی مین مصروف ہین اور بباطن اونکی عداوت اور دشمنی اللہ اکبر کہتے کہ فرشتہ جل ابواب سی پاک ہین
اگر اونکو دشمنی نہ تہی تو دنیا مین آدمی کے پیدا ہونیکی پہلے جب کسی فعل کا ارتکاب ہو وترحم مین نہ آیا تہا
شکایت کرنا کیا تہا یہہ غیرہ وہ قرار ابتدا جسمی اعضا جو آخرت مین سزا دلائینگے گواہی دینی کو موجود ہوئے اب کیا
اور کیہہ اعتماد و دوستی کا ہونا نقل ہے کہ ایک امیر غریب کو خزانہ صندوق مین بند کر دیا کہ تو متمتع ہو
مگر یاد رکہہ کہ اسمین مضرتین بہی بہت ہین تو اپنے تئین اوس سی بچا اور راس خزانہ کی ہمراہ خزانہ کا
معہ کنجی اپنا خزانہ دار حسب مرضی خود اوسکو دیکر کام اپنی مرضی کے مطابق لینا غرض کہ یہہ مطیع دوست مگر
خزانہ دار اور جملہ کام تو مرضی اوسکی انصرام پاوے اور نفع وضرر حاصل کنندہ کو ہوئی تو اب مختاری
ومجبوری کے صراحت کرنا ضرور نہین حالت موجودہ سے ظاہر وبمقابلہ انکے آدمی اپنی تئین دیکہو کہ معبود
حقیقی نے اپنے خزانہ قدیم سے قدرت وبصارت وشجاعت وغیرہ عطا فرمایا اور قل الروح مین امر ربی

کا خزانہ دار اوسکے ساتھہ ایسا کر دیا کہ جملہ حرکات و سکنات پر یہہ اوسکا محتاج بلکہ دار و مدار اوسی پر
اور انکا بعد از اوسیوقت تک قایم کہ جب تک وہ ریاست وجود پر حکمران ہو جب بحکم ریخوست کیا
تو یہہ مقتدر بیخبر کار رہا اور نہ مختار شہر کا اور راز ادنی تا اعلی اسکے قابل کہ روح وجود مین نہو جسم تو وہ کچھ
کسی بد شر ہی بداین دید و دانش جسنے اونکو اپنی دوست جانا اور سمجھا اوسنے کچھ نہ جانا اور نہ کچھ
سمجھا بلکہ وہ دیوانہ کہ جو اپنی دوست ان کو جانا اور اپنے تئین آفت مین پھنسا دیا جسنے باعتقاد و
یقین و تصدیق قلب جسکی ہین اوس کے حوالہ و تفویض کر اپنے تئین اون سے بری الذمہ
کر دیا وہ دانا سیانا حقتعالی کے احکام جانا اللہ اور حکم اللہ کو پہچانا اور رجوع نہ سمجھا غلطی کیا اپنے
تئین ملزم بنایا امانت کا اقرار کیون برا ہوا اور کیون اسپر متعہد کہ جب تک نہ لی دنیا تو کہا نکا قرار ہی
انحصار مالک مختار اپنے ملک مین اپنا مال جہان چاہئے رکھے شاہان مجازی کے خزانہ ملکات مین
متعدد جا جہان وجود شاہ نہین رہتے اور توابعین موجود اور اونکا قبضہ رہتا ہے لیکن
اون قابضون کو کوئی نہ حق ملک پیدا اور نہ کوئی مالک شمار کرنا پس اگر آدمی سمجھنا چاہئے
سمجھ لے سکتا ہے کہ جب کلتی محیط سی کوئی شئی خارج نہین تو ملک مالک سی باہر نہین کیا ایسی ہی دنیا مین
سمجھدار کہاتی ہین کہ محافظین مع امین جو بملک شاہ قبضہ خزانہ پر رکہتی ہین اونہین کو مالک گنتی ہین علی ہذا معبود حقیقی
کی ملک مین خود اپنے تئین کہ کہ موجودات کا اپنے تئین مالک گنتی ہین سیہم تو سیقدر کہ جب اپنے تئین بملک مالک جانا جو حقیقہ
ہاتہہ ہو وہ کلشی بملک مالک ہی اور اس سمجھکو ہم غلط نہین جانتی لہذا برابر اقرار کرتے رہینگی بلکہ اوسکی برابر اپنی حقیقت مین وہ سہی
سمجھ پاوینگی اور جو لعا الذنکی اچھی بس ہی یہ علم نہین ایسی مجہول ابوابکا دعوی کرنا معقول نہین جانتے یہ سمجھ از فہم
کہ مالک عالم الغیب ہے اوسپر طرح یہہ دعوی کہ تو جانتا ہی اوسی پر تصفیہ فرما جاوے شاہ محمود کا جلوہ مین تہا ما بین طلب فرماوے وزیر اعظم کو
وہی تہپر مارنیکا حکم دیا وزیر رتامل مین ضرب کیا پہر اسکا غیر ممکن غرضکہ اسی حکم کے ساتھہ وہ کاسہ دوسرے
تیسرے وجب تھے وزیر وہ اکابر و اعزا کے ہاتھہ پر آیا مگر بہ تعمیل حکم شاہ کسینے اوس کو توڑا
تب بادشاہ اون سب کو خلعت و انعام دیا اور وہ کاسہ ایاز کو دیکر حکم دیا بغور

حکم ایاز کٹورہ پتھر سے مار کر ٹکڑی ٹکڑی کر دیا مجلس دنگ شاہ برہم ہو حکم دیا کہ ایاز کو خوب ماریں کہ کیوں ایسی
حرکت کیا ایاز مار کھاتا اور کہتا تہا کہ قصوروار ہوں خطا ہوئی ہر چند بزد و ضرب پوچھا گیا مگر
بجز اپنی خطاواری کے دوسرا کلمہ زبان پر نہ لایا امتحان شاہ صادق آیا خیر باد شاہ فرمایا کہ بندہ
اسکا نام اتباع و فرمانبرداری اسکا کام کہ بحکم شاہ کاسہ توڑا اور قصور اپنے ذمہ لیا عدول حکمی نہ کیا ہر بندہ
خدا کو چاہیے کہ پیش معبود اپنے ہمیشہ گنہگار و خطاوار بنا کر رکھے بار امانت سے سبکدوش رہے اعمال ان کا
بوجہ سر پر نہ اٹھاوے ضاجوی میں دنیا سے آخرت کو جلد جا خواہان انصاف جانے فضل و کرم کا امیدوار
تیجا ناخیر سے لاالعلم خطا سے مقر رہنا اعلی و افضل ہے پوچھا بندہ کس واسطے پیدا کیا گیا کوئی کہا
بندگی کو کوئی بولا درد دلکو کسینے کہا اللہ کے پہچاننے کو غرض کہ ہر ایک صاحب انواع مختلف بیان فرمائے
بہذا میں اپنے نسبت یہہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے اپنا گواہ بنا کر دنیا میں والتہ فرمایا اور میں عالم دنیا میں
پیشہ گواہی اختیار کیا ہوں اور ظاہر باطن شب و روز اشہد ان لا الہ کے ذریعہ سے شہادت اپنے
معبود کے ادا کر رہا ہوں دنیا میں ایمان اور مذہب اسی پر قرار پایا یہ تو ظاہری گواہی باقرار لسانی
گواہی دو گانہ میں پھر گواہ ہونگی لیکن باطنی گواہی دینے کا جب گواہ کو ڈہونڈا پایا تو دل سے اتفاقی دیا کیونکہ
عذر کیا کہ مجھ ضعیف سے مخالفت جماعت کو ہر کیا عجب ہے کہ جو کوئی کہے کہ یہہ اسکا ہے اور قرار پایا کی
لائق اعتبار قرار نہ پائی وہ بیان گواہ معتبر قابل تسلیم کیا جاوے اور میں لاجواب ہو دن بہت ڈہونڈہا
مجھی لائق دینے گواہی اس حال دلکی نکلا تب بصد عجز انکسار و بہزار مجبوری کہا کہ یا اللہ تو دل کی حال کا
جاننے والا ہے اب تو میرا گواہی سوا تیرے دوسرا نہیں لیس بر و یعز اشہد لعا دہ دیگا ہمیں
میرے اعمال کا دفتر تعلق دل سے رکہتا ہے جو یہہ کفر ہی حق تعالی پیدا ہے مگر قبالہ ہے
قبالہ و وثیقہ ملک لکھ بردہ یہاں ثبوت ملک کیا اب حقیقت سکا کو سوا ہے کب دوسرا کیا جا
یہہ اسکی تصدیق کا کام ہے حاکم بحکم دم نزند گر گواہ نیست حاکم کہ خود گواہ بود قطعیہ کل است

سچ اور بجا ہے کہ جس فعل کے اچھے برے کی خود ہی کو تصدیق نہین اوسکے گواہ حسب خواہ کیونکر ملسکتی
ہین پس فکر گواہ کیا ضرور رجوع جانتا ہے ادسی ایک کی گواہی بس ہے اور جو کچھہ ادسنی کہا اپنی حق مین
وہی کافی اور ادسی کا اقرار اتو ہم نہ دعوی کرتے ہین اور نہ اقرار کے سوا انکار پہر ہماری تصدیق مین
نہ یکھنے سے ہمانگر گواہ کیون درکار مالک جو بنا یا مین محال بندہ کہ حکم معبود مین کوئی تکرار لائے قائلان
اعمال و افعال سے کہے وجود کی کشتی کے ناخدا اعمال و افعال ہونگے اور مین اپنے وجود کی کشتی کو
دریائے دنیا مین توکلت علی اللہ چھوڑا ہون ۔ ناخدا سے استعانت کی مجہے حاجت نہین اپنے کشتی کا
کا حفظ اللہ نگہبان چاہیے بہتر غرض بولے یہان باتین بنا لین وہان تو منہہ پر مہر کردیجائیگی اور دیکھا حکم
خموشی کا جواب یا آپکی تائید فرمانیکا شکریہ ادا کرتا ہون پوچھنی پر بولتا ہون کہ زبردست کے
یہہ کام ہین اور نہ مجھین ہیں تے کہ جو دریافت کیوقت داد خواہ کی زبان بند کردین تا وہ لیئے
بتائے تا اور داد سنکر انصاف خاطر خواہ فرماتو آپ مجھین فرماو کہ ہم اپنے تئین قول
قبل مجبور و معذور سمجھہ کر کل بحوالہ اوسکے نکرین تو کیا کرین ہان ایسی مجبوری اپنے
قبول کرلینا شاید عقلمندی کے خلاف ہوگی ہم تو باعتقاد دلی یہہ کہتی ہین کہ تو مالک و معبود
اور مین بندہ محتاج و مجبور اب جسکو جو پسند ہو کرے ہمکو بحث نہین دنیا مین تین طریق مین اول تقلید دوم تحقیق
سوم تصدیق اہل تقلید خوش کی وقت معروضہ لاینگے کہ بزرگون نے نتائج اچھے دیکھے ہم اوس
لاعلم صرف سپرد با بندہین نتائج بزرگان دیکھے اہل تقلید اپنے نجات کا یہہ وسیلہ گرداننگے اور
مین مدبر اعمال کے نتائج کی گواہی کیلئے تصدیق بزرگونکو دنیا پسند نہین کرتا کیونکہ مین خود خطاوار
ہون حتی الامکان ہو مرے بیوہ مین سعی فرمانیکے لئے اہل تحقیق اپنے نجات ہیں اون تحقیقاتون
کے ذریعہ پایا اہل تصدیق کہ اوسنکے اعمالکو بجز اللہ تعالی کے دوسرا کوئی نہین جانتا ایام
حکومت پرستش کے روز سوا اسکے کہ عالم الغیب جانے والا کہہ دوسرا حرف زبان

پرنلا میںکے نقل ہے کہ ایک شخص سنا کہ فلان اجزا شریک کر کوڑہ بنایا جاے تو ضرب اوسکی خواہ
کیسی ہی حقیقت ہو جسم مضروف الاسن کرائیگا اور خون بہیگا چنانچہ کوڑہ ایسا ہی بنایا گیا تقلیدی
اور جب کسی جسم پر مار کی دیکہا تحقیق کا درجہ جب اوسکے ضرب اپنے جسم پر لگائی گئی تب اوسکی لذت معلوم
ہوی درجہ تصدیق ہوا اوس ضرب کے لذاید کو الف کو وہ بنا نہیں سکتا اوس سے وہ باخذ واقف
ہوتا ہی مثال دوسری آدمی راگ تماشی وغیرہ میں جو لذاید حاصل کرتا ہی جو اوس سے متلذذ ہوتا ہی مگر بیان نہیں
کرسکتا یہ حال تصدیق کا ہی اب جسکو تصدیق اشہدان لا الہ کی ہوی بہلا وہ اپنی لذت کی حالت کو کیونکر
بنا سکتا ہی تقلید یہ ہے کہ مسلمان کلمہ پڑہتے سنی ہوتین پڑہ لئے اور جو سنے احکام خدا و رسول اوسکے پابند
ہی تحقیق یہ ہے وہ انکو ہادی و رہبر نے دکہایا دیکہہ کر تحقیق کیے تصدیق ما دینی جو بنایا اونکے
لذاید سے متلذذ ہوے اور منبع این مدعیان ور طلبش بنجر اسند کانراکہ خبر شد خبرش باز نیامد
میرے سخن کو سمجہو اسمین نہیں ہے کچہہ غلط اب ہی خدا ہو یہہ دم جسکہ خودی مٹا دیا

مصباح چہارم تذکرہ متفرق

فصل اول مباحثہ تدبیر و تقدیر - کچہہ کر نہیں سکتی ہے تدبیر کی ایڑیا چلتی ہیں مدام
کے تقدیر کے آگے ۔ اللہ جلشانہ نے ہر مخلوق کے لئے ایک جسم نافذ کیا ہی جسکا تغا و بلا شک و شبہ ہوتا ہی
اوسکا نام تقدیر ہی خواص نسانی کچہہ کرتے رہنا اور نا سن شعور بعد حرکات و افعال اوس سے ظہور ہی
لائی جہل نادانی کہاتی اور بہ سبب شعور جو حرکات افعال بیرکات و صفات کو وقع متصور ہی واقع ہو
اوسکا نام تدبیر ہے غرض کہ وہ غیر موجود کے موجود ہوتی تا دفعیہ مضرت محدود یا امید کے حفظ کے
غرض سے کیجا دین تدبیر ہے اور وہ مقدرات کہ جنکی افعال کا اثر بقدر عمل ظہور لاتا ہی وہ معمولی در
تدبیر ہین جیسے بیمار ہوتے تیمار دکہا اثر مقدم مکان چہانی سے بارش ود ہو کیا بر وکی یا پی
اور کہانا کہانے لیے ہو کہ پیٹکا دفعیہ ان وہ افعال جنکی نتایج کا ظہور در پیدہ اور تدبیر کا لحوق اشتباہ جو

حصول کیلیے جو افعال کئے جاتے ہین وہ تدبیر ہے کیونکہ اکثر دیکھتے ہین کہ تدبیر کی گئی نتیجہ خلاف نکلا ایسے
موقع پر بقول قائلان تدبیر بوجہ ناکاملی تدبیر نتیجہ خلاف ہوا اور قائلان تقدیر کہتے ہین فعل بنفسہ
مقتضی تقدیر کمال و نقص نہین ہے نقص ناکاملی فاعل کا سبب ہی کہ جسنے تدبیر کو اچھا جانا کیا اور رجحانیت
ناکامیابی پھر اوسکو ناقص بتایا تقدیر حکم خدا ہی اوسکو بغیر تدبیر و معدوم سمجھی یہہ نقص تقدیر ظاہر
ہوئے تدبیر تقدیر لیاقت ظہور نہین رکھتے ہے اور ان ہر دو کے ساتھ خود اپنی ہے افعال انکو ناقص و
ناکامل کہے اور یہہ فعل ناکامل فاعل ہونیکے سبب ہوتا ہے پس جسکو سمجھ جو اپنی ہی قول و فعل پر اعتماد
نہ ہو بھلا دوسرا کوئی کب دیگر قول و فعل کا اعتبار کر سکتا ہی ظاہر نقص تدبیر و باطن ناقص تقدیر مین
اور عرفا نقص و ناکاملی اپنی مین بناسی اللہ تعالیٰ نے بندونکو ایسے خیالوسے بچائے اور یہہ مناظرہ
تدبیر و تقدیر سامعین متکلمین کے گوشہ خاطر مین ممکن دخل کرین ہوجاوے تدبیر کو شریک تقدیر نہ
جانین قول قائلان تدبیر یہا تسلی دنیا مین آدمی کو لازم ہی کہ اپنی تدبیر سے لقمہ کا استعمال
کرے قائلان تقدیر کہتی ہین تدبیر و فکر تو غیر موجود کے ہو اور موجود کے لئے حضرت فکر ہیرا اور نہ تدبیر مثلاً جب
کوئی صاحب اسباب اہتمام کرتا ہی تب دعوت دیتا ہی اور جب کہانا تیار کرکے دسترخوان چن دیتا ہی
اشخاص حاضر کو کہانیکی اجازت دیتا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ دسترخوان دنیا پر نعمات انواع و اقسام
جمع کر اپنے بندونکو کلوا واشربوا یعنی کہاؤ پیو کا حکم دیا اگر نعمتین موجود نکر ناظر در ذریعہ تدبیر
کہانے پینے کا حکم دینا انکی دعا ہوا اوسکو سزاوار ہی جسکو اپنی مقدرت ہو کہ اپنی بندونکی حاجت
روا اپنا خود کفیل ہوا اور بندہ ہونا اوسیکا لایق کہ صاحب کے عطا پر اکتفا کر اپنی تین اپنی انکا سا
نہ سمجھی بلکہ اون تدبیرون و فکر و نسے دور رہی نہ یہہ اعتقاد کہ مقرر تو کیا ہے
دیگا یا نہین تدبیر و فکر کے وسیلہ ہے اوسکا مدعا تصور کرے وہ تو مالک اور صاحب کہا جانے
کے لایق نہین کہ جو بندہ جمع کرے اور مشکل و مہمل اوسکی حاجت روا اوسیکا ہو کہیں کہ جا کرکہا

کماؤ اور بندہ میرے نے جو چند بندونکو صاحب ایسے کم پایہ ہوں وہ عقل و تدبیر سے کہائین کمائین یا جنکو اعتقاد رازق کے رزق
پہونچنیکا نہ ہوا اپنا رزق تدبیر و فکر کو بنا دین اور قایلان تقدیر کا تو یہہ اعتقاد **شعر** ضامن روزی شدہ روزی رسان از
چند بہر سعی دوم چون خسان ز بیہ اپنے مالک کو پایا اور صاحب نعمت لایزال جانتے ہین نہ کم پایہ اور نہ ایسے کم مقدرت کو کہ
جو حاجت روائی کا مقصد نہو اپنا مالک پاتے اور نہ خود اوسکے عطیات کے منکر نہ مشتبہ بلکہ صابر اور نہ مزید بران کی سیری
جو سید تدبیر جانتے ہین اور تدبیر کو ایک فعل فاصہ وجود ضمیر انسانی سے سمجھتے ہین اور اوسکو کرتے ہین نہ اس اعتقاد
سے کہ وہ رازق یا باعث کشود تقدیر ہے ہان جو انجان ہین اسکو خواہش نفسانی کہتے ہین مگر جاننے والے ہی اسکو جانتے
ہین (تدبیر) بنفسہ فعل اچھا ہے نہ اسقدر کہ جیسا قایلان تدبیر شریک تقدیر بلکہ باعث کشود و ظہور تقدیر ٹھہراتے ہین
اور مدار و مدار کل امور کا تدبیر سے مقرر کئے ہین البتہ تدبیر تسکین بخش تفکر ہے نہ باعث ظہور و کشود تقدیر۔ قایلان تدبیر
دار و مدار تدبیر سے مقرر کئے ہین ہان تدبیر کرنا تفکر کو پاس سے محفوظ کرنا ہے تدبیر فاصہ وجود انسانی ہے کہ جسکے روک
مضر ہے مثلاً پیشاب و پاخانہ یا کہانا پینا و شہوت وغیرہ فاصہ وجود ہین اسکی روک جسم کو مضر پہونچاتی ہے علی ہذا یہہ بہی
اور تدبیر کا نکرنا باعث انفعال و ندامت کار دیدہ و پچہتاوا ہے ان اسباب ون سے اوسکا کرنا جایز قرار پایا ہے۔

مقولہ قایلان تقدیر جو اشیا تدبیر سے پیدا ہوتی ہین اوسکے انتفاع کو ترک کرین اوسوقت ہم قایل ہونگے کہ وہ
اپنے اعتقاد کے پورے ہین **قایلان تقدیر کا جواب** کہ معمولی کے سوا غیر موجود کے حصول مین جو فعل کیا جاے
اور وہ بحالت شغب کہ ملے یا نملے اوسکا نام تدبیر ہے جبکہ وہ قبل تدبیر غیر موجود تھا انتفاع اوسکا متروک تہا اگر
بعد حصول اوس انتفاع کو ترک کرین غیر ممکن نہین قابل ہونیکو تو اسیقدر بس ہے تاہم (چند سال کے پیشتر) اعزا سے بلدہ
کی سواری ہاتی گہوڑے میانہ تہی۔ اور پہننے کو سوتی کپڑے مثل سیلہ وغیرہ جوتیان آبا شاہی یا دوسرے اقسام کے کہانا
دسترخوان بچھا کر کہاتے تہے مسند تکیہ لگاتے تہے مغلئی وضع کے مکانون مین رہتے تہے (مذہب نے) ابجنکے نگہبان
نکالین اونی کپڑے کوٹ پتلون وغیرہ بناے بجاے جوتیان بوٹ گرگابی پہناے بجاے مسند کوچ کرسی لگاے
عوض دسترخوان میز بچھائے بجاے ظروف مسی و چینی تمام چینی کے برتن چلاے بجاے حقہ توا چرٹ
و سگرٹ سلگاے مکانات انگریزی وضع کے بنائے تو اب یہہ فرمایئے کہ جو اپنی وضع سابقہ قایم رکہے کیون

سچ تو کہو کہ وہ اس انتفاع سے دست بردار ہین یا نہین پس ہمین تیس اگر کوئی ان انتفاعون کو ترک کیا تو کیا عجیب مکن ہے اسپر بہی قایل نہین تو دیکہہ لو کہ ہنوز پانچ اس انتفاع مین شریک ہین تو بالنسوا وہی سلسلۂ قدیم پر قایم ہین - اجی میان کیون نہین دیکہتے ہو کیا یہہ اس انتفاع سے ابتک دست بردار ہین یا نہین اب آپکو بجز اسکے جواب نہین کہ یہہ پورا فی نشن کے آدمی ہین - (لو اب یاد آیا) یہہ تو بہول گیا تہا کہ دو چار سال کے پیشتر کلہم اجمعین تالاب و باولیون کا پانی پیتے تہے اب تدبیر نے اوسے منبع آب سے پانی ذریعہ نہر کے لائے جو اکثر لوگ پیتے ہین کیا پہلے اسکے یہہ انتفاع ترک تہا جواب بنایا جاتا ہے یہہ تو فرمایئے کہ نہر کا پانی پینے والے کبہی بیمار نہین ہوتے اور تارک اوسکے ہمیشہ مبتلاے مرض رہتے ہین اگر ایسا ہوتا تو ہم بہی تدبیر کے قایل ہو جاتے کار قدما عیوب بتا کر اپنی تدبیر و عقلمندی جتانا عقل سے باہر ہو جانا دماغ کا سٹر جانا جانتا ہون - قایلان تدبیر اسپر بہی قایل ہون صد ہزار افسوس کا مقام ہے کہ خود دیکہتے ہین کہ ایک شخص شمس تدبیر نے کہا پنجہ اجل مین گرفتار ہو کر جان کہویا -

دیکہو رسالہ تدبیر و تقدیر کے پہلے صفحہ کی نوین سطر مین یہہ لکہا ہے کہ موت و حیات کا تعلق ذات باریتعالی سے ہے تو اب بتایئے کہ وہ موت کونسی جو متعلق بشغل تدبیر ہے اور یہہ موت کونسی ہو کہ جسکا تعلق ذات باریتعالی سے ہی اگر دیکہنا بتصریح بیان کیجاے اگر ایک ہی تو غلط فہمی کا اقرار کیا جاے ہماری دانست مین موت تدبیر کی شغل سے رک نہین سکتی اور نہ مشغل باعث و سبب حیات ہی یہہ کیا اقتدار ہی اوسکے ید قدرت مین ہی یہان نہ کسیکی اعانت کام دیتی ہے اور نہ مدد مفید آتی ہے ہزار حکما نسخہ مجرب دیئے موت آ ہی پہونچی بچہ جوان وغیرہ مرے موت نہ تہی شیخ فانی بچے مرا امر ضعف اعتقادی کا باعث ہی جو تدبیر کو تقدیر کا شریک جانتے قایلان تدبیر کہتے ہین - بلا تدبیر اس جہان کا اس رونق سے معمور و آباد و شہر ادا اور انسان بغیر طعام و لباس کے مرتے سواری ریل جلد خبر تار وغیرہ دیکہو (صاحب من) پہلی وہ بے رونقی اس جہان کی کیا تہی بیان نہوی قبل چند سال نہ ریل تہی اور نہ تار تو کیا اوسوقت یہہ عالم نہ تہا اور اگر تہا تو عدم اختیار کر چکا تہا اور پہر از سر نو جب سے ریل وغیرہ کا قیام ہوا ہے تب سے یہہ دوسری دنیا از سر نو پیدا و قایم ہوئی ہے کچہ سمجہ مین آیا وہ تدابیر جو اب یہان جاری ہین ہر قصبہ و موضع مین ہین اگر نہین ہین تو وہان کے لوگ اب تک کیسے جیتے اور کیون بے آب و دانہ نہین مرتے اور جگہ کے لوگ جنکو کیسی حالت مین بسر کرتے ہونگے سنتے ہون گے وہ تو ادہ کہان مین ہی

بندے اور اسحال مین بھی جیسے ہین اور اسوقت بھی ہی حالت پسند اور ترک ناپسند تھا جیسے اگلی حالت کا توڑنا غیر ممکن ہے اسیطرح اونپر اوس حالت کا چھوڑنا محال تھا۔ ہماری عمر چھوٹی سو برس کے اندر کے تغیرات کا حال معلوم نہین ہوتا ہے قدیم کہان سے معلوم ہوگا جو چیز ہماری نظرین نئی دیکھی اوسکو تدبیر سے ظاہر ہونا ثابت کر لئے یہہ تو جانتے ہی نہین کہ کوئی نقل یا ترمیم ہو کر نکلی ہے جیسے ابتدا مین پتھر سے آگ نکالے اوسمین انقلاب اور تغیرات ہوتے ہوتے آگ گاڑی نکلی اسیطرح ندیون مین دیہاتی لوگ باوجود ہونے آب روان کے جھرے کھود کر پانی پینا شروع کئے اوسکی اصلاح ہو کر کوئی باولیان تیار ہوئے موٹ کشتی کے ذریعہ سے بندوبست آب رسانی ہوا اوسکی نقلین نہرین وغیرہ صدہا صورتون پر منتقل ہوئی ہین جو قدیما انتہا کو پہنچا ہے وہ تو باتی حال قایم اور جو تکمیل اصلاح طلب ہی وہ ابتکمیل ہو رہے ہین زمانہ مین البتہ تغیرات ہوتے چلے جاتے ہین میان افعال انسانی رزاق نہین اور تدبیر اچھی ہے بری نہین لیکن تقدیر مین شریک نہین ہمیشہ سنتے چلے آرہے ہین کہ شرک موعود نہ بخشے جاینگے ہم نے آیات و حدیث سے بتایا جاکہ اللہ تعالیٰ ذات مین مشارکت ناپسند اور تقدیر جو حکم الٰہی ہے اوسکی شرکت تدبیر کے ساتھ جایز کہا ہے تب توہم ہی تدبیر کو تقدیر مین شریک کرنیکے لئے حاضر و موجود ہین تا دقتیکہ ایسا دقیقہ نہ ملے ہمتو اوسے شرک سمجھکر اپنے تئین اوس سے بچاتے ہین۔

فصل تیسری مشائخین پر رونیکا اعتراض اوسکے جواب

(سوال یہ ہے) مشائخین اپنے تئین واصلین کہتے ہین اور جہان اذکار وحدانیت پڑھتے ہین روتے ہین اور رونا فراق پر موضوع ہے ان واصلین کا رونا فراق ثابت کر دعوے اصلی غلط کرتا ہے۔ (جواب) اطلاق رونیکا معاینۂ حالت موجودہ مین الیقین سے فراق منسوب کر سکتی ہین ورنہ بطرف وصال دیکھو یہ مثال (ایک شخص اپنے وطن سے کہین جانیکا قصد کیا سب دوست احباب جمع ہوئے یہ وقت عین وصال کا تھا اوسوقت سب ملکر روے (اعتراض یہ رونا فراق آنیوالے کا ہے جو سر پہ پہنچ گیا تھا۔ (جواب) بیشک وصال و فراق مین ہے نہ ماضی و مستقبل ہین دوسری یہ بھی کہ جب وہ سفر سے واپس آیا تب دوست احباب جمع ہوئے اور سب ملکر روئے یہ وقت بھی عین وصال کا تھا ذرا بغور دیکھا تو معلوم یہ ہوا کہ) رونا فراق وصال کے درمیان ہوتا ہے جیسا قریب موت آنکھہ سے آنسو بہتے ہین

یہ وقت موت و حیات کے درمیان ہوتا ہے ایسا ہی یہ وقت فراق و وصال کے درمیان ہے (جواب دوم) وجود انسان مجمع کائنات ہے
اور ہر جز کو اپنے کل سے اور ہر کل کو اپنے جز سے الفت ہوتی ہے اور وصال و فراق ہر دو وجود کے اجزا ہیں وصال آیا فراق رخصت
فراق آیا وصال رخصت پس رخصت ہونیوالے کا رونا ہے (جواب سوم) اگر گریہ منسوب بفراق ہو تو ایام فراق بگریہ گذرنا
چاہیے اور دیکھا یوں جاتا ہے کہ آدمی یہ ایام فراق دوسرے اشغال میں بھی مشغول ہوتا ہے حتی کہ بجائے رونے کے ہنستا ہے
اس سے ثابت ہوا کہ رونا فراق پر ہے نہ وصال پر وجود انسان دو صفت کے ساتھ متصف ہے گاہ رحم گاہ غصہ کبھی بخل
کبھی سخا کبھی صلاحیت کبھی شرارت اسیطرح بعض وقت گریہ بعض وقت خندہ اور یہ خود اوسکے غیر مقید جیسے بیماری
صحت پر بیماری غالب اور انسان مغلوب و مجبور اسیطرح غلبہ خندہ پر ہوتا ہے یا گریہ پر بلا تامل رو دیتا ہے یا ہنس دیتا ہے
جب جس حالت کا غلبہ ہوا تب ظہور ہوتا ہے تجربہ ہوا ہے کہ آدمی ہر دو حال سے متاثر ہوتا ہے اور یکایک حالت اندرونی میں
اوسکے ایسا انقلاب ہو جاتا ہے کہ وہ یکایک رنجیدہ یا خوش ہو جاتا ہے اور اسیطرح ہنسنے و رونے کا حال فراق و وصال ہر دو سے جدا ہے حالت
اندرونی اوسکے سبب سے ہے خود لاعلم محض کیا ہے کا وصال کہ ہر کا فراق جو حالت گریہ منسوب بعلم فکر ہے بجز الا تغیر حالت
(جواب چہارم) انتقال بمعنی وصال ہے اور انتقال ترک وجود کو کہتے ہیں اور ترک وجود برادر اولیا انبیا گریہ فرمائے بمقام
اوسکا رو حدانیت جو گریہ کے منسوب بفراق ہوتا بلکہ باعث گریہ یہ کہ وجود دریائے وحدت کا قطرہ اب بمقابل دریا ہوا اور چراغ
پیش آفتاب وقت سلب اسکا آ پہونچا پس نفس غریق ہو گیا اسال کا وقت الوداع ہے اوسکا یہ رونا ہو جو رویا جاتا ہے۔
(جواب پنجم) وجود انسانی دریائے وحدت کا قطرہ ہے جبتک دنیا میں تھا حکم حاجی کہتا تھا جدائی نے عبدیت میں
لا دیا اب بمقابلہ دریا آیا ہے گو ہر آب چشم حیا سے بہتے ہیں دم نہیں مار سکتے۔ ایسے موقع پر بھلا تم ہی سوچو کہ یہ موقع عبرت
کرونے اور رنج کرنیکا ہے یا ہنسی خوشی کا مقام ہے یہ عبرت کی جا ہے نہ اعتراض کا موقع۔

فصل چوتھی روزہ نماز حج زکوۃ کے بیان میں

(روزہ) بحکم شرع شریف فرض ترک مفطر۔ طاعت جسمی ہیں پہ طاعات اعلی ہر فرد بشر دنیا و آخرت ہر دو مقام میں بمقصد
اپنے جسم کی حفاظت چاہئے بارہ مہینے میں ایک مہینہ سال کا بارھواں حصہ وہ بھی صرف علم دن اور رات معاف ہے
کی وجہ سے سال کا چوبیسواں حصہ یہ روزہ داخل طاعت جسمی ہے اگر جانے اسکا تا یہ سوح موثر ہوتا ہوا لیکن بمقابلہ

روزہ کسی طاعت روحی کا بھی نام روزہ ہے (ہدایت مادی) معنی سمجھنے کہ بین نہ حرف پڑھنا کہ ۔ غایت روزہ بہ تعمیل حکم ہے کہ جسکا بیان ہو چکا ہے کہ سوا اور نظر آئے متوالہ حکم کہ بارہ مہینے مین ایک مہینہ تنبیح جسم ہے مگر اسپر اطمینان ہوئی بہت غور کے ساتھ یہان پہونچا ہون کہ کہانے پینے کے کل اجزا کو بمقابلہ جسم مغایرت ہے پس حکم ہے کہ کسی مغایرت کو از طلوع تا غروب داخل جسم نہ ہونے دینا روزہ ہے ۔

(طریقت مین روزہ روحی) جب تک جسم و جانکا ساتھ ہے کسی مغایرت کو خانہ تن مین نہ آنے دینا روزہ ہے اور اہل طریقت کو شب و روز یہ روزہ ہے کہ جسکا افطار نہین ۔ (نماز شریعت مین ہر بالغ پر فرض ہے) تارک گنہگار سنگین منکر ایمان سے دور طاعت جسمی مین یہ طاعت اسقدر افضل کہ حضرت الصلوۃ معراج المومنین فرماے شرائط یہہ کہ قبل نماز اپنے تئین پاک کرنا اور پاکی مغایرت جسمانی کے علحدہ کرنے سے ہوتی ہے ۔

(نیت نماز) اپنے تئین اللہ کے روبرو کھڑا کرے اللہ تعالی کو اپنے روبرو جانے اور جو پڑھے ہے خدا سے ہمکلامی سمجھے ۔ (نماز طریقت) خیال و خطرہ و وسوسات کہ جو اور جس اسما و اشکال سے اوین اون سب مغایرتون کو معدوم و نابود کر فقط اللہ کو موجود رکھے اپنے تئین اسطرح پاک بنا ذات مین محو کر دینا ہے ۔

شعر نماز زاہدان سجدہ سجود است ॥ نماز عارفان ترک وجود است ॥ جیسے دیوار مین طاقچہ یا تہان وغیرہ پر نقش کاغذ پر حرف یہہ سب بظاہر خود نما ہین لیکن ہر ایک اپنے اپنے اصل وجود مین سلب ہے ۔ تلوار بندوق چہری چاقو وغیرہ لوہے مین صندوق قلمدان تخت تاٹ کہم وغیرہ سب لکڑ مین سلب و نیز ہمین قبیل بہت بوشیدہ کل شئے محیط ذات مین اپنے تئین سلب کردی جو کوئی سمجھے فہو المراد نہ سمجھے تفہیم مزید بیان کی ضرورت نہین

(حج بیت اللہ) بحالت مقدرت مقتصر برسہا سال مین ایک مرتبہ یہ نصیب ہوتا ہے اور بعالم باطنی بندگان خاص کو جو زایرین دل خانہ خدا ہین ہر دم تقرب سرکار اور مقرب کو دیدار وہ بھی لوگ ہین جو سال مین ایک مرتبہ دربار مین رہنے کی اجازت پاتے ہین اور وہ بھی لوگ ہین کہ ہر دم بہ مینی سرکار جنکو مزدوریت اور خصوصیت درکار نہین مگر یہ یادگار ہے ۔ شعر قطع قبلہ و کعبہ جان اپنے دل کو ॥ اسی کو سمجھہ اپنا مکہ مدینہ ॥ دل بہت بڑا اسکی انتہا نہین جب بہ تحقیق دلکو جاتے ہین تو شروع دربار پاتے ہین کہ جہان آمد و رفت کی تعداد کا شمار نہین سرکار کے دیدار مین حیران اور پہچان مین پریشان کہ ہر ایک کا رنگ ڈہنگ جدا ہے جب تک رہبر کامل شکل حرف کو

مشاہدہ صورت معنی نہ دکھا مفردات کو ذریعہ مرکبات الفاظ اگر نہ دکھایگا تب تک سمجھہ مین کچھہ نہ آویگا مفردات الف بے کو بصورت
جدا گانہ دیکھتا چلا جائیگا جب مرشد ترکیب دیکر مرکب بنا سمجھائیگا تب حرف لفظ اور لفظ مین حرف کو با خلوت
در انجمن کے رمز کو سمجھہ جائیگا ۔ زایر بیت اللہ جسکے گھر جائیگا وہی لوسے نظر آئیگا قبل زیارت کعبہ دل جو بیت اللہ جائیگا
مکان بے مکین دربار بے سرکار البتہ پائیگا اور یہ اوسکی نظر سے گذر جائیگا اور اسیقدر اوسکی سمجھہ مین آئیگا کہ عین
اور عجب ایسے ہزار ہا او زایر کعبہ دل و بیت اللہ ہر دو جا دربار مع سرکار مکین لامکان پائیگا (حج بیت اللہ او
نصیب ہوتا ہے) کہ اہل ظاہر و باطن او گھر سے جدای اختیار کریں او زایران کعبہ دل کو شعر کسی گھر مین
نہ گھر کر بیٹھنا اسعد دار فانیمین ٹھکانا نے ٹھکانا او مکان بلامکان رکھنا ہو ہادی کا طفیل اس رسائی کا باعث
ہوتا ہے کہ جب قرب حضور ہونے کو کوئی جا ملتی ہی نہین ہے آمر سے امر بنکر بحکم نحن اقرب ما مور مین ہے جان جسم مین
او جسم جہان مین او جہان مکان مین تو دیکھو مکان لامکان مین ہے کہ نہین وطن دنیا گھر خانہ تن جب تک یہ ہر دو ترک
نہ ہو جاوین نہ کعبہ دل رسائی نہ اہل ظاہر کو جب تک دولت دنیا یعنے زر نقد فراہم نہو کعبہ جانیکا حکم نہو اور زایران
کعبہ دل کو جب تک الدنیا جیفۃ سے جدائی نہو شرف طواف کعبہ دل سے مشرف نہوں کیونکہ ہمراہی جیفہ بجائی طاہر رسائی
غیر ممکن (اہل ظاہر ترک مداخل و متحمل مخارج نہ ہوں نا کعبہ رسا نہین) او مطوف کعبہ دل جملہ خواہشات نفسے مدا اجدا او تو معاش
مداخل سے ہر دم و ہر لحظہ دست بردار نہو بلکہ مخارج مین خود اپنے کو برباد نکرے زیارت سے مہجور ہے ۔ (اہل ظاہر) جب تک
خوف جان و مال خلل غارتگری بدنان او خطر سواری دریا سے بخوف اپنے تئین نہ کرے جرأت ہو پہنچنے کعبہ کی نہ رکھے ۔ (اہل باطن
خلاق دنیا بار مین آئے جیسے نحن اقرب دنیا مین ساتھ رہا آخرت مین جہان ہو ساتھ رکھے (دنیا مین محبت قرب سے
زیادہ ہوتی ہے) یہانتک کہ آدمی کتہ بلی جانور پالتا ہے تو اوسکے ساتھ محبت ہو جاتی ہے اور جدائی شاق
ہو جاتی ہے حتی کہ سگ حضور بہ از سیر دور مشہور ہے پس جبکو سنی ہوی بات محبت آتی نہین جوانی ہے تو ٹہرتی
نہین مرشد نے نحن اقرب جیسے بتایا تب سے اس قرب دیدہ نے ایسی محبت پیدا کی ہے کہ کلام سماعی پر محبت ٹہرتی ہے
کہ بقول علما و فضلا حور و غلمان جنت و حوض کوثر کے ملنے کی محبت کرون کہ یہ آنکھہ کی دیکھی ہوی و قریب
نہین جبکہ بندہ کو اللہ نے خاص اپنے واسطے پیدا کیا ہے پس بندہ کو اوسکے قرب کی خواہش مین جہان

تک ہو طاعت و بندگی کرتا ہے جنت و حور و کوثر و حوض و حور غلمان کی طلب و خواہش جو اپنے اضاعت اوقات کرتے ہین وہ بندہ جنت و حوض کوثر کے ہونگے یہہ خواہش اونکی اونکو مبارک ۔

ذکواۃ بحکم شرع شریف جو مال موجود رکھتا ہو اوس سے حسب الحکم حصۂ مقررہ غربا و مساکین کو دے ۔ اور اہل طریق اپنے کیسہ بساط مین کچھہ نرکھے ہر ایک امانت مالک کی دیدی بلکہ خود اپنے تئین فنا کر دے کہ جب خود یہہ نرہے گا تو ملک نرہے گی (طاعت و عبادت) ظاہر لسانی و جسمی اور باطنی ذکر قلبی و روحی و سرّی و دید جو ایسی ہو کہ ہوش بردم نظر بر قدم ۔ اہل دنیا کارخانہ داری کے منتظم و نگران کہ مداخلت غیر نہو کہ خلاف و مخالفت کا باعث ۔ اہل طریقت جو اس وجود مین اسامی بغیر پیشش و جھڑکی بتانے جائے نہین دینے مین بنا بران خانۂ تن مین دخل مغائرت ہونے نہین پاتا جاتے وقت دیکھنا خلاف پر نظر بر قدم ہو آمد و رفت کی دید سفر در وطن ہے جو اسکو پایا خلوت در انجمن کی راہ پر آیا ۔

مصباح پنجم خاتمہ بخیر

فصل اول تخیر بحال مجبور ۔ یہہ تقریر جو اوپر تسطیر پائی متعلق اسی وجود کے قرار پائی ہے اور اسی پہ اطلاق مجبوری مسلم کیا گیا ہے تو یہہ قدرت کسکی ۔ فی الواقع وجود مجبور ہے بحکم قل الروح من امر ربی جو موجود و مقتدر ہے ۔ اب سایل کون اور جواب دینے والا کون ۔ جیسا جسم مین حکم ہے ویسا حکم مین علم و قدرت ہے ان کے باہم یہہ سوال جواب ہین ۔ جب حکم وجود مین تسلیم کیا جاے تو حاکم کہان سمجھا جاے سمجھنا چاہیے کہ جس طرح جسم مین روح مخفی ہے اوسی طرح حکم مین حاکم موجود ہوتا ہے (جب یہہ معما سمجھہ مین نہ آیا) تب ہمت کے گھوڑے پر جرأت کی زین باندہ سمجھہ کی لگام چڑہا استقلال کے رکاب مین پر جما خوف و رجا کی باگ تہام فکر کے کوڑے مار خیال و خطرہ کے ممر نرہے دوا تب وہ لیکر بہاگا اور دار دنیا مین اگر پھیرا مین سمجھا کہ یہہ سب محنت ضایع کی قصد کہان کا تہا آیا کہان ہون ۔ تب ہدایت ہادی ہوی کہ یہہ مقام دار العمل ہے یہان عاقبت بخیر کے لئے آتے ہین یہان سے عامل جنت مین جاتے ہین یہین اولیا انبیا بنائے جاتے ہین غوث و قطب کہلاتے عارف ہین گمراہ رستہ پر لائے جاتے ہین اور رستہ بہی یہان ہو لجاتے ہین جو چاہو یہان سب موجود ہے جو یہان جو کا

بھولا بجز افسوس کچھہ نہین بچاتا اور بعد افسوس کام نہین آتا۔ ہادی نے یہہ ارشاد فرمایا کہ مری بغیر کچھہ معلوم نہین ہوتا اور بغیر فنا تا بحقیقت رسائی غیر ممکن بلکہ سمجھنا سمجھانا غیر ممکن مرنیکا نام آتے ہی سب بھول گیا اور سوچا کہ دل تو مرنے سے منھہ موڑتا ہے اور بچہ یا جوان مرنا کوی قبول نہین کرتا میں مرنے سے اقرار اور بحکم ہادی سے انکار سخت دشوار آخرکار ہر دو سے بجگر بولا کہ بحکم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون بفرض محال اگر بضرور وصدمہ جان دیجاوے او سے حرام بحق کہتے ہین ہنوز میری بحث اتمام ہونے نہ پائی تھی کہ مرشد تحقیقی وہادی تصدیقی نے ہاتھہ پکڑا اشہد ان لا الہ کے چھری سے مجھے حلال کر درجہ شہادت پر پہونچایا۔

فصل دوسری بیان رخصت

ظاہر اور ہر ایک کی دیکھی ہوئی بات ہے کہ جب کوئی شخص انتقال کرتا ہے تو دوست آشنا وخویش واقارب کا ہجوم ہوتا ہے جب مین حلال ہوا تو ہوش نہ تہا بیہوشی سکوت تہا اور خاموشی یہہ آواز کان پڑی یاد تہی کہ مرنے سے روح کو مرنا نہین ہمراہ نفس موجود بولتی ہے لیکن آواز فرشتون کے سوا آدمی سنتا نہین جب مین اپنے اطراف وجوانب دیکھا ایک ہجوم پیر وجوان زن ومرد کا پایا مگر کوی پہچانا مین نہ آیا سمجھا کہ قیامت کے روز کوی کسیکو نہ پہچانیگا میرے لئے آج قیامت آگئی کہ پہچان جاتی رہی اگرچہ اس جلسہ کے لوگ مجھسے دور تھے مگر غمگین وافسردہ خاطر تھے بحکم ہادی یہہ ہدایت دیگئی کہ آجتک شان حضرت اور ختم رسالت کا سبب کیا ہے لوگون کو معلوم نہین۔ لوگ ختم رسالت کے بیانمین انواع واقسام سے بیان کرتے ہین کہ حضرت دنیا مین تشریف لاے ہم لوگ گمراہ تھے راہ پائی غرضکہ طرح طرح کے جوابات دیتے واعتراضات کرتے مین جب نوبت تا اینجا رسید کہ حضرت کے ختم رسالت کی وجہ معقول نہ بتائی گئی جولایق تشفی ہو تو کہے حضرت حضرت دنیا مین ہمارے فرمانا اور آخرت مین شفاعت کرگنہہ گارون کو بخشوانا یہہ ختم رسالت کی وجہ ہے ایک صاحب کہے کہ بحکم اللہ تعالے فرماچکا ہے کہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ یہہ کیا بحث ہے ختم رسالت کا سبب خود اللہ تعالی نے فرمادیا۔ پوچھا گیا کہ۔ تکمیل الیان سابق مین کیا نہوے تھے اور بزبان حضرت کون سی تکمیل ہوئی۔ جو یہہ کہتے ہون سمجھہ لین۔ کہ معنی ایمان واسلام سلامتی وامن ہے اور ان ہر دو کا تعلق جسم سے ہے پس سلامتی وامن جسم وجان کی بہوادر کیلئے موضوع نہین۔ اب حالت انسانی دیکھو کہ جسم کا

جب فنا ہوجاتا ہے تو سلامتی جسم کہاں سے ہوگی تو جواب اسکا یہہ ہے کہ قیامت میں آدمی بہ اشکال مختلف ہونگے اور یہہ تغیر انکے افعال کا باعث ہوگا تصریح اسکی
شرع شریف میں موجود ہے پس صورتیں تغیر ہوا سلامتی باقی نہیں (جب آدمی ان ہر دو عمل کا عامل ہوگا اوسکو سلامتی و امن صدمات روحی و جسمی سے
حاصل ہوگا تو اب غور کرنا چاہیے کہ سلامتی و امن کیلئے جواحد جسقدر ضرورت تہی تکمیل پاچکی اور اب کوئی وسیلہ جسکی تکمیل ایمان و اسلام میں باقی نہیں (اگر کوئی
تکمیل ایمان و اسلام پر اعتراض کریگا اوسوقت یہہ بحث کرنا ضرور ہوگا) کہ بعد پیغمبران سابق بعض ایمان لاے بعض نا لاے اگر بعد حضرت کے ایمان نہیں لاے تو البتہ تکمیل
ہو رہتا ہے کہ وہ تکمیل کونسی تہی جو ہوئی پس تکمیل جیسا کہ اوپر بیان ہوا حالات ظاہر و باطن کی جسکی تو اسلام و ایمان کیلئے کوئی امر تکمیل طلب باقی نہ رہا اب جو
نعمیں کیا تکمیل ہوئی نہ کیا نہ ہوئی اسی کی تعلیم کیلئے حضرت تشریف فرما ہوے دنیا ہو جب سب کی تعلیم حضرت فرما چکے تب اللہ تعالی آیہ شریف نازل فرمایا چونکہ آیندہ تکمیل ایمان
و اسلام میں کچھہ باقی نہ رہا بنا بر ان نزول احکام الہی بعد حضرت رسالت ختم ہوئی یہ رحمت للعالمین کی تبادہ ہوئی کہ تمام عالم اسلام کا اوپر رحمت نازل ہوئی (اب نتایج
اسکے بندگان خدا دیکہتے ہیں) بوسیلہ ہو تو قبل انت ہو تو دنیا میں بدولت رحمۃ للعالمین مخلوق ان تخ و لفافات
سے امن پائی (حکم ہوا کہ حلال شدہ کو پاک و صاف کرین) منادی نے ندا دی کہ عالم دنیا میں بندہ پر کسکی حکومت ہے
وہ آئیں اور کیا حکومت کرتے ہیں بتائیں۔ شروع بسم اللہ ایک صاحب با جبہ و عمامہ چند بوڑہیون کے ساتہہ آے اور
بعد سلام علیک کے کہا کہ حاضرین جلسہ پر مخفی نہ ہے کہ میرا نام شرع شریف ہے اور یہ جسقدر نقیچہ و خریطہ میرے ہمراہ ہیں
امر و نہی سے معمور ہیں اور ان سب کا نفاذ زندون پر متعلق کیا گیا ہے اسکی تعمیل اون پر فرض و واجب ہے پس یہ
شخص جب تک زندہ تہا میں ان احکام کو اسپر نافذ کرتا تہا اور یہ تعمیل اوسکی مصروف رہتا تہا اب یہ مرگیا مردہ پہ
کسی احکام شرعی امر و نہی کا نفاذ باقی نہ رہا مردہ احکام شرع سے عدم تعلق جبکہ احکام شرع اوسپر سے اوٹہہ گئے
تو اب ضرورت میری نہیں لہذا میں جاتا ہوں یہ کہے اور بعد سلام علیک و علیک السلام رخصت ہوے
اور چلے گئے مردہ اس سے سبکدوش ہوا۔ (پہر منادی نے ندا دی کہ اسکے رفقا کون ہیں حاضر ہون) دفعتاً دوجوان
ایک خوبرو تو دوسرا زشت خو حاضر ہوے اور اپنا نام خیر و شر بتا ہے اور مرنا اسکا اپنی علیحدگی کا سبب بتانے
کہ وہ کا تعلق نہ خیر سے اور نہ شر سے کسی سے باقی نہیں رہتا بنا بر ان حکم برخواست جو کی خیر و شر ہوا یہ کہکے
رخصت چاہے اور چلے گئے۔

فصل تیسری رخصت دنیا و ہمنشین کے بیان

منادی نے ندادی کہ الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب کون ہے حاضر ہو جاوے - ایک خوش قامت زیر چادر منھ چھپائے غمگین
صورت بنائے آنکھوں میں آنسو چند سہیلیوں کے ساتھ آموجود ہوئی کہی میرا نام دنیا اور سبب گریہ یہہ بولی کہ آج میرے
عاشق صادق باوفا کا وصال باعث ہم سبکے انتقال کا ہے یہہ میرے ہمراہ - عقل و تدبیر - ہر دو میرے ہمشیر
میرے عاشق کے مشیر ہیں اور وہ جو دوسری میں سہیلیوں کے ساتھ میری منھ بولی بہن (دولت بی) اوسکی ہمشیر
(حشمت بی) اوسکی بہن (نعمت بی) اور وہ جو علحدہ سب سے ... میلے کچیلے کپڑے پہن ملگین سے بن ٹھن
کری ہے (حسرت بی) اوسکی بہن (ذلت بی) غرضکہ کسیکا نام لذت بی تو کسی کا نام مراد بی و کسی کا نام راحت بی و
کسیکا نام فرحت بی وغیرہ وغیرہ بتائی اور کہی کہ یہہ سب جسطرح ہیں میرے عاشق کو میرے ملنے کی ترغیب تحریص
و تخویف دینے میں مصروف رہتی ہیں میرے خاطر اوسی عزیز تھی لہذا ان سب کو عزیز رکھتا تھا اور جب حوصلہ
رہتا تبھی تھا اور میرے حاصل کرنے میں ان سب کی اتباع و فرمان برداری کرتا تھا اب خاطردار مرگیا جب چاہنے والا
نرہا ہمارے رہنے کا بھی حظ نرہا یہہ کہے اور علیہم اجمعین خدا حافظ بولے اور رخصت ہو کر چلے گئے (ہادی نے ندادی
کہ دشمن آدم کون ہے) تب ایک لودہا فرتوت بہت سی پوٹلیاں رکھے سرنگون شرمسار گلے میں طوق و ... باذوقی
و شوق پہنے شرمندہ رو برو برو لایا اور بولا دیکھو یہہ دشمن اولاد آدم چہرہ پر غم آنکھوں میں نم کہاں آیا حیرت کی
جا ہے پوچھا مرگ دشمن شادی ہے تجکو غمگینی کیوں تو کہا الحق تم سچ بولنے پر لوگ ترش رو و تلخ کام ہوتے ہیں
لہذا تم لوگ مجھ سے ناخوش نہوں خاموش و خوشنود رہیں اس غرض سے سچ بولنا ترک اور جھوٹ بولنا اختیار کیا
ہوں یہہ بار اپنے سر پر لیا ہوں - جب کہا گیا کہ تجھے تو سچ بول کہا عہد کیا ہوں عہد شکنی میرا کام ہے اسلیے
اوسکو توڑنے نہیں چاہتا ہوں - پھر کہا کہ فعل بد کی عہد شکنی داخل عمل نیک ہے جلد اوسے توڑ ابلیس کہا
جب تم میرا وجود اعمال بد اور برے کام کرنے کیلئے مقرر کئے ہو تو اب میں اسکو چھوٹا بنانے نہیں چاہتا ہوں
بس تمکو بھی مجھ سے اچھے کاموں کی توقع نرکھنا چاہیے اور ابلیس سے تو توقع کار خیر کے تو رہنا اور اعتقاد کو اپنے
برا نا خواہیے تو کہا گیا کہ اے ابلیس ہم تو قایل ہیں کہ بیشتر تو نے بہت اچھے کام کیا ہے خطا سے عدول حکمی
کرعذر کیا اور نفسانیت اختیار کیا اب ممکن ہے کہ جو وہ ترک کیا جاوے تب کہا کہ ... وفاد غمگین صورت بنا

میرا معاملہ دیکہو کہ ہی کہ جسپر تم رحم کیا کر ملتفت ہوے دیکہو کہ میرے دشمن کو مجہہ سے چہین لئے کہ مین مجبور ہو گیا ہون اور تمہارے پر یہہ ثابت ہوا کہ
مرنے والے پر روتا ہون ۔ دنیا مین کوئی ایسا ہی ہوگا جو مجہسے نڈر نہ ہو گا بندگان خدا خدا و رسول سے ڈرتے اور امید بہی رکہتے ہین
ایک حال پر قایم نہین اور میرا خوف ایسا غالب کہ جسکو بدل ہی نہین سکتے بعض میری اتباع کے اون سے بیفکر ہوا اور بعض مقابلہ پر آڑے تو مین
وہان بہی اونپر غالب آتا ہون سچ تو یہ جب علما و فضلا سے نوبت مقابلہ پہونچتی ہے تو یہہ کشت و شکست کہ وہ مجہہ دیکہتے ہی تیغ لاحول نیام دہن سے
کہینچتے ہین کہ جسکا وار مجہپر پہونچتا ہے اور اثر اوسکا میرے لباس پر پہونچتے ہی وہ لباس مجہسے علحدہ ہو جاتا جیسے اونکی نظرون مین میری
شناخت نہین رہتی اور مین دوسرے لباس مین فی الفور چلا جاتا ہون لیکن قایل ہون کہ وہ بڑے ثابت قدم کہ اپنا کام کرتے ہین
کبہی کچہہ تامل اور دریغ نہین کرتے اور شریر النفسی ابلیس بمقابلہ اونکی شریر النفسی کے غور طلب ہے وہ تو میری مروت و لحاظ و شرم از حد و بیشمار
کرتے ہین کہ میرے افعالون پر نگاہ کرنا خلاف مروت و تہذیب جانتے اور منہہ پہیر لیتے ہین ابلیس اونکے منہہ پہیرنے پر حظ پاتا نہی خوش
ہو کر زیادہ ستاتا ہی اور انکا تعاقب کر اونکے قریب مین جانا چاہتا ہے تو وہ تیز قدمی سے بہاگتے اور لاحول پڑہتے جاتے ہین ابلیس کے
لباس ضلالت چہینے اور تبدیل ہوجاتے ہین ابلیس اونکے پیش نظر ایک نہ ایک نیا فعل لاتا ہے جب چلتے پہرتے اونکو افعال انہین
دیکہنے بغیر گذر نہین ہوتی تب ناگزیر عزلت اختیار کرتے ہین تو وہ بعجلت اونکے گوشہ خاطر مین چہپ کر ایسے وسوسات اور خطرات
کی چہری مارتا ہے کہ جیسے اونکو وہان بہی چین نہین ملتی ہے نماز مین ہر طرح کی بول چال بند کرتے ہین اوسوقت ابلیس دلمین
بیٹھہ کر ایسی باتین بناتا ہے کہ آدمی نماز مین اوسی سے مخاطب ہو جاتا ہے اکثر صاحب میرے افعال نہ دیکہنے کے قصد سے
جہان جلسہ شیطانی ہوتے ہین نظر پڑتے ہی لاحول پڑہتے جاتے اور تیز قدمی کے ساتہہ بہاگتے ہین ابلیس دور ہو کر اونکی
سر راہ جاکر کہڑا ہوتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہ لاحول سے شیطان کو بہاگنا چاہیئے یہہ تماشہ خلاف دیکہو
کہ شیطانی تماشے جہان کے وہان قایم لیکن یہہ خود لاحول پڑہتے اور بہاگتے ہین بہلا فرمایئے کہ اطلاق
اور بہاگنے کی نسبت کسطرف منسوب کیجائے غرضکہ ابلیس اسمین بہت حظ و لطف اوٹہاتا ہے جو شناخین
واقف کار ہین وہ کہتے ہین کہ ہر انسان کے ساتہہ خواص شیطانی موجود رہتا ہے وہ لاحول سے بہاگتا ہی
تو یہہ وجود بہی اوسکے ساتہہ رہتا ہے اوسکی حرکت وجود کو متحرک کرتی ہے (آمدم بر سر مطلب)
جس طرح ابلیس لوگونکا تعاقب کرتا ہے اور لوگ بہاگے پہرتے ہین اسیطرح

مشائخین ابلیس کے درپے رہتے ہین نام مشائخین سے ابلیس چڑتا ہے محققین کی ماننے مین شروع بسم اللہ
ابلیس پیر دار لاتے ہین یہ خدا کے بندے ہین کہ جو تلاش خدا مین مصروف نہ رہکر تلاش ابلیس مین اپنے اوقات
صرف کرتے ہین اور نہ صرف جود ابلیس کے دشمن بلکہ افعال و خواص شیطانی کے مخالف بنتے ہین چار ابرو کی صفائی
کو دیکھہ لوگ خواص شیطانی مخالف شرع جانتے ہین مگر غایت اسمین یہ کہ اپنے تئین گنہگار بناتے ہین لیکن غرور
کہ خواص شیطانی ہے باین تصور نہ آنے پاے کہ ہم پاک مرد ہین گنہگار نہین یا باین ہیئت اونکو کوئی بدگوئی
سے پیش آئے تو بھی خودی مین آکر لفظ تکبر و غرور کو زبان پر نہ لاوین بلکہ فی الواقع اپنے مین بحالت گنہگاری دیکھین
اور دوسرون سے اپنے تئین اچھا نہ سمجھین کہ اسے سمجھنے ابلیس کو مردود و مطرود کیا ہے اور یہ بھی غرور
خواص شیطانی ہوا ہے علی ہذا القیاس سوال حرام مریدون سے بھیک منگواتی ہین تا غرور دور ہو نہ بغرض عمداً
و قصداً اخلاف شرع شریف حرکت کرنے کی غرض سے مخفی بغرض دفعیہ خواص و افعال شیطانی اپنے تئین
گنہگار تک بناتے ہین اور کہتے ہین غرور ابلیس کی مردودی و ملعونی کا باعث ہے خواص شیطانی اہل دنیا کو
جنت سے دور کرتا ہے تو دوزخ مین ماموں کرتا ہے ایسے مجنونون سے کون اب مقابلہ لاسکتا ہے ابلیس کا
معاذ اللہ دھوکہ انپر کیا اثر کرتا ہے انتہا کو یہ کہ دفعیہ ابلیس کی غرض سے جیتے جی مرنا قبول کر لیتے ہین کہ جہان
جہانتک وہ فریب ابلیس کے ناطقہ بند ہو جاتے ہین سوزش مرگ ایسی کہ جسکے مقابلہ مین میرے معین و مددگار تاب
نہین لاسکتے نام مردو سنتے ہی ناطقہ منہہ پھیر دیتے ہین جبکہ مین اللہ تعالے سے دنیا مین زندگی گمراہی کرنیکا
وعدہ کیا ہون لہذا اور وہ سے کوئی مکر و فریب و دغا کر نہین سکتا میرے اغواون سے زندہ متلذذ
ہوتے ہین بعضے بیچ بیچ مین جو مزہ سے متنفر ہوتے ہین آنکھہ سے دیکھہ یا کان سے سنکر حظ پاتے ہین
کچھ نہو تو بولتے ہین مشائخین اوس سے محروم فروعات مین ٹھہرتے نہین راست اصول مین چلے جاتے ہین یا
وہ جو مجھسے متنفر ہین مین اپنی مغالطہ دہی کا جال بچھا مثل ماہی گیر تاکتا ہون جب اونکے پیر میری جال پر پڑتے
ہین تب بہ آہستگی اپنی طرف کھینچتا ہون میرا اثر دل مین اونکے موثر ہوتا ہے کہ جسکے سبب بعض وقت نوبت
الحاد و مشی نیم رضا کی پہونچ جاتی ہے گاہ میری طرف رجوع اور گاہ اللہ و رسول کے خلاف کا خوف کبھی اور …

اور ہراوس غوطہ خوار ہین بہرتے ہین جنکا شمار نہین جب اللہ تعالی اونکی امداد غیب سے فرماتا ہے تب اس خواب غفلت سے چونک گہبرا کر
لاحول پڑہتے ہین تب وہ میرا جال ٹوٹ جاتا ہے تب میرے فریب سے نکلجانیکا موقع ملجاتا ہے اسکا حظ طرفین کا حاصل ہوجاتا ہے
وہ کہتے ہین ابلیس سے کہ ہمین پہنسایا تہا اللہ نے بچایا اور ابلیس اپنے جی مین خوش کہ انسان بڑا معقول داؤ مین آیا تہا بچنا بچانا ہے
اقتدار قدرت حق کہ وہان کسیکی نہین چلتی لیس اوس سے دعوی نہین جب آدمی پر غالب آتا ہون میرا غرور ترقی پذیر ہوتا ہے مشتاقین
سب جا الحجر غالب آے سبقت لیگئے اور میری خواہش اپنے مطیعون کے خاطر مین جمنے نہ دیتے تہی کہ دفعیہ غرور مین ہم تاکید
کہ خودی نکالدیتے ہین کہ جب خود نہ ہیگا تو غرور جو اوسکی ساتہ ہے وہ کہان رہنے پایگا اگر آدمی ایسا کام کرے کہ جز امکان
بشر سے خارج ہو تب بہی یہہ تصور کرنا مین کیا ہون دافع غرور ہے مگر یہہ غرور خواہش ابلیس وہ سریع الاثر ہے کہ مطالب تک
رسائی نہین اور خلاف جلد ذہن نشین ہوجاتا ہے یہہ یادر یادگار زمانہ ہے لاکہون مین ایک بچا ہوگا شمار نہین کہ خدا
فضل کیا اور نہ اکثر کون پر غرور کے رسا ہوا ورنہ عاقلونکی عقل حیران کہ حد غرور تک رسا نہین دیکہو از ادنی تا اعلی
واز عاقل تا جاہل واز عارف تا کامل واز مومن تا کافر سب غرور مین ملوث اور مبتلا ہین اور غرور کی نہایت ہے کہ جسقدر زیادہ نہین
کہ اپنے تئین دوسرے سے اچہا جاننا اور دوسرے کو کم درجہ کا اہل دنیا کا یہہ ہی غرور افتخار ہے اور اسی پر دارومدار اور یہہ ہے
اس افراط سے (جاہل) اپنے تئین عالم سے اچہا جانتے ہین کہ العلم حجاب الاکبر سے بچے ہین اور عالم کہتے ہین کہ خدا نے
جہل سے بچایا جاہل سے حذر کرنا کہ جاہل خدا کو نہین پہچانتا غایت یہہ کہ ہم جانتے ہین اسلئے اچہے ہین (اہل ہنود) اپنے
تئین پاک اور دوسرے کو شدر یعنے ناپاک انکو سب سے اچہا جانتے اور کہتے ہین کہ ہم جان نہین مارتے اور دوسرے جیوداری
کو مارتے دکہاتے ہین (مسلمانان) ہنود وغیرہ کو بے ایمان کافر گمراہ کہتے ہین اور اپنے تئین ایماندار خدا پرست ۔
غرضکہ غرور ابلیس آدم کو کم سمجھنا قرار پایا ہے اسطرح یہہ بہی وہی خواہش ابلیس ہے جو آدم کو کم درجہ اپنے سے سمجہ رہا
ہے اسیطرح سب طبقات مغرور ہین (دولتمند) غریب کو حقیر کم درجہ و کم قسمت جانتے ہین بظاہر اسیطرح غریب
دولتمندکو بخیال غرور شیطان کہنے پر اکتفا کرتے ہین کہ اگر ہمکو علم ملتا تو ہم بتاتے ہین غرضکہ سیاہ دل ہیں وہ ان
اپنے تئین بہتر اچہا جانتے ہین (ہندستی) اپنے تئین بہشتی دوسرون کو دوزخی سمجہتے ہین اور عوام الناس پانی پینے والے
کو دوزخی کہتے ہین (خاکروب) اپنے تئین حلال خور کہتے ہین دوسرون کو حرام خور جانتے ہین اور عالم دنیا مین اس سے

دوسرے کو ہمنہین کہتے ہر ایک انکو مہتر اپنے کو بہتر جانتا ہے (بچہ معصوم) پاک ہوتے ہین اونکو لوگ نافہم و بے شعور اپنے تئین
باشعور و فہیم اون سے اچھا جانتے ہین (جوان) ضعیفون کو فاتر العقل اور ضعیف جوانون کو ناتجربہ کار کہتے ہین کہان تک
کہون دنیا مین جو ہے دوسرے سے اپنے تئین اچھا و افضل جانتا ہے اور یہہ جملہ داخل غرور خواص الیہین عوام الناس مین تقسیم اور برابر
جاری ہے تفصیل تو بہت ہی ہے مشتے نمونہ از خروارے و دانہ از انبارے بیان ہے (حضرات مشائخین) مین اپنا غرور بہت
نزاکت کو ساتھہ یہ کہا ہون جسکو ابتک کوئی نہ سمجھا (خاندان قادریہ عالیہ) کے سلسلہ والے اپنے تئین مدارج عالیہ سے منسوب کرتے
ہین دوسرے خاندانوالون کو اپنا ہم مرتبہ نہین جانتے (اہل چشت) اپنے تئین داخل بہشت کہتے ہین دوسرونکو اپنا برابر و ہمسر نہین
سمجھتے علی ہذا دوسرے خاندانون مین بھی یہہ غرور کہ ہمارے مرتبہ کا دوسرا نہین کہا بزرگان دین نے اپنے مین مدارج کلان اور
دوسرون کو کم درجہ کہا ہے کہین متقدمین پر یا کہین متاخرین پر ایسے الفاظ مستعمل ہوے ہون تو بتائے ذرا سوچنے سمجھنے کا
مقام ہے کہ الدنی تمرین مریدون نے بمقابلہ اپنے تفاخر کے تذلیل بزرگان کی اس قالب مین کی (اتو سچ کہو کہ) مغالطہ
اس مین کیا کہ غرور سکے یا نہین اور اپنے تئین بزرگون سے افضل و اعلی سمجھے یا نہین جو اس سے بچین شکر یہہ بجا لائین اور
ملتجی ہون کہ اللہ اونکو اس سے بچاے (نزاکت غرور دیکھو کس حد تک پہونچی ہے) دور بجا کر شہادت رب دیکھو تو یہہ فخر
و غرور نہین تو کیا ہے۔ یہہ کاتب میرے مغالطہ سے بچی ہون دلیل بتادین ورنہ جو مین کہتا ہون اوسکو تسلیم کرین تحریر
اوراق مین محنت اور بیاہے اخراجات کاغذ سیاہی قلم کے متحمل ہوے اپنے پر تکلیف گوارا کی یہہ سب جو کچہ کہ کہون اور مرکوز خاطر کیا ہے
جو ہو بتائین یہ تو نہ کہین گے مین کہتا ہون سن لیجئے دیکھہ لیجئے اگر دوسرا عندیہ ہو بتادیجئے یہہ کہینگے کہ یہہ (ہدایت عام ہے)
تو اونہون نے اپنے تئین منسوب بہ ہادی اس پردہ مین بنا کر دوسرون پر اپنی فضیلت و بزرگی یون جتائے اگر کہین گے کہ (یہ فیض عام ہے)
تو خود فیاض بنکر بیٹھتے ہین اگر بولین ایسے (ناواقف واقف ہون) دوسرونکو ناواقف ٹھیرا آپ واقف کار بنتے ہین اگر مدعا یہہ کہ
(بے خبر خبردار ہون) آپ دانندہ و خبردار بنے اور دوسرونکو ناواقف بیخبر اپنے سے کم درجہ مین ٹھیراے باخبری کا جامہ اپنے پر
قطع کرکے تا لوگون مین مفتخر ہون کیون کیسا مغالطہ کہا ہے جو ان پر دو نقص دوسرون کو کمتر اور اپنے تئین بہتر بنائے کہ بیجا
تحریر بنظر بزرگ سمجھے جاوین لوگ دانندہ کہین یعنی فخر و افتخار بخش آوین جب جسو انگی مجھو انگی نام اور کہا انگی یہہ جملہ خیالات مین
دلمین پیدا ہوا تو کیا دوسرا کوئی جانیکو آتا ہے یا یہہ کہ لوگ اسے پڑھکر (تعلیم پا دیگے) تو غایت یہہ نکلی کہ اوستاد

بنجاوینگے بہرحال اپنی فضیلت و بزرگی جتاتے ہین اگر فی الواقع کچھہ سمجھتے اور جانتے تہے تو من فہم سکتے پر عمل کرتے - غرضکہ حضرات
انسان جملہ ابواب مین مجھہ سبقت لیجاوین جب اس سے اپنے تئین بچاوین تب تو مین یہی کہون کہ یہہ اپنے قول کے پورے دفعیہ ابلیس کے
ہین جسمین بہرحال غالب ہون اور ہر موقع ہو کامیاب شاذ و نادر ہین کہ شروع بسم اللہ لباس مین ذات کی تفتیش کر جان
پہچان تا باصل کرتے ہین مجھے کسی لباس مین ٹہرنے نہین دیتے ہین مغلوب وہ غالب ہوجاتے ہین - اس پر حضرت جنید ... شیفتہ
ہو تو او ٹہادی اور ایسا عدم تعلق کردے کہ مین بازی اپنی ہار گیا مجھے تو مردہ سے کوئی تعلق ہی نہین رہتا ہے مرا کون
انتقال کون کرتا ہے یہہ کہہ رخصت ہوا کہ اب کسی زندہ کے نزدیک جہان میرے رفقا ہون گے جاونگا اپنے پوٹلیان
ہمراہ کیکر چلا گیا (جب یلوہ مغایرین فرو ہوا) تب بحکم ہادی ندا ہوئی کہ یہہ اسطرح پر پاک ہوا یہہ غسل میت تہا اور
یہہ نماز جنازہ جو ادا ہوئی - حضرت کی دنیا مین تشریف فرمائی کا سبب یہہ تہا کہ بندگان خدا ان مخمصات دنیا سے نجات
پاوین اگر حضرت تشریف فرماے دنیا نہ ہوتے تو یہہ رتبہ ملتا اور نہ ان گرانباریون سے اسطرح سبکدوشی حاصل ہوتی یہہ
جملہ تعلقات اور جہگڑے دنیوی یا قبل موت ہر شخص کے ساتھہ لگے ہوے رہتی ہین دنیادار بحکم شریعت وضو و غسل سے بالذات
مغایرت ظاہری پاک ہوتا ہی اور طریقت مین اسطرح مغایرتین علحدہ کیجاتی ہین تب پاک ہوتا ہے کہ من بعد خلت غیر کچھ
ہی نہین باقی یون تکمیل ایمان و اسلام جب اتمام ہوئی تب نہ زندہ رہے اور نہ آیندہ مرنا بعد مرنیکے باقی رہا تو ضرورت
اصلاح ہی باقی نرہی اور رسالت و ہدایت ختم ہوئی -

فصل چوتھی موت و حیات کے بیان مین

موت و حیات یہہ دو نام ہین مرنا ناپسند جینا خوش اسواسطے ہوا ہے کہ اسکی حقیقت تک رسائی نہین کہ مرنا معدوم ہونا
تصور کیا جاتا ہے اور فی الواقع وہ انتقال تبدل جا ہے سمجھو کہ بعالم ارواح بحکم کن ارواحین پیدا ہوئین وہان سے
انتقال کیا پہر اپنی جامہ جسم دنیا مین آیا جب تک ہمراہ جامہ جسم ہے اوسکا نام حیات ہے جب آن ہر دو مین جدائی ہوئی یہہ دنیا سے
انتقال عالم ارواح مین موجود نام اوسکا موت ہوا پہر دو حال کیا عالم ارواح اور کیا عالم دنیا انتقال ہوا خیال عدم نادرست اور
حالت اصلی قایم ہوئی - ارواح کا باہم ملاقات ہونا اور بعد انتقال پس ماندگان سے متوقع فاتحہ درود رہنا ثواب ارواح کو
پہونچنا یہہ ثابت کرتا ہے کہ جسکا انتقال ہوا وہ معدوم نہین بلکہ موجود ہے اگر یہہ نہوتا تو شرعا انتقال کنندہ کے نام پر

فاتحہ باخیر لب دینا جائز نگہا جاتا پس تغیر حالت کا نام موت ہی اور مثال اوسکی یہہ ہے بچہ کی حالت مین تغیر ہوا لڑکہ ہین حالت بچپنے
اور حالت لڑکپنے جوانی مین اور حالت جوانی نے پیری مین انتقال کیا اور حرکات و سکنات و صورت و شکل ایک کو دوسرے مین عدم
ہوئین لیکن اصلیت مین زوال نہین سبکو اتفاق ہے کہ روح کو موت نہین اور عالم اجسام آرام تکلیف خوشی و رنج عیش و عشرت
حس و حرکت دید و شنید جدا در حقیقہ یہین سب روح کے ساتھ ہین اگر وہ ایک نہو سب معدوم پس جب حیات مین اور
بعد ممات وہ قایم تو موت سے کونسی مضرت جیسے بچپنے سے تا پیری حالتون مین تغیرات و تبدل ہوے نیز یہین قبیل موت
بہی ایک تغیر حالت ہی کہ جسکی نافہمی نے یہہ نتایج پیدا کی ہین سچ تو یہہ ہے کہ جیسا فیمابین جسم و جامہ کے تعلق ہے ویسا ہی
جسم و جان کے تعلق ہے حرکت جسم باعث حرکت جامہ ہے اسیطرح حرکت روح باعث حرکت جسم ہے جیسا جسم جامہ مین اسیطرح
روح جسم مین مستور ہے ۔ موت و حیات دو ہین جسم کیحالت وسیطرح دو ہین بیداری و خواب اور مشہور بات ہے کہ
سویا مرا برابر ہے حالت بیداری مین حالت خواب سے اور حالت خواب مین حالت بیداری سے بہول لگی ہوئی ہے
کہ قیدی ہی یا آزاد صحیح المزاج ہے یا بیمار امیر ہے یا غریب علی ہذا القیاس عالم ارواح سے عالم اجسامی مین بے خبری اور عالم
حیات سے بعد انتقال فراموشی (پہلی بہول کا نام حیات) (دوسری بہول کا نام موت) جو عالم ارواح سے دنیا مین
آکر اپنی اصلی حالت کو بہولا اسیطرح عالم اجسام سے گذرنیکے بعد اسکو بہولا بمصداق اسکے کہ قیامت مین کوئی کسیکو نہ پہچانیگا
(مدارج جسم و جان و قابلیت) جان کا خواص معصومیت اور معصوم ہر تعلق سے پاک بمصداق اسکے کہ روح کو سزا و
جزا نہین روح عالم جسم اور جسم روح کا محکوم بلا تعلق ہر چند جسم پر موقوف ہے اور کار نمایان جب تک روح جسم پر حکمران
نہتی تب تک ہر نیک و بد خواہ تن پرور و سرکش ہوتے نہین مثل دنیا طمع حرص بخل و زہد و تقوی وغیرہ انواع و اقسام کے
اعمال وجود کنندہ ہے ان سب روح کے معاونون کی ہماندازی بجا طرفداری کر اونکی اتباع و فرمان برداری بجا لاتا ہے
یہہ نہین جانتا کہ اسکی ناز برداری فایدہ بخش ہے اور کسکی مضر یہہ قابلیت جسم ہے سو جبکہ جسم مین ایک جان
نہو سب اعضا موجود ہونگے لیکن کار مخصوص بغیر جان و قابلیت جسم ختم ہے سمجہنے کی ہے بات کہنا نہین موت ایک حالت کا ٹوٹ جانا
یا بدل جانا یا بہ حیثیت کا مٹ جانا یا دو مین جدائی کا ہو جانا (مرنیکے پہلے مرجانا) اسکے لوگ قایل نہین آدمی انصاف سے
دیکہے جسم بغیر روح فاعل نہین یہہ ہر دو ایسی حالت مین وصل ہین کہ تمیز دوئی نہین جسنے تمیز کر جدا کیا

یاکار بیکار کو دیکھہ سمجھہ جان پہچان لیا وہ حالت دوئی کی جو سمجھہ ہی مین نہین آتی تہی جب اوسکی سمجھہ ہوئی حالت سابقہ ٹوٹ گئی وہ تمیز جو جدائی مین ان ہر دو کی جاتی تہی جدائی کی پہلی نظر مین سما گئی اور اوسیمین رہا حالت بدل گئی حیثیت مٹ گئی جو کوئی بعد تصدیق باکار و بیکار پر عمل دیا ہے وہ مرنے کے پہلے مرا ظاہر مین بیکار کو باکار ہی مین دیکہین گے وہ اونکی غلط فہمی اور نظر اونکی اوس مقام تک سا ہین حقیقت اصلی کے دیکھنے والے کی نظر ایک ہی قائم ہے وہ ایک آنکہہ کے دیکھنے والے دوسری آنکہہ ہی نہین رکہتے ہین اسلئے دوسرا دیکھنے مین نا بینا دو آنکہہ والا دو دیکھنے کے سوا ایک دیکھنے مین کور جو دو آنکہہ رکہتے ہین دو نہ دیکہین گے تو ایک کیونکر دیکہین اونکی دو آنکہہ مین ایک نظر اونکی دو آنکہہ مین دو نظر ہین غرضکہ یہ کمال عقل و علم کتابی سے حاصل نہین ہوتا لیکن العلم دانشمندن کے تجربہ و کسب سے البتہ ظہور پاتا ہے

نقل ہے

ایک صاحب اپنے کار و بار ضروری کو جاتے تہے راہ مین رود عبور واقع تہی جب پار جانیمین عاجز آئے ایک شخص کہ جس سے تعارف تہا کنارہ رود پر نظر آئے اوس سے پار جانیکی صلاح پوچھی تو اونہون نے کہانا پکا ہوا دیا اور کہا کہ ندی پر ایک فقیر ہین اونکو دینا اور ندی کو میرا سلام کہنا اور یہ پیام دینا کہ اگر مین نے اپنی عمر خود مین کبھی عورتکا منہہ نہ دیکہا ہو تو پار جانیکا راستہ دے یہ متامل ہوے کہ اونکو جورو بچے موجود ہین پہر خیال کیا مجھے اس سے کام غرض یہ کہہ ندی پہونچ وہ پیام ہوتے ہی پانی دو جانب ٹہر گیا درمیان مین راستہ ہو گیا یہ پار ہو گئے فقیر صاحب سے ملے اونکو کہانا دیا بعد فراغ کار واپس آئے فقیر کہانا لئے بیٹہے تہے اون سے ملکر کہانا کہایا اور رود پار جانے کی صلاح پوچھی تو فقیر نے کہا رود کو میرا سلام کہہ اور یہ پیام دے کہ مین نے اپنی عمر خود مین کہانا کہایا ہون تو راستہ دے یہ کنار رود پر آئے پیام دیتے ہی پانی ٹہر گیا اونکو راستہ ملا پار آئے اور حیران ہو کر پہلو صاحب کے مکان پر گئے آواز دیا اونکی عورت نے جواب دیا گہر مین نہین ہین تب اوس سے بہت عاجزی کے ساتہہ کہا اما میرا قصور معاف ہو ایک بات پوچھنے آیا ہون اوسکا جواب دو یہ رود فتح بسیار اوس نے پوچھا کہ یہ اولاد آپکو جو ہے آپ کے خاوند کی یا نہین عورت غصہ ہوئی تب بہت عاجزی سے اپنی کیفیت کو بیان کیا تب عورت نے کہا یہ عزیز تم تو نہین ہو جسنے بدنام کیا اوسی سے پوچہو گی جب خاوند مکان مین آیا عورت نے تکرار کی اور سبب پوچھی تو جواب دیا کہ اسکا جواب دو روز بعد دونگا غرضکہ ایک روز بعد وہ عورتکو دیکہہ کہاتا بادشاہ نے قتل انتظام کی نکالا جب غصہ ہوئی آئی عورت نکو مع بچہ سے بیٹہا نہ بری اوسکے سر پر کہڑا کہہ تلوار باندہ دار کہینچا [illegible]

بہت جلد آ کہا تو مرد نے تلوار مارنا چاہا عورت سمجھ گئی جلد جلد شیرینی سب کہا گئی تب تلوار رکھ دیا اور عورت سے پوچھا کہ بڑی کیا
مزہ تھا اور فلان شیرینی کا کیا مزہ تھا عورت نے جواب دی کہ تمہارے سر پر موت کھڑی تھی ہم تو اوسکے ڈر سے کہا گئی کیا مزہ ہمکو کہا آیا تھا کہ
بتاویں تب مرد نے جواب دیا کہ جو اسوقت تمہارا احوال تھا ویسا ہی روز ہم اپنے حال میں دیکھتے ہیں یہ تمہارے سوالکا جواب ہے اب ہم بہ سر مطلب آ کر حکم ہے
جو تلاش معبود کریگا پائیگا اور مشہور ہے کہ جو ڈھونڈہ پائیگا ۔ اللہ تعالی نے اپنی نشانیان لفافہ وجود آدم میں رکھیں کہ عالم ارواح سے بعالم اجسام
دنیا میں سدا اوتارا جسکو اپنے معبود کو ڈھونڈنا منظور ہووے لفافہ کو کہولکر دیکھے جسنے لفافہ کہولکر نہ دیکھا نشانیونکی خبر نہ پایا پھیر [illegible] گیا اور
کچھہ نہ پایا اور نہ سمجھا داب لفافہ کہولکر سمجھ لو) یہ لفافہ وجود انسانی ظاہر باطن حاضر ناظر کی خبر دیتا ہے سمیع بصیر قدیر حی [illegible]
بتاتا ہے لیکن جس مطلب میں حیرت شبہ گمان بدگمان اگر کوئی سمجھا یا تو اوسکا نام [illegible] ہے کہ لفافہ چاک کر
مطلب میں سمجھ کہ خیال ہوتا ہے کہ جتنی خوشی لفافہ چاک کرنے سے برابر نہ ہوگی بعالم مجاز جب کہ دار کا لفافہ پہونچتا ہے اوسکے احکام
دیکھنے کی کیسی اضطرابی لفافہ چاک کرنے کا ہوتا ہے اوس لفافہ کا حکم اسکا کیونکر چاک کرکے بیکار نہ کر دیا گویا ہم اوسکے حکم سے محروم رکھتا لفافہ بعد چاک کرنیکا
اور حکم اوسکے اندر ملفوف رہتا ہے جو مرتبہ پہلے سر الفافہ وجود اوسکا بیکار او حکم اوسکے اندر موجود رہیگا جنہون نے اس لفافہ کو چاک کر کے
نہ کی حکم سے خبردار نہ ہو ہمیشہ حیران رہے دنیا عقبی آخرت میں شاہان مجازی کے بندے تین قسم کے ہیں ۔ خاص و عام و معتوب و مغضوب
خاص میں اونکا شمار ہے کہ جو ہر دم حضوری میں موجود احکام خاص کی تعمیل اوپر او وہ مخلوص خلاص تعمیل میں مصروف رہتے ہیں (و عام) نہ دیئے
و حرفہ و ملازمت و غیرہ بعضی یا بعض نشر کے گذارے میں رہتے ہیں بجالاتے ہیں و بعد محصور سزا دیئے جاتے ہیں ۔ علی ہذا معبود حقیقی کے جو خاص بندے ہیں ہر دم
تعمیل حضوری کے حجاب نہیں کرسکتے خوف و رجا میں راضی برضا ملکہ خلوص میں ایسے محو کہ اپنی بود و نابود کہ معبود میں فانی بخود باقی
بحق رہتے ہیں جسمانی تعلق از تنگ آئے نہیں پاتے ہیں و عام بسبب جنت میں رہتا ہے اوس پر ادا کرتے ہیں آخر تمنا اوسکے صاحب
جنت حوض کوثر حور غلمان پاتے یا اعراف میں جاویں ۔ اور مغضوب دوزخ گھر بناویں گے سزا کا خوف نہ آرام کی خواہش ہے ۔ طالب دیدار
تابع مرضی کو ۔ جنت دوزخ دو فریق کے گھر میں ۔ بندہ خاص قیام گاہ مالک کو اپنا سہارا جانتا ہے لہذا خوف و رجا کی تمیز نہیں جدا
ٹھہرائی ہیں ۔ اللہ تعالی نے بندہ کو خاص اپنے لئے بنایا لہذا بندہ خاص کو جز مالک کے سوا دوسرا نہیں چاہئے جنت کا بندہ نہیں جو جنت کا
طالب ہو ۔ جہان مالک وہان بندہ سزاوار جہان مالک نہیں بندہ کا وہان کیا کام جہان اوسکا حکم مالک جہان حکم ہو جانیکو موجود
[illegible]

جب کہ بنیت مستحکم و مضبوط لیجا کہ یہ رستہ بڑا نازک بہت باریک ہے خیر و شر ہو نہیں دیتا نہیں نقل ہے کہ ایک صاحب جہاز پر سوار تھے
جہاز تباہ ہوا آپکو ایک تختہ ہاتھ آیا ڈوبتے تیرتے چند روز بعد کنارے لگے حیات باقی تھی درختوں کے پتے چبانے کھانے سے افاقہ ہوا چند قدم بڑھے
نظر پڑی یہ خوش ہوے کہ کچھ کھانا ملیگا وہ صاحب اسکے چند گھڑی بعد پہونچے [illegible] ایک نعش کو بعد غسل کفن دفن کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر [illegible]
بٹھایا [illegible] کہ یہ [illegible] اُنکی خدمت سمجھکر عطا ہوا [illegible] بیٹھا ہوا دیکھا کر وہ صاحب چلے گئے اور [illegible] حال انکشف ہوا ایک روز ایک جہاز کی تباہی [illegible]
تھی اونکو اپنی مصیبت یاد آئی ہاتھ پھیلا تا ہی تھا کہ [illegible] کنارے ہو لگا دو لوگ نجات پاوے [illegible] بزرگ [illegible] ہوا ایک طمانچہ مارا
منہ پیٹھ کیطرف ہوگیا اور دونوں آنکھیں بالشت ڈیڑہ بالشت نکلیں جب پوچھا میری کیا خطا تھی [illegible] کچھ یہ کام نہیں کیا فرمایا [illegible]
حکم تھا یہ مداخلت جو کیا اوسکی سزا یہ تھی اونکا نام مقام [illegible] تشریف لیگئے یہ بصورت مجسم [illegible] بہزار خرابی اوسی [illegible]
ایکعرصہ کے بعد اونکے مکان پر پہونچے پوچھا کیا چاہتا ہے کہا دیدار پھر ایک طمانچہ مارا اور منہ آنکھ [illegible] مقام پر آگئیں فرمایا اب ایسی مداخلت نہ کرنا
پھر کوئی خدمت پر مامور کر روانہ کیے ۔ طریقت میں خدمت ناظر ہوتی ہے اوسکا انجام بڑا نازک ہے کہ مرضی دیکھتے رہنا اوسمیں مداخلت
نہ کسکی خیال کرنا کہ یوں اچھا اور یوں برا وغیرہ ساتھ ہی اوس خدمت ناظر جاتا ہے معترض وغیرہ [illegible] شریک ہو جاتا [illegible]
صرف دیکھنا اوسمیں مداخلت نہ کرنا اگر کیا مخطی ہوا نقل ہے کہ صاحب کسی [illegible] کے بیچ [illegible] تھے [illegible]
چلے جاتے تھے ایک آندھی ایک گھونسا زور دار [illegible] جسکا صدمہ اونکو بہت کچھ پہونچا اونہوں نے پیچھے دیکھکر کہا [illegible] شخص
جسکو تونے مارا تیس سال ہو کہ وہ مرچکا [illegible] کہا آج کا مردہ تو ہوتا نہیں پچیس سال کا مردہ جو ہوتا [illegible] بیان
اسمیں ضرور حلول کیا غرضکہ یوں نہ تو ہمت تک پہنچے نقل ہے کہ ایک صاحب جنگل میں ایک جماعت کو [illegible]
سبب ترک آبادی پوچھے جواب دیا کہ خوف دوزخ سے ترک دنیا کی دوسری جماعت کو بھی اسی حالت میں پایا [illegible]
کہا حور و جنت و حور و غلمان میں ترک دنیا کیا ہے ۔ تیسری جماعت کو جب دیکھا اور پوچھا جواب دیا کہ ہم تلاش معبود کی
ترک دنیا کئے ہوے ہیں ۔ اہل طریقت کو خواہش مطلب معبود کی ہوتی ہے اہل دنیا کو خوف اذیت و طلب آسائش ۔
دنیا دار دلکو حسد و بغض و غضب و کینہ وغیرہ سے دلکو پاک کرتے ہیں ۔ اہل طریقت دفیہ مغایرتیں ان سبکو معدوم کرتے [illegible]
اہل دنیا غیر محرم کو دیکھنے نا جائز آواز سننے حرام چیز کے کھانے گناہ کیطرف قدم جانے سے بچتے [illegible]
ہے ۔ شرمگاہ کو حرام کاری سے بچاتے ہیں اہل طریقت غیر دیکھنا غیر سننا غیر کو چھونا غیر جانب جانا غیر کو [illegible]

غیر کا اتصال شرک رکہتے ہین۔ دنیادار کلمۂ طیب کے ذکر مین اصطلاح نفی و اثبات کرتے ہین کہ اپنے کو معدوم جاننا خالق کی
ذات کو قائم ماننا جبکہ علم الیقین سے تحقیق ان اجسام کو معدوم ہونا تحقیق کیا ہے اسلئے جا اور غیر کو لکر فنا انکو ذات معبود قائم ہونا مالی
تقلید کے اہل طریقت وجود موجودین بیکار و باکار کے غیر پیدا کرتے ہین من بعد نفی کو بیکار و اثبات باکار کے کرتے ہین
نقل ہے۔ کہ کسی شاہ نے متعلقین و ملازمین وغیرہ کو حکم دیا کہ تمکو جو مجھسے طلب کرنا ہے مانگ لو مین ترک ریاست
کرتا ہون جسنے جو مانگا بادشاہ نے دیا چند بیگمات جو شاہ کی تہین حسب الحکم اونہون نے بہی کچھہ کچھہ طلب کیا وہ ملا مگر ایک زوجہ
نے شاہ سے کچھہ نہ مانگا بادشاہ نے باصرار کہا تو بہی کچھہ نہ مانگ اوسنے جواب دی کہ میرا سوال بڑا ہے شاید منظور ہو نہو
اسلئے تامل ہے بادشاہ نے عہد کیا جو مانگیگی دونگا تب اوسنے کہا کہ آپ اپنے تئین مجھکو دیدو بادشاہ نے اپنے تئین دیدیا
اور کہا کہ امتحان مین یہ پوری ہوئی اب مین بادشاہ ہون اور اسکا ہون تو کل اسکا اہل طریقت یون طلب مین اپنے معبود کے
رہتے ہین میرے حصہ نادار طلب عجائب کے تو ذرا دیکھو۔ دنیا و آخرت مین انواع اقسام کی نعمتین و ر بہرہ و جابلا تعداد اذیتین
و تکلیفین کوئی دنیا و آخرت کی ساتھ نکی طلب مین اپنے تئین مصروف کیا تو کوئی اذیت و تکلیف سے بچنے کی فکر مین متردد ہے
بخضوع و خشوع ملتجی ہوا مین ان ہر دو کے سوا کا سائل ہون اور مانگتا ہی وہی ہون کہ جو میرے نزدیک موجود ہے اور ہر ایک نبی یا ولی
اولاد آدم سے متوقع ہون کہو وہ مقبول ہونے کی غرض سے دست دعا بدرگاہ باری دراز کرین اور مین آمین کہون کہ یا اللہ دنیا مین
نحن و اقرب تو رہا آخرت مین بہی میرے ساتھہ ہو اور وہی نزدیک رکانی و بس ہے صاحبو تقلید اللہ تعالے نے کا ہر جا موجود ہونا مسئلہ
طریق بزرگان قبول کیا۔ علماء فضلاء نے تحقیق با ہر کے خط جدا گانہ پائے مرشد نے نحن و اقرب کی تصدیق کیا اسکا خط ادا ہی
ہوا کہ جسکا بندہ ہون وہ خود میرے نزدیک ہے بندہ کو نزدیک مالک ہے تو پھر سوا مالک کے دیگر طلب مقام تاسف کہ موجود ہی مالک
مین بہی وہ محتاج ہو یا اللہ جبتک دنیا مین تبتک تو اور تیرا الحکم ہر دم موجود رہے ہو چو بندہ او نہین ہر دو کے ساتھہ ہے
جب یہ دنیا جائے انہین ہر دو کے ساتھہ ہو شادان و فرحان بہمراہی ملک فنا کی سیر کرتا ہوا عالم بقا کو چلا جائے یا خاتم النبی ان کو خاتمہ
میرا بخیر ہو جائے جو نزدیک ہے اللہ دنیا و آخرت نزدیک ہی رہے جدا نہو ظاہر احمد باطن احد کے سیر سے خالی نہو باقی کچھ
ہے نہ اسکی طلب اگر کی خواہش دل کو ہے یا وہ سب قرب نزدیک کر تر دیک رہے جا دیں باقی ہوس ۔